﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد23 — جمعۃ المبارک11نومبر 2016ء — 10رصفر 1438 ہجری قمری ❁ 11رنبوت 1395 ہجری شمسی — شمارہ46

زیارتِ قبور

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت یاد دلاتی ہیں۔

(صحیح مسلم کتاب الجنائز باب استئذان النبی ربه حدیث نمبر: 1622)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

کیا تمہیں ان لوگوں کا انجام معلوم نہیں جو استہزاء کیا کرتے تھے؟ تم بھڑ کی طرح کاٹتے ہو اور تم اس شخص کو اذیت دیتے ہو جس نے چراغ کی طرح نور کا عمامہ پہنا ہوا ہے۔ کتنے ایسے استہزاء کرنے والے ہیں جنہوں نے میری موت کی پیشگوئی کی گویا انہیں علاّم خدا سے الہام ہوا ہے اور انہوں نے اس پر اصرار کیا اور قوموں میں اس کی تشہیر کی۔ پس تب معاملہ اس کے برعکس رہا۔ اور اللہ نے ان کے اس استہزاء کو حقیقت بنا کر انہیں پر الٹا دیا اور وہ اپنے الہام کے بعد بہت جلد مر گئے۔

''اے میری قوم! تم جان بوجھ کر کیوں اندھے بنتے ہو جبکہ تم دیکھتے ہو اور عمداً کیوں جاہل بنتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو۔ کیا تمہیں ان لوگوں کا انجام معلوم نہیں جو استہزاء کیا کرتے تھے؟ تم بھڑ کی طرح کاٹتے ہو اور تم اس شخص کو اذیت دیتے ہو جس نے چراغ کی طرح نور کا عمامہ پہنا ہوا ہے۔ اور چودھویں کے چاند کو دیکھ کر بھونکتے ہو اور صلحاء چودھویں کے چاند کی روشنی سے فیض پا رہے ہیں جبکہ تم اندھیرے میں ہو۔ اور لوگ میری جانب آئے حالانکہ تم مجھ سے بھاگ رہے ہو اور کتنے ایسے استہزاء کرنے والے ہیں جنہوں نے میری موت کی پیشگوئی کی گویا انہیں علاّم خدا سے الہام ہوا ہے اور انہوں نے اس پر اصرار کیا اور قوموں میں اس کی تشہیر کی۔ پس تب معاملہ اس کے برعکس رہا۔ اور اللہ نے ان کے اس استہزاء کو حقیقت بنا کر انہیں پر الٹا دیا اور وہ اپنے الہام کے بعد بہت جلد مر گئے اور انہوں نے اپنے چارپایوں کے لئے ندامت اور ذلّت کا خشک گھاس چھوڑا۔

اور کچھ ایذا دینے والوں نے مجھے صرف اس لئے اذیّت دی تا کہ ان کے ذریعے اللہ بعض نشان ظاہر کرے۔ اور ہم نے ان کے قصے حقیقۃ الوحی میں بیان کر دیئے ہیں تا کہ وہ حق کے طالبوں اور طالبات کے لئے بصیرت افروز ہوں۔ اس وقت قریب ترین واقعہ اس شخص کا ہے جو ذیقعدہ میں مرا۔ اور وہ شخص مجھ پر لعنتیں ڈالا کرتا اور مجھے گالیاں دیا کرتا تھا۔ اور اس کا نام سعد اللہ تھا اور اس کی گالیاں نیزہ کی مانند تھیں۔ اور جب اس کا گالی گلوچ انتہا کو پہنچ گیا اور وہ اذیت دینے میں دوسروں سے سبقت لے گیا تو میرے رب نے مجھے اس کی موت کی نسبت اور اس کی رسوائی اور اس کی قطع نسل جس کا اس نے فیصلہ کر دیا تھا وحی کی اور اس نے کہا ''تیرا دشمن ابتر رہے گا''۔ چنانچہ میں نے اس وحی کو لوگوں میں شائع کر دیا جو میرے بزرگ و برتر رب نے کی تھی۔ پھر اس کے بعد اللہ نے میرے الہام کو سچ کر دکھایا۔ تب میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنی گفتگو میں اس کی تفصیل بیان کروں اور اسے شائع کروں جو فتنہ پرداز اور رحمان خدا کے بندوں کے دشمن کے ساتھ اللہ نے سلوک کیا۔ لیکن ایک وکیل نے جو میری جماعت سے تھا مجھے اس سے روکا اور میرے اشاعت کے ارادہ سے مجھے ڈرایا اور کہا کہ اگر آپ نے اسے شائع کیا تو آپ حُکّام کی ناراضگی سے بچ نہ سکیں گے اور قانون آپ کو جرم کی طرف کھینچ لے جائے گا اور مخلصی کی کوئی سبیل نہ ہوگی اور نجات کی کوئی راہ باقی نہ رہے گی اور آپ کو مصائب قرض خواہ کے چمٹنے کی طرح چمٹ جائیں گے اور بڑی تگ و دو کے بعد جو نتیجہ نکلے گا وہ معلوم ہے۔ اور حکومت مجرموں کو چھوڑنے والی نہیں۔ پس محتاط لوگوں کی طرح اس وحی کے پردۂ اخفا میں رکھنے ہی میں بھلائی ہے۔ اس پر مَیں نے کہا مَیں الہام کو عظمت دینا ہی درست سمجھتا ہوں اور اس کا اخفاء میرے نزدیک معصیت اور کمینوں کے خصائل میں سے ہے۔ اور مخلوق کے خالق کے علاوہ کسی کی مجال نہیں کہ وہ نقصان پہنچا سکے۔ اور اس کے بعد مجھے حکام کی دھمکی کی پرواہ نہیں۔ اور ہم اپنے ربّ کو پکارتے ہیں جو فضل کا اصل منبع ہے۔ اور اگر وہ دعا قبول نہ فرمائے تو ہم حقیر زندگی پر راضی ہیں اور اللہ کی قسم وہ اس شریر (سعد اللہ) کو مجھ پر مسلط نہیں کرے گا۔ اور وہ اس پر آفت نازل کرے گا اور پناہ کے طالب اپنے بندہ کو نجات دے گا۔ پس مخلصوں میں سے ایک چوٹی کے مخلص نے جو علم دین میں فاضل اجل ہے میری بات کو سنا۔ اس سے میری مراد ہمارے پیارے مولوی حکیم نورالدین صاحب ہیں۔ تو ان کی زبان پر رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ والی حدیث جاری ہوئی۔ اور میری اور ان کی اس بات سے دل مطمئن ہو گئے۔ اور انہوں نے اس غیر ضروری احتیاط کرنے والے کو غلطی خوردہ قرار دیا اور انہوں نے اس کے خوف کی بنیاد کو کمزور قرار دیا۔ پھر میں نے سعد اللہ کے خلاف تین دن تک دعا کی اور ربِّ علاّم سے اس کی موت کی تمنا کی جس پر مجھے وحی ہوئی ''کئی ایسے پراگندہ بال غبار آلود لوگ ہیں کہ اگر وہ اللہ پر (کسی بات کے لئے) قسم کھائیں تو وہ اسے ضرور پورا کرتا ہے''۔ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے اس کے شر کو دُور رکھے گا۔ پس اللہ کی قسم مجھ پر ابھی چند راتیں ہی گزری تھیں کہ مجھے اس کی موت کی خبر آئی۔ پس الحمد للہ کہ اس نے اپنے تازیانے اُس دشمن پر برسائے۔

اے لوگو! میں اپنے رب کی طرف سے ایک مائدہ لے کر آیا ہوں تا میں ہر مفلوک الحال اور محتاج کو کھانا کھلاؤں۔ پس ہے کوئی تم میں سے جو اس خوانِ نعمت کو لے اور جان لیوا بھوک سے محفوظ ہو جائے۔ اور جسے یہ غذا راس نہ آئی تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جنہیں بدبخت کہا جاتا ہے اور جس نے اسے کھایا تو اس کے لئے اس میں بہت بڑا اجر ہے۔ پھر اس کے بعد فضل کثیر ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ وہ تم سے بوجھ اتار دے اور زنجیریں اور طوق اتارے اور وہ تمہیں قحط زدہ زمین سے نعمت اور خوشحالی کے علاقہ کی طرف منتقل کر دے اور تمہیں ان تاریکیوں سے نجات دے جن میں تیز ہوائیں چلتی ہیں اور وہ تمہیں ایسے محلات میں پہنچا دے جن میں چراغ روشن کئے گئے ہیں اور وہ (چاہتا ہے کہ تمہیں) گناہ اور جھوٹ سے پاک کرے تا تم اس شخص کی مانند ہو جاؤ جو (ادائیگی) حج مبرور سے لوٹا ہو۔ لیکن تم اس بات پر خوش ہو گئے ہو کہ تمہارے جسم گناہوں کی میل سے آلودہ ہو جائیں۔ اور یہ کہ تم ہمیشہ کے لئے بارگاہِ ایزدی سے دور ہو جاؤ۔ میں نے تمہارے سامنے آبِ حیات پیش کیا ہے۔ لیکن تم نے موت کے پیالے کو ترجیح دی اور میں نے تمہیں بیت عتیق (خانہ کعبہ) کی طرف بلایا لیکن تم بتوں کی طرف بھاگے اور ہم تمہاری خاطر ہر قسم کی بے چینی اور کرب برداشت کرتے ہیں اور ہم تمہارے لئے غم کی تاریکیوں میں اس طرح دعا کرتے ہیں گویا ہم نماز عشاء ادا کر رہے ہوں۔ یقیناً سب معاملہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور فیصلہ کرنا اسی کے اختیار میں ہے۔ اور وہ دن آتا ہے جب یہ پتھر موم ہوگا اور یہ اضطراب کب تک۔''

....(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 85 تا 90۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 16 اگست 2014ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں تین نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ نکاح کے وقت، رشتہ طے کرنے کے وقت، شادی کے وقت فریقین بڑے خوش ہوتے ہیں کہ ان کو ایک خوشی کا موقع مل رہا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ان کو یہ بھی احساس ہونا چاہئے کہ اس خوشی کے موقعہ کے بعد، یہ تعلق جوڑنے کے بعد، رشتہ قائم ہونے کے بعد ان کی کچھ ذمہ داریاں بھی ہیں۔ اور جس طرح ایک طرف لڑکے کی ذمہ داریاں ہیں اسی طرح لڑکی کی بھی ذمہ داریاں ہیں۔ ایک دوسرے پہ اعتماد قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہی ذمہ داریاں دونوں خاندانوں کی بھی ہیں۔ یہ نہیں کہ لڑکی بیاہ دی اور لڑکا بیاہ دیا تو ذمہ داریاں ختم ہوگئیں۔ اگر لڑکی کو والدین کی غلط قسم کی ناجائز حمایت حاصل ہو تو سسرال میں جا کے وہ مسائل کھڑی کرتی ہے۔ لڑکے کو والدین کی غلط حمایت حاصل ہو تو کسی کی لڑکی کو گھر میں لا کے اس کے جذبات اور احساسات کا خیال نہیں رکھا جاتا، غلط سلوک کیا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے پھر بعض دفعہ مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

اس لئے اس خوشی کے موقعہ پر اپنی ذمہ داریوں کو بھی ہر ایک کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بار بار اس طرف توجہ دلائی ہے کہ ان ذمہ داریوں کا احساس کرو اور ہمیشہ تقویٰ تمہارے پیش نظر رہے۔ اگر یہ رہے گا تو اللہ تعالیٰ تمہیں ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق بھی عطا فرمائے گا۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ کرے کہ یہ قائم ہونے والے رشتے ان باتوں کا خیال رکھنے والے ہوں۔ ایک دوسروں کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنے والے ہوں اور ہر لحاظ سے یہ رشتے کامیاب ہوں اور ان کی آئندہ نسلیں بھی دین کی خادم اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے والی ہوں۔

ان چند الفاظ کے بعد اب میں نکاحوں کا اعلان کروں گا۔

حضور انور نے فرمایا: پہلا نکاح عزیزہ عفیفہ ناصر کا ہے جو واقفۂ نو ہیں اور مکرم ناصر احمد صاحب کی بیٹی ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم تائید عالم (واقف نو) ابن مکرم مرشد عالم صاحب کے ساتھ اڑھائی ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ فرح سنبل احمد (واقفۂ نو) کا ہے جو مکرم سید رفیق احمد سفیر صاحب کی بیٹی ہیں۔ بچی کے دادا کماسی سکول میں پرنسپل رہے ہیں۔ بڑا لمبا عرصہ غانا میں رہے ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم مظہر دانش احمد (واقف نو) ابن مکرم محمد احمد صاحب ناروے کے ساتھ ڈیڑھ لاکھ نارویجن کرونز حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اگلا نکاح عزیزہ نگہت حنا احمد بنت مکرم سید رفیق احمد صاحب کا ہے۔ یہ اس کی بہن ہی ہے جو پہلا نکاح ہوا ہے۔ یہ (نکاح) عزیزم سید سعود احمد شاہ ابن مکرم حامد احمد شاہ صاحب کے ساتھ بیس ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: لڑکے کا تعلق ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب کے خاندان سے ہے اور اس لحاظ سے یہ بھی پرانے خاندان ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ان راستوں پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے جن کے نمونے ان کے بزرگوں نے، آباؤاجداد نے جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر دکھائے اور اپنے نمونے قائم کئے۔

نکاحوں کے اعلان اور فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتوں کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆......☆......☆

جماعت احمدیہ سیرالیون کے 54ویں جلسہ سالانہ کا کامیاب و بابرکت انعقاد

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ کے موقع پر زرّیں نصائح پر مشتمل نہایت اہم پیغام۔ صدر مملکت سیرالیون، نائب صدر مملکت، 10 وزراء مملکت، ممبران پارلیمنٹ، 60 پیراماؤنٹ چیفس اور نمائندگان، 30 چیفڈم سپیکرز اور سیکشن چیفس، 7 قبائلی سردار، اعلیٰ حکومتی عہدیداران اور متعدد غیراز جماعت آئمہ کرام کی شرکت۔

18 ہزار سے زائد افراد کی شرکت۔ علمی و تربیتی موضوعات پر تقاریر۔ پریس اور میڈیا میں وسیع کوریج۔ بیعتیں

(رپورٹ: عبدالشافی بھروانہ۔ مبلغ سلسلہ احمدیہ سیرالیون)

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ سیرالیون کا 54واں جلسہ سالانہ 8 تا 10 اپریل 2016ء بخیر و خوبی منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں 18 ہزار سے زائد افراد شامل ہوئے۔ چار ہزار سے زائد نومبائعین اور تین ہزار سے زائد غیر از جماعت مہمان جلسہ میں شامل ہوئے۔

صدر مملکت سیرالیون 10 وزراء کے ساتھ جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے۔ موصوف تین گھنٹے تک مسلسل جلسہ گاہ میں تشریف فرما رہے اور جلسہ کی کارروائی انہماک سے سنتے رہے اور جماعت کے ڈسپلن سے بہت متاثر ہوئے جس کا اظہار انہوں نے اپنی تقریر میں بھی کیا۔

افسر جلسہ سالانہ مکرم عقیل احمد صاحب مبلغ سلسلہ تھے۔ جلسہ کے انتظامات کو احسن رنگ میں انجام دینے کے لئے جلسہ کے انتظامات کو 25 مختلف شعبہ جات میں تقسیم کیا گیا۔ جامعہ احمدیہ سیرالیون کے طلباء و اساتذہ نے جلسہ کے انتظامات میں بھرپور معاونت کی توفیق پائی۔

☆ امسال حضور انور ایدہ اللہ نے از راہ شفقت مکرم لطیف احمد جھمٹ صاحب کو مرکزی مہمان کے طور پر سیرالیون بھجوایا جنہیں سیرالیون میں 27 سال تک خدمت دین کی توفیق حاصل ہے۔ آپ کے پرانے شاگرد اور احباب جماعت سیرالیون آپ کو اپنے درمیان دیکھ کر اور مل کر بہت خوش تھے اور حضور انور کی اس شفقت پر بے حد شکر گزار تھے۔

☆ جلسہ کے تینوں دن اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت شامل حال رہی۔ جلسہ سے قبل سیرالیون کے مختلف حصوں بشمول بو (Bo) شہر میں بارشوں کا ایک سلسلہ شروع ہوا جس سے جماعت میں نہایت فکر پیدا ہوئی کیونکہ جلسہ سالانہ کے لیے بنایا جانے والا پنڈال لوکل میٹس پر مشتمل ہوتا ہے جو کہ بارش کو روکنے سے قطعی طور پر قاصر ہے۔ اس صورتحال میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بار بار دعا کی درخواست کی گئی اور ملک گیر جماعت کو بھی خصوصی دعاؤں کی طرف توجہ دلائی گئی کہ اللہ تعالیٰ اس مشکل کو محض اپنے فضل سے دور فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ جلسہ کے تینوں دن موسم نہایت سازگار رہا۔ جونہی جلسہ کا اختتام ہوا، اسی روز شام کو موسلا دھار بارش ہوئی اور تمام شہر جل تھل ہوگیا۔ اس واقعہ سے جہاں احمدی احباب کے ایمان و ایقان میں اضافہ ہوا وہاں غیر احمدیوں نے بھی اللہ تعالیٰ کی مدد جماعت کے شامل حال ہونے کا اقرار کیا۔

☆ جلسہ سالانہ حسب سابق احمدیہ مسلم سینئر سیکنڈری سکول Bo ٹاؤن کے کمپاؤنڈ میں منعقد ہوا۔

☆ 7 اپریل کو جوق در جوق احمدیوں کے قافلے "یاتیک من کل فج عمیق" کی عملی تصویر بنے ہوئے، گاڑیوں پر بینرز اور پوسٹرز لگائے، بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہوئے اور نعرہ ہائے تکبیر لگاتے ہوئے Bo شہر میں داخل ہونا شروع ہوگئے۔

پہلا دن

مؤرخہ 8 اپریل 2016ء جلسہ سالانہ کا پہلا روز تھا جس کا آغاز حسب روایت باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر نماز تہجد کا روح پرور نظارہ شاملین جلسہ میں ایک روحانی انقلاب کی خبر دیتا ہے، اور متعدد سعید روحیں محض یہ نظارہ دیکھ کر احمدیت کی حقانیت کی گواہ بن جاتی ہیں۔ اس بات کا اظہار جلسہ میں شامل ہونے والے ہر مہمان کی زبان سے ہوا۔

جلسہ گاہ کے سٹیج پر صدر مملکت سیرالیون احباب کے نعروں کا جواب دے رہے ہیں

09:30 بجے صبح جلسہ کی کارروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مرکزی مہمان مکرم لطیف احمد جھمٹ صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ محترم امیر صاحب سیرالیون مولانا سعیدالرحمٰن صاحب نے سیرالیون کا جھنڈا لہرایا۔

اسی دوران نائب صدر مملکت مکرم وکٹر بوکاری فو (Victor Bockarie Foh) جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ مکرم نائب صدر مملکت جو کہ احمدیہ سکول میں بطور استاد پڑھا بھی چکے ہیں، جماعت کے ساتھ غیر معمولی قربت کا تعلق رکھتے ہیں جس کا اظہار انہوں نے جلسہ پر شلوار قمیص اور جناح کیپ زیب تن کر کے کیا۔

اس کے کچھ دیر بعد صدر مملکت ڈاکٹر ارنسٹ بائی کروما (Dr. Ernest Bai koroma) مع منسٹرز اور ممبرز آف پارلیمنٹ تشریف لائے۔ ان کا استقبال مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون اور افسر جلسہ سالانہ نے کیا۔

صدر مملکت کی جلسہ گاہ میں آمد پر بھی گورنمنٹ کی طرف سے باقاعدہ گارڈ آف آنر پیش کیا گیا۔ اس کے بعد قومی ترانہ ہوا۔ جلسہ سالانہ سیرالیون، ملک میں مسلمانوں کا سب سے بڑا مذہبی اجتماع ہوتا ہے اور حکومتی سطح پر بھی قومی تہوار کی طرح منایا جاتا ہے۔

امیر و مبلغ انچارج سیرالیون مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب کی صدارت میں پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اور اس کا کریو زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد اردو نظم مع انگریزی ترجمہ بھی پیش کی گئی۔ جلسہ میں شامل ہونے والے معزز مہمانان، پیراماؤنٹ چیفس اور جماعت ممبران کا تعارف مکرم چیف کمرا بائی کاربو، صدر مجلس انصاراللہ سیرالیون نے کروایا۔ ریذیڈنٹ منسٹر ساؤتھ مکرم مختار کونٹے صاحب (Hon. Muctar Conteh) نے صدر مملکت اور ان کے وفد اور معزز مہمانوں کا تعارف پیش کیا۔

باقی صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 424

مکرمہ سحر عبدالجلیل صاحبہ (1)

گزشتہ تین اقساط میں ہم نے مکرمہ امل عبدالجلیل صاحبہ آف فلسطین کے احمدیت کی طرف سفر نذرِ قارئین کیا تھا اس قسط میں ان کی بہن مکرمہ سحر عبدالجلیل صاحبہ کے احمدیت کی طرف سفر کا ایک حصہ پیش کیا جاتا ہے۔ وہ بیان کرتی ہیں:

میرا تعلق ایک متدیّن گھرانے سے ہے۔ میں اپنے اہل خانہ کے ہمراہ سعودیہ میں مقیم تھی۔ دینی لحاظ سے پابندِ صوم وصلوٰۃ ہونے کے ساتھ ساتھ عالمی حالات حاضرہ سے آگاہی میرا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ اور مسلمانوں کے حالات جاننے سے بھی مجھے گہری دلچسپی تھی۔

وعدے پورے ہونے کیلئے دعائیں

جب خلیج کی جنگ چھڑی تو جہاں اس بارہ میں باخبر رہنے کے لئے میں نے پہلے سے بڑھ کر خبریں دیکھنا اور پڑھنا شروع کر دیں وہاں فرض نمازوں کے علاوہ نماز تہجد کی ادائیگی اور دعاؤں پر زور دینا شروع کر دیا۔ میں ان دنوں میں رو رو کر یہ دعا کیا کرتی تھی کہ یارب! تو نے تو مسلمانوں کے ساتھ اپنی تائید ونصرت کا وعدہ کیا تھا، پھر اب تو نے مسلمانوں کو اکیلا کیوں چھوڑ دیا ہے؟ کیا تو اپنے پیارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والوں کو اس طرح ذلیل وخوار ہوتے ہوئے چھوڑ دے گا کہ کافر ان کو مغلوب ومقہور بنادیں یا انہیں ہلاک کر دیں؟!

مسلمانوں کی خبروں میں ان دنوں ایک ایسی خبر بھی میری نظر سے گزری جس نے مجھے بہت رُلایا۔ خبر کچھ یوں تھی کہ البانیہ کے کچھ مسلمانوں کو قید کر کے سربیا کی جیلوں میں ڈال دیا گیا تھا، جہاں انہیں بغیر کھائے پیئے نہ جانے کتنا عرصہ رکھنے کے بعد جب ایک صحافی نے ان کی طرف روٹی کا ایک ٹکڑا پھینکا تو وہ سب آپس میں جانوروں کی طرح لڑتے ہوئے اس ٹکڑے پر ٹوٹ پڑے۔ میں یہ خبر پڑھ کے اور منظر دیکھ کر بہت روئی اور اس روز کھانا بھی نہ کھا سکی، روتے روتے میری زبان سے یہ جملہ ادا ہوا کہ خدایا! اب تو ظلم انتہا کو پہنچ گیا، اب تُو مدد کو آجا، خدایا تو کہاں ہے؟

مجھے تلاوتِ قرآن کریم کا شغف تھا اور ایمان تھا کہ قرآن کریم کی تعلیم ہر زمانے اور ہر جگہ کے لئے قابل عمل اور مکمل ضابطہ حیات ہے لیکن اس ایمان اور یقین کے ساتھ یہ صورتحال بہت دردناک تھی کہ تمام مسلمان اسی قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں لیکن مسلمانوں کی زندگیوں میں عملی طور پر اس کی کوئی تاثیر نظر نہیں آتی۔

نزول مسیح اور خروج دجال کا تصور

مَیں نے یونیورسٹی کی پڑھائی کے دوران ہی اپنی زندگی کو دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق گزارنے کا فیصلہ کیا اور یونیورسٹی کی تعلیم کو چھوڑ کر دینی کتب کے مطالعہ کے علاوہ دوسال میں قرآن کریم کے 18 پارے حفظ کر لئے۔

اس کے بعد مَیں سعودی عرب سے اپنے ملک فلسطین میں واپس لوٹ آئی اور میری شادی ہوگئی۔ میرے خاوند کا تعلق فلسطین کی معروف تنظیم حماس سے تھا اور متعدد بار اسے اسرائیلی فوجی پکڑ کر لے گئے۔

میں جب بھی یہودیوں کے مسلمانوں پر مظالم دیکھتی تو یہ کہتی کہ خدا تعالیٰ ہماری مدد کرے گا اور کسی دن مسیح نازل ہوکر تمام یہودیوں کو تہِ تیغ کر دے گا اور مسجد اقصیٰ مسلمانوں کے حوالے کر دے گا۔

مسیح کے نزول کا خیال پیدا ہوتے ہی یہ بات بھی یاد آجاتی کہ نزول مسیح اور خروج دجّال لازم وملزوم ہیں، اور دجال کا ظاہر ہونا میرے لئے کسی انتہائی خوفناک امر سے کم نہ تھا۔ اس لئے میں ہر نماز کے بعد فتنۂ دجال سے بچنے کی دعا کرتی رہتی تھی۔

اس عرصہ میں میرے خیالات میں کسی قدر تبدیلی آئی۔ میری سوچوں کا محور خدا تعالیٰ کی ذات تھی۔ اور اس کی قدرتوں اور اس کی تقدیر کے بارہ میں میرے ذہن میں عجیب عجیب سوالات پیدا ہونے لگے تھے۔ مثلاً یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے کہ ہم گمراہ ہوجائیں گے پھر اس کی ہمیں سزا کیوں دیتا ہے؟ مجھے ایسے سوالوں کا جواب کہیں نہ ملتا تھا۔

مجھے سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اور رسول کریمؐ کے بارہ میں میرے دل میں یہ خیال آتا کہ جیسے پرانے نبیوں نے بڑے بڑے عجیب وغریب معجزے دکھائے اس طرح کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عجیب وغریب معجزہ کیوں نہیں ہے؟ جب میں لوگوں سے پوچھتی تو وہ مجھے کہتے کہ قرآن مجید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ ہے۔ اور میں جہالت کی وجہ سے کہتی کہ یہ معجزہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ تو الفاظ ہیں۔ گویا جہالت کے باعث میرے نزدیک معجزہ کسی جادو یا شعبدہ بازی کا فعل تھا۔

اسی طرح میں مروجہ سوچ کے مطابق سوچتی کہ مردوں کو تو ان کے نیک اعمال کی جزا کے طور پر حوریں مل جائیں گی لیکن عورتوں کے سوال پر یہی کہا جاتا ہے کہ انہیں ان کے اس دنیا کے نیک خاوند بطور نعمت دیئے جائیں گے۔ میں سوچتی تھی کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کو پسند نہ کرتی ہو یا اس کا خاوند اگر اس کے ساتھ جنت میں نہ جائے تو پھر اس کے حصہ میں کون آئے گا؟ میری اس سوچ کی وجہ یہ تھی کہ میرے دل میں اپنے خاوند کے بارہ میں بعض شکوک پیدا ہوگئے تھے۔

احمدیت سے تعارف

ایک روز میں اپنی والدہ کے گھر گئی تو وہاں دیکھا کہ سب گھر والے میری بہن سماح کے ساتھ ظہورِ امام مہدی اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد کے بارہ میں بات کر رہے تھے۔ میں نے غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ انڈیا میں کوئی نبی آیا ہے۔ میں اپنی دھن میں مست رہنے والی تھی اس لئے مجھے یہ بات بالکل عجیب سی لگی اور میں نے کہا کہ ہمیں کیا کوئی مسلمان ہو یا عیسائی، یہ ہر ایک کا ذاتی فعل ہے۔ اور ہر ایک کو اپنا راستہ خود متعیّن کرنے کا حق ہے۔

میری بہن امل مجھے وقتاً فوقتاً احمدی تفسیرات اور مفاہیم کے بارہ میں بتاتی رہتی تھی جو اکثر مجھے اچھے لگتے تھے۔ اور جب بھی میں امل سے کسی مسئلہ کے بارہ میں جماعت کی رائے سنتی تو اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی کیونکہ جماعت احمدیہ کا موقف سکون واطمینان بخش تھا۔

جب مَیں امل سے ایسے مختلف فیہ امور کے بارہ میں بات کرتی تو میرے ذہن کے کسی گوشہ میں بھی یہ بات نہ ہوتی تھی کہ میں کسی روز بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو جاؤں گی۔ چونکہ مجھے معلوم تھا کہ جماعت احمدیہ میں شمولیت کی وجہ سے میری بہن سماح کی سارے خاندان نے مخالفت شروع کی ہوئی ہے، مجھے اس بارہ میں کچھ تشویش لاحق ہوئی تو ایک روز میں نے سماح سے پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم کس بنا پر ایک اور نبی کی قائل ہو؟

اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہیں اس بات پر یقین ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آنا ہے؟ یہ بات سنتے ہی میں ٹھٹک کر رہ گئی اور سوال کا جواب بخوبی سمجھ گئی۔ میرے لئے یہی حجت کافی ٹھہری۔ پھر جب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ پر غور کیا اور آپ کی صداقت کے دلائل پر نظر کی تو سب باتیں آپ کے حق میں جاتی دکھائی دیں۔ تمام باتوں سے یہی ثابت ہوتا تھا کہ آپؑ نبی ہیں اور آپ کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ درست ہے۔

عمرہ، دعا اور بیعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد اور اس پر ایمان لانا میرے لئے بہت مشکل مرحلہ تھا جسے سر کرنے کے لئے میں نے دعا کا سہارا لیا، بلکہ محض اسی غرض کے لئے میں نے عمرہ کرنے کا فیصلہ کیا، اور پھر خانہ کعبہ پر پہلی نظر پڑتے ہی یہ دعا کی کہ اے خدایا اگر مرزا غلام احمد قادیانی صاحب ہی سچے مسیح موعود ہیں تو مجھے بھی ان کی بیعت کی توفیق عطا فرما۔ میں رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کے لئے گئی تھی، اور جتنے دن بھی وہاں قیام کیا، نماز تراویح اور تہجد میں بکثرت یہی مذکورہ بالا دعا ہی کی۔ اسی طرح دوران طواف بھی جب موقع ملا میں نے یہی دعا کی۔

میں نے کوئی رؤیا تو نہ دیکھا لیکن میرا دل اطمینان سے بھر گیا اور ہر قسم کا خوف جاتا رہا۔ اس لئے میں نے عمرہ سے واپسی پر اپنی بہن سماح سے کہا کہ میں نے بیعت کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس نے جلدی سے بیعت فارم پرنٹ کر کے مجھے دے دیا اور یوں میں نے اسے پُر کر کے ارسال کر دیا۔ یہ 2008ء کی بات ہے۔

عمل کے بغیر بیعت کچھ چیز نہیں

بیعت کے بعد مجھے علم ہوا کہ میری بہن امل نے بھی ایک ہفتہ پہلے بیعت کر لی تھی۔ میں نے اپنی بیعت کے بارہ میں کسی کو نہ بتایا کیونکہ ایک تو مجھے خطرہ تھا کہ اگر میری والدہ صاحبہ کو پتہ چلا کہ سماح کے بعد اس کی دو اور بیٹیوں نے بھی احمدیت قبول کر لی ہے تو یہ بات ان کے لئے شدید صدمہ کا باعث بنتی جسے شاید وہ برداشت نہ کر پاتیں۔ اسی طرح مجھے یہ بھی خطرہ تھا کہ میرا خاوند مجھے طلاق دیدے گا۔

میں سمجھتی تھی کہ محض بیعت کرتے ہی میری زندگی میں غیر معمولی تبدیلی آجائے گی۔ اور یکدم روحانیت میں بہت زیادہ ترقی ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ مجھے آگ سے نجات دے کر جنتوں کا وارث بنا دے گا۔ افسوس کہ میں نے اس غلط فہم کے نتیجے میں نہ تو کسی کتاب کا مطالعہ کیا، نہ ہی کسی سے بات کر کے اس بارہ میں ہدایت کی راہ تلاش کرنے کی کوشش کی، جبکہ اس وقت میرے پاس جماعت کے عقائد اور مفاہیم کے بارہ میں پڑھنے اور جاننے کا سنہری موقعہ تھا۔ تاہم میں اس عرصہ میں جماعت کی تعلیم کے بارہ میں جو کچھ بھی اپنی بہن سماح اور امل سے سنتی اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتی۔

احمدی ہونے کا اعلان

احمدیت قبول کرنے کے بعد اس کا اعلان نہ کرنا میرے جماعت کے تفصیلی عقائد کے علم کے راستے میں حائل رہا۔ اسی طرح چونکہ میں نے خلیفہ وقت سے بھی رابطہ نہ کیا تھا بلکہ مجھے اس کی اہمیت کا بھی اندازہ نہ تھا اس لئے خلافت کی عظمت اور اس کے مقام کے عرفان سے بھی محروم رہی۔

اسی دوران میری ملاقات مکرم محمد شریف عودہ صاحب سے ہوئی۔ انہوں نے اس ملاقات میں کہا کہ نئے احمدیوں کو چاہئے کہ وہ جماعت کو ڈھونڈ کر اس سے جڑنے کی کوشش کریں۔ یہ سنتے ہی میری آنکھیں کھل گئیں اور اپنی کوتاہی کا احساس ہوا۔

ان ایام میں میری بہن سماح کے بارہ میں اخبارات اور عدالتوں میں بہت چرچا ہوا۔ اس پر ارتداد کی تہمت لگا کر اس کے نکاح کے فسخ ہونے کے لئے عدالت میں کیس دائر کر دیا گیا۔ یہ خبر سکول کی ہیڈ مسٹریس تک بھی پہنچی تو اس نے مجھے بلا کر تفصیل جاننا چاہی۔ میں نے کہا کہ میری بہن احمدی ہے۔ وہ نماز روزہ کی پابند ہے۔ کعبہ شریف کا حج کرنے والی ہے اور دن کے اکثر اوقات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتی رہتی ہے۔ اس پر ہیڈ مسٹریس نے کہا کہ اگر ایسی بات ہے تو پھر اپنے راستے کے اختیار میں وہ آزاد ہے۔ اسی دوران ایک ٹیچر بھی وہاں آگئی۔ اس نے ہماری بات سن لی تھی۔ وہ مجھے مخاطب ہوکر کہنے لگی کہ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک دن تم بھی اپنی بہن جیسی ہو جاؤ؟ میں نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کہہ دیا: کیوں نہیں؟

پھر جب 2014ء میں ہم اردن گئے تو وہاں مکرم غانم احمد غانم صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ان کی شخصیت اور نصائح نے اس قدر ہمارے دلوں پر اثر کیا کہ ہم میں غیر معمولی ایمانی جوش پیدا ہوگیا اور ہم نے کہا کہ ہم فلسطین واپس جا کر اپنے احمدی ہونے کا اعلان کر دیں گے۔ چنانچہ جب ہم واپس آئے تو میں نے اپنے خاوند کے سامنے اپنے احمدی ہونے کا اعلان کر دیا۔ وہ یہ خبر سنتے ہی غصہ سے لال پیلا ہوگیا۔ پھر اس نے کہا کہ میں ہر چیز معاف کر سکتا ہوں لیکن تمہارے اس اقدام کو ہرگز نہیں معاف کر سکتا۔

میں نے کہا کہ ہم آپس میں بیٹھ کر بات چیت کر کے دیکھ لیتے ہیں۔ اس نے کہا میں جب کام سے واپس آؤں گا تو بات کریں گے۔ پھر اس نے اپنے کام سے ہی میری بہن سماح کو فون کر کے کہا کہ میں سحر کو جبراً احمدیت سے باز رکھنے کی کوشش کروں گا اور اگر تم نے ہمارے درمیان آنے کی کوشش کی تو میں تمہیں بھی روک لوں گا۔

اگلے روز میرا خاوند مجھے زبردستی ایک مولوی کے پاس لے گیا۔ ہمارے درمیان وفات مسیح علیہ السلام کے بارہ میں بات ہوئی۔ اس نے کہا کہ حضرت عیسیٰ، حضرت الیاس اور حضرت یحییٰ علیہم السلام سب زندہ ہیں اور سب کا آسمان سے نزول ہونا ہے۔ میں نے وفات مسیح علیہ السلام کی ایک آدھ دلیل دے کر چپ سادھ لی۔ باوجود یہ جانتے ہوئے کہ میرے مدّ مقابل کی بات غلط ہے میں کم علمی کی وجہ سے اس کو مزید کوئی مناسب جواب نہ دے سکی۔ اس وقت مجھے مطالعہ کی ضرورت کا بہت شدت سے احساس ہوا۔

(باقی آئندہ)

سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی اگست و ستمبر 2016ء

انفرادی و اجتماعی ملاقاتیں، شہر Iserlohn میں مسجد بیت السلام کا افتتاح۔ یادگاری تختی کی نقاب کشائی۔ امیر صاحب جرمنی کا تعارفی ایڈریس۔ Iserlohn کے میئر اور کاؤنٹی کمشنر کے ایڈریسز۔ مسجد کی تعمیر پر نیک تمناؤں کا اظہار۔

❁......اس مسجد کے بننے کے بعد یہاں آنے والے اور عبادت کرنے والے احمدیوں کا فرض ہوگا کہ اِس ہمسائیگی کا حق ادا کریں اور کسی بھی صورت میں ہمسائے کے لئے کسی قسم کی تکلیف کا باعث نہ بنیں۔...... ❁......میرے خیال میں تو امن کی تعریف یہ ہے کہ ہر شخص دوسرے شخص کا حق ادا کرنے والا ہو، بجائے اپنے حق کا مطالبہ کرنے کے دُوسرے کو حق دینے والا ہو۔ جب ہر ایک دُوسرے کو حق دینے والا ہوگا تو یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی کسی کا حق غصب کرنے والا ہو۔ کسی کو نقصان پہنچانے والا ہو۔...... ❁......جو refugees ہیں اُن کو بھی اپنے فرض کو سمجھنا چاہئے اور اخلاق کا مظاہرہ یہ ہے کہ جب ایک مُلک نے اُن کو پناہ دی ہے تو اُس پناہ کا شکر گزار ہوتے ہوئے اُس نظام میں جذب ہونے کی کوشش کرنی چاہئے اور اُس مُلک کے لئے بہتر حالات پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ امن و امان کے لئے بہتر صورتِ حال پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔...... ❁......اور حکومت کو بھی اِس حد تک refugees کا حق ادا کرنا چاہئے جہاں تک اُن کے اپنے مقامی لوگوں کے حقوق متاثر نہ ہوتے ہوں۔...... ❁......یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ کسی بھی مُلک کے معاشرہ میں جذب ہونے کے لئے وہاں کی زبان آنی چاہئے۔ وہاں کے کلچر کا بھی پتا لگنا چاہئے۔ وہاں کی روایات کا بھی پتا لگنا چاہئے۔...... ❁......پھر integration ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جس مُلک میں انسان جائے وہاں کی روایات کو بھی سمجھے اور پھر یہ کہ مُلک کی بھلائی کے لئے جو بھی اُس کی صلاحیتیں ہیں اُن کو بھرپور استعمال کرے اور مُلک کی ترقی میں حصّہ لے کیونکہ اِس کے بغیر وہاں کے مُلک کا شہری ہونے کا حق ادا نہیں ہوتا۔...... ❁......جہاں تک بعض باتوں کا سوال ہے کہ احمدی عورتوں سے سلام نہیں کرتے تو بہت ساری احمدی عورتیں ہیں اُن کو بھی شکوہ پیدا ہوسکتا ہے کہ مرد ہم سے کیوں زبردستی سلام کروا نا چاہتے ہیں۔ یہ کلچر کی بات نہیں ہے۔ بعض باتیں مذہب سے بھی تعلق رکھتی ہیں۔...... ❁......ہمیں ایک دوسرے کو ضرور سمجھنا چاہئے۔ اسی طرح ہم دنیا میں امن قائم کر سکتے ہیں۔ اسی طرح امن کی ویسی فضا پیدا ہوسکتی ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہو۔ یہ جو عارضی بعض باتیں ہوتی ہیں یہ ایسی نہیں ہوتیں جس کی وجہ سے اِن کو issue بنالیا جائے۔

(Iserlohn میں مسجد بیت السلام مسجد کی افتتاحی تقریب سے حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب)

❁......خلیفۃ المسیح نے صرف مذہب کے متعلق ہی بات نہیں کی بلکہ معاشرے کے مسائل پر بھی بات کی۔...... ❁......خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ امن کے قیام کی کنجی اسی بات میں ہے کہ آپ کی توجہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف ہو نہ کہ اپنے حقوق کے مطالبہ کی طرف اور یہی اسلامی تعلیم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک قابل تقلید تعلیم ہے۔...... ❁......خلیفۃ المسیح کے خطاب نے مجھ پر بہت گہرا اثر چھوڑا ہے۔ میں خلیفہ کی تقریر کے ہر لفظ سے سو فیصد اتفاق کرتا ہوں۔ آج مجھے سمجھ آئی ہے کہ حقیقی Integration کیا ہوتی ہے۔ حقیقی Integration یہی ہے کہ دوسروں کے حقوق ادا کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر امن کے ساتھ رہیں اور یہی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔

(مسجد کی افتتاحی تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

6 ستمبر 2016ء بروز منگل

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر پینتالیس منٹ پر تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطوط، رپورٹس اور دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

انفرادی و اجتماعی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق دس بجکر پینتالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز اور انفرادی احباب کی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج صبح کے اس سیشن میں 30 فیملیز کے 87 افراد اور 42 افراد نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ہر ایک نے دوران ملاقات حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقات کا شرف پانے والوں میں فرینکفرٹ کے مختلف حلقوں کے علاوہ، جرمنی کی 33 مختلف جماعتوں اور شہروں سے فیملیز اور احباب اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے پہنچے تھے۔ علاوہ ازیں پاکستان، یوگنڈا اور اٹلی سے آنے والی فیملیز نے بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بجکر دس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

شہر Iserlohn میں مسجد بیت السلام کا افتتاح

آج پروگرام کے مطابق Iserlohn شہر میں مسجد بیت السلام کے افتتاح کی تقریب تھی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دو بجکر پینتالیس منٹ پر اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور اجتماعی دعا کروائی اور قافلہ سفر پر روانہ ہوا۔ فرینکفرٹ سے Iserlohn کا فاصلہ 203 کلومیٹر ہے۔ قریباً سوا دو گھنٹے کے سفر کے بعد پانچ بجے ہوٹل Campos Garden میں تشریف آوری ہوئی۔ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق مسجد کے افتتاح کی تقریب کے حوالہ سے یہاں محدود وقت کے لئے قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔

ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز یہاں سے مسجد بیت السلام کے لئے روانہ ہوئے۔ جب حضور انور ہوٹل سے روانہ ہوئے تو پولیس کی گاڑی نے قافلہ کو Escort کیا۔ دس منٹ کے سفر کے بعد پانچ بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مسجد بیت السلام ورود مسعود ہوا۔

مقامی جماعت کے افراد مرد و خواتین، جوان بوڑھے، بچے بچیاں صبح سے ہی اپنے پیارے آقا کی بابرکت آمد پر تیاریوں میں مصروف تھے۔ ہر کوئی بیحد خوش تھا اور اپنے آقا کی آمد کا منتظر تھا۔ جونہی حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے تو احباب جماعت نے والہانہ انداز میں اپنے آقا کا استقبال کیا۔ احباب جماعت والہانہ انداز میں نعرے لگا رہے تھے اور بچے بچیاں گروپس کی صورت میں خیر مقدمی گیت اور دعائیہ نظمیں پیش کر رہے تھے۔

لوکل صدر جماعت مکرم ناصر صادق صاحب اور مبلغ سلسلہ مکرم سلمان شاہ صاحب اور مکرم عظمت علی شاہ صاحب نے حضور انور کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت السلام کی تختی کی نقاب کشائی فرما رہے ہیں

خطبہ جمعہ

جو انسان بھی دنیا میں آیا اس نے ایک دن یہاں سے رخصت ہونا ہے لیکن خوش قسمت ہوتے ہیں وہ جن کو اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کی بھی توفیق عطا فرمائے اور انسانیت کی خدمت کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

سلسلہ کے دیرینہ خادم اور مبلغ مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب اور فضل عمر ہسپتال ربوہ کی واقف زندگی ڈاکٹر مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ بنت مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب (مرحوم) کی وفات۔ مرحومین کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 21/ اکتوبر 2016ء بمطابق 21/ اخاء 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الاسلام، ٹورانٹو، کینیڈا

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

آج میں جماعت کے دو خادموں کا ذکر کروں گا جن کی گزشتہ دنوں وفات ہوئی ہے جن میں سے ایک مکرم بشیر احمد رفیق خان صاحب ہیں۔ اور دوسری فضل عمر ہسپتال کی شعبہ گائنی کی ڈاکٹر نصرت جہاں ہیں۔ جو انسان بھی دنیا میں آیا اس نے ایک دن یہاں سے رخصت ہونا ہے لیکن خوش قسمت ہوتے ہیں وہ جن کو اللہ تعالیٰ دین کی خدمت کی بھی توفیق عطا فرمائے اور انسانیت کی خدمت کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

بشیر رفیق خان صاحب پرانے، دیرینہ خادم سلسلہ، مبلغ سلسلہ تھے۔ پھر مختلف انتظامی کاموں میں بھی ان کو مقرر کیا گیا۔ بڑی خوش اسلوبی سے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ان کا 11/ اکتوبر 2016ء کو تقریباً 85 سال کی عمر میں لندن میں انتقال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ انہوں نے پنجاب یونیورسٹی سے بی اے (BA) کیا۔ پھر شاہد کی ڈگری جامعۃ المبشرین سے 1958ء میں حاصل کی۔ یہ خاندان پرانا احمدی خاندان ہے۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہ بی بی تھا جو حضرت مولوی محمد الیاس خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی بیٹی تھیں۔ ان کے والد کا نام دانشمند خان تھا۔ وہ 1890ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے اور صاحب رؤیا و کشوف آدمی تھے۔ بشیر رفیق خان صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ آپ کے والد نے 1921ء میں احمدیت قبول کی تھی جس پر گاؤں والوں نے ان کا بائیکاٹ بھی کر دیا۔ ان کے والد کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خط بشیر خان صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کا خط ہمیشہ آپ کے بزرگ باپ کی یاد دلا کر ان کے لئے دعا کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ قول اور فعل میں تضاد سے پاک، خلوص اور سچائی کا مجسمہ تھے۔ یہ ہے وہ خصوصیت جو ایک احمدی کی، ایک مومن کی شان ہے۔ لکھتے ہیں کہ مجھے ان سے گہرا تعلق تھا اور ہے اور اس کا اظہار ہمیشہ دعا کی صورت میں ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے اور ان کی ساری اولاد کو ان کا حقیقی وارث بنائے۔ ان کی شادی 1956ء میں سلیمہ ناہید صاحبہ سے ہوئی جو عبدالرحمٰن خان صاحب کی بیٹی تھیں جو خان امیر اللہ خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ ان کی اولاد میں تین بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ 1945ء میں خان صاحب تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں داخل ہوئے اور اس وقت ان کی عمر چودہ سال تھی۔ انہی دنوں ایک خطبہ میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوجوانانِ احمدیت کو زندگی وقف کرنے کی تحریک کی چنانچہ نماز جمعہ کے ختم ہوتے ہی کئی نوجوانوں نے اپنے نام پیش کئے اور ان خوش نصیب نوجوانوں میں یہ بھی شامل تھے۔ اور اس زمانے میں باقاعدہ انتظام اس طرح نہیں تھا تو اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذاتی خط ان کو ملا کہ آپ کا وقف قبول کیا جاتا ہے۔ 1947ء تک جب تک پارٹیشن نہیں ہوئی انہوں نے قادیان میں تعلیم جاری رکھی۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد یا شاید پارٹیشن سے کچھ عرصہ پہلے اپنے علاقے میں چلے گئے تھے۔ کالج میں جب داخلہ لے لیا تو یہ کہتے ہیں اچانک ایک دن مجھے پرائیویٹ سیکرٹری کا خط ملا کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ قادیان میں ایک پٹھان طالبعلم تھا جس نے زندگی وقف کی تھی لیکن اس کا نام نہیں پتا کون تھا اور پارٹیشن کی وجہ سے ریکارڈ بھی گم ہو گیا یا ربوہ میں موجود نہیں۔ اس کا پتا کریں۔ 1945ء میں پڑھنے والے طلباء میں سے کون تھا وہ جس نے وقف کیا تھا۔ اتفاق سے ان کے گھر خط آیا۔ انہوں نے لکھا کہ وہ مَیں ہی تھا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے انہیں حکم دیا کہ فوراً ربوہ حاضر ہو جائیں اور تعلیم الاسلام کالج لاہور میں داخلہ لو اور بی اے کرو۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث وہاں کے پرنسپل تھے۔ کہتے ہیں کہ 1953ء میں جب امتحان کی تیاری میں مصروف تھا تو اچانک اینٹی احمدیہ فسادات پھوٹ پڑے اور اسی حالت میں ہم نے امتحان بھی دیا اور کہتے ہیں اس امتحان کا جو نتیجہ نکلا اس سے مجھے بڑا سخت صدمہ پہنچا کیونکہ مَیں فیل ہو گیا۔ لیکن کہتے ہیں کہ ساتھ مجھے یہ بھی پریشانی تھی کہ اگر مجھے فیل ہی ہونا تھا تو اللہ تعالیٰ نے تو امتحان سے پہلے مجھے پرچہ بھی دکھا دیا تھا کہ یہ پرچہ آئے گا اور وہ آیا بھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے بھی بڑے وثوق سے کہا تھا کہ تم پاس ہو جاؤ گے۔ کہتے ہیں میرا ایمان اس بات پر بعض دفعہ متزلزل ہونے لگ جاتا تھا۔ اخبارات میں نتیجہ آیا۔ میں بڑا افسردہ بیٹھا تھا۔ میرے والد صاحب نے پوچھا کیا وجہ ہوئی؟ تو میں نے وجہ بتائی تو انہوں نے کہا کہ کوئی بات نہیں۔ دوبارہ امتحان دے دینا کیونکہ فسادات کی وجہ سے پنجاب میں تیاری نہیں کر سکے ہو گے۔ چند دن گزرے تو ان کے والد صاحب نے کہا کہ مَیں جب بھی تمہارے لئے دعا کرتا ہوں تو مجھے تو یہی آواز آتی ہے کہ بشیر احمد تو پاس ہو چکا ہے۔ اور جو میں نے کالج کا نتیجہ دکھایا تو خیر خاموش ہو جاتے تھے۔ پھر چند دن بعد کہتے مجھے تو یہی جواب آ رہا ہے کہ تم پاس ہو چکے ہو۔ کہتے ہیں ایک دن اتفاق سے ڈاک میں بہت سارے خطوط آ گئے۔ اس میں ایک خط یونیورسٹی کی طرف سے بھی تھا جو میں نے کھولا تو میں حیران رہ گیا۔ یونیورسٹی نے کہا کہ غلطی سے تمہیں فیل قرار دے دیا گیا تھا۔ اب پرچوں کی دوبارہ پڑتال ہونے کے بعد تم پاس قرار دیئے گئے ہو۔ کچھ دنوں کے بعد یہ کہتے ہیں کہ مَیں خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور سے سارا واقعہ بیان کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا کہ مَیں نے تمہیں بتایا تھا کہ مجھے دعاؤں کے بعد تمہارے پاس ہونے کی خبر دی گئی ہے جس کی اطلاع مَیں نے تمہیں کر دی تھی کہ تم پاس ہو جاؤ گے۔ پس یہ جو رزلٹ آیا ہے واضح ہے۔ خدائی بات کو کون ٹال سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا تو بتایا تھا۔ یہ تو پھر مذاق بن جاتا کہ اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو بھی اور ان کے والد کو بھی یہ بتا رہا ہے اور رزلٹ اَور ہے۔ آخر وہی بات صحیح ثابت ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے بتائی تھی۔ اس کے بعد حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ جامعہ میں داخل ہو جاؤ اور شاہد کی ڈگری حاصل کرو۔ میری خواہش ہے کہ تمہیں میدان تبلیغ میں بھجوایا جائے۔ کہتے ہیں کہ جامعہ کی ہماری کلاس کو یہ خاص اعزاز بھی حاصل تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی چند مرتبہ وہاں تشریف لائے اور مختلف علوم میں مہارت حاصل کرنے کے طریقے کی طرف توجہ دلاتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے خاص طور پر اس طرف توجہ دلائی کہ ہر طالبعلم کو اپنی لائبریری بنانی چاہئے اور کتابیں خریدنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔

اور یہ بات ایسی ہے جو ہر جامعہ کے طالبعلم کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے۔ اب دنیا میں بے شمار جامعات ہیں، واقفین زندگی ہیں ان کو اپنی لائبریریاں بنانی چاہئیں۔ گزشتہ دنوں لندن میں مربیان کی میٹنگ تھی وہاں بھی مَیں نے ان کو کہا تھا کہ مربیان کی اپنی لائبریریاں بھی ہونی چاہئیں، صرف جماعتی لائبریری پہ انحصار نہ کریں۔ کہتے ہیں جامعۃ المبشرین کی درسگاہ سے شاہد کی ڈگری لے کر مَیں وکالت تبشیر میں حاضر ہو گیا۔ مکرم مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر تھے۔ مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے پاس لے گئے تو آپ نے فرمایا کہ اس کو انگلستان بھجوا دیا جائے۔ پھر کہتے ہیں انگلستان جانے کے لئے بھی وکیل التبشیر مجھے اپنے

ساتھ لے گئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے ملاقات ہوئی اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے تفصیلی ہدایات لکھوائیں، دعائیں دیں، رخصت کیا، معانقہ کیا اور انگلستان 1959ء میں آپ کی تقرری ہوئی۔ وہاں پہنچ گئے اور مسجد فضل لندن میں نائب امام کے طور پر خدمات کا سلسلہ شروع ہوا۔ کہتے ہیں کہ 1959ء میں جب انگلستان کے لئے روانہ ہوئے تو ایک دن مولانا جلال الدین صاحب شمس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے کچھ نصائح کرنے کی درخواست کی۔ مولانا جلال الدین صاحب شمس بھی بڑا لمبا عرصہ امام مسجد لندن رہے تھے تو انہوں نے مختلف نصائح کیں اور فرمایا کہ ایک نصیحت میں تمہیں کرتا ہوں وہ یہ ہے اور میں نے اپنی زندگی میں اس نصیحت سے بڑا فائدہ اٹھایا ہے کہتے ہیں شمس صاحب نے فرمایا کہ مَیں ملک شام میں مبلغ تھا تو میرے ذریعہ سے ایک متموّل گھرانے کے ایک فرد جناب منیر الحصنی صاحب نے احمدیت قبول کر لی۔ پرانے احمدی تھے۔ بڑے مخلص احمدی تھے۔ اس کے بعد ہی شام میں پھر جماعت پھیلی ہے۔ کہتے ہیں اور اس کے بعد دن بدن ان کا خدمت دین کا جذبہ اور جوش ترقی کرتا گیا۔ منیر الحصنی صاحب روزانہ عصر کے بعد مشن ہاؤس آ جاتے تھے۔ شام میں اس زمانے میں مشن ہاؤس ہوتا تھا۔ اس زمانے میں پابندیاں نہیں تھیں۔ شمس صاحب کہتے ہیں اور بڑے شوق سے میرے لئے وہ کھانا تیار کیا کرتے تھے اور اس پہ بڑا اصرار کرتے تھے اور پھر شام کو ہم دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔ ایک دن جب ہم کھانے پہ بیٹھے تو میں نے منیر الحصنی صاحب سے کہا کہ آج سالن میں نمک زیادہ ہے آئندہ احتیاط کریں۔ منیر الحصنی صاحب کچھ دیر خاموش رہے پھر کہنے لگے مولانا صاحب آپ تو جانتے ہیں کہ میرے گھر پر خدمت کے لئے کئی ملازم موجود ہیں۔ بڑے امیر آدمی تھے۔ حتی کہ جب میں شام کو گھر جاتا ہوں تو میرے بوٹ کے تسمے بھی میرا نوکر آ کر کھولتا ہے۔ میں نے اپنے گھر میں کبھی ایک پیالی چائے بھی خود نہیں بنائی۔ میں یہاں آ کر آپ کے لئے جو کھانا بناتا ہوں وہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کرتا ہوں ورنہ کہاں مَیں اور کہاں سالن کی تیاری۔ اس لئے اگر مجھ سے مصالحہ کم یا زیادہ ڈالنے میں کوئی کوتاہی ہو جایا کرے تو معاف کر دیا کریں کہ کھانا بنانا میرا کام نہیں ہے۔ یہ واقعہ سنا کر حضرت مولوی شمس صاحب فرمانے لگے کہ اس واقعہ سے مَیں نے یہ سبق سیکھا کہ ہماری خدمت یعنی مبلغین کی خدمت جو احباب بہت خوشی سے کرتے ہیں وہ ہماری ذات کی وجہ سے ہرگز نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور سلسلہ احمدیہ کی محبت میں کرتے ہیں اس لئے ہمیں ہمیشہ یہ بات مدّنظر رکھنی چاہئے کہ جتنی بھی کوئی خدمت ہماری کرتا ہے یہ اس کا ہم پر احسان ہے۔ اگر ان سے کوتاہی ہو جائے تو ہمارا کوئی حق نہیں کہ ان سے باز پرس کریں یا انہیں ٹوکیں۔ بہرحال عجیب عجیب وفا سے بھرے ہوئے، اخلاص سے بھرے ہوئے لوگ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو عطا فرمائے اور ابتدا سے اب تک عطا فرماتا چلا جا رہا ہے۔

یہ کہتے ہیں کہ 1964ء میں مکرم چوہدری رحمت خان صاحب جو وہاں لندن مسجد کے امام تھے بیماری کی وجہ سے واپس گئے تو ان کو مسجد فضل کا امام مقرر کر دیا گیا۔ 1960ء میں بشیر رفیق صاحب نے انگریزی رسالہ مسلم ہیرلڈ بھی جاری کیا اور شروع میں دس صفحات پر مشتمل تھا۔ ایڈیٹر بھی خود تھے اور باقی کام بھی خود کرتے تھے۔ 1962ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی تحریک پر اخبار احمدیہ کے نام سے پندرہ روزہ اخبار شائع کرنا شروع کیا۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ اس اخبار کا بانی بھی میں تھا اور ایک لمبے عرصے تک ایڈیٹر بھی ہونے کا شرف حاصل رہا اور باقاعدگی سے اس کے لئے مضمون بھی لکھتے رہنے کی توفیق ملی۔ بڑے علمی آدمی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جاری کردہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی ادارت کا بھی شرف انہیں حاصل ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 1967ء سے لے کر اپنے دورِ خلافت میں یورپ کے آٹھ دورے کئے ان میں سے سات دوروں میں مولانا بشیر رفیق صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے قافلہ میں شامل رہے۔ دو دفعہ دوروں میں بطور پرائیویٹ سیکرٹری بھی شامل ہونے کی توفیق ملی۔ 1970ء میں واپس پاکستان آئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر تقرر ہوا۔ 1971ء میں پھر لندن واپس آئے اور امام کے طور پر اپنی سابقہ ذمہ داریاں دوبارہ سنبھالیں۔ 1976ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ساتھ بطور ان کے پرائیویٹ سیکرٹری کے امریکہ اور کینیڈا کے دورے پر جانے کی بھی ان کو سعادت ملی۔ مئی 1978ء میں جو بین الاقوامی کسرِ صلیب کانفرنس لندن میں ہوئی تھی اس میں شمولیت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث تشریف لائے تھے اور اس کے انتظامات کو پایہ تکمیل کو پہنچانے کے لئے احباب جماعت برطانیہ، مجلس عاملہ انگلستان اور کانفرنس کمیٹی نے دن رات ایک کر کے کام کیا اور ٹیم ورک کا اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ ان کی سرکردگی میں یہ کام ہوا۔ 1964ء تا 70ء اور پھر 71ء تا 79ء امام مسجد فضل لندن رہے۔ مسلم ہیرلڈ میگزین کے بانی ایڈیٹر 61ء تا 79ء، پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث 70ء تا 71ء۔ پھر نومبر 85ء میں آپ وکیل الدیوان تحریک جدید مقرر ہوئے، 87ء تک رہے۔ وکیل التصنیف ربوہ 82ء تا 85ء۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر ربوہ 83ء تا 84ء۔ ایڈیشنل وکیل التصنیف لندن 1987ء تا 1997ء۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز 1983ء تا 1985ء۔ چیئرمین بورڈ آف ایڈیٹرز ریویو آف ریلیجنز 1988ء تا 95ء، ممبر صدر انجمن احمدیہ پاکستان 1971ء تا 1985ء۔ ممبر افتاء کمیٹی 1971ء تا 1973ء۔ ممبر بورڈ قضاء 1984ء تا 1987ء۔ اور اسی طرح بعض دنیاوی پوسٹوں پر کام کی بھی ان کو توفیق ملی۔ روٹری کلب وانڈز ورتھ کے ممبر تھے اور وائس پریذیڈنٹ تھے۔ پھر پریذیڈنٹ روٹری کلب بھی مقرر ہوئے۔ 1968ء میں لائبیریا کے صدر مملکت جناب ٹب مَین کی دعوت پر بطور مہمان خصوصی انہیں بلایا گیا اور لائبیریا کا اعزازی چیف مقرر کیا گیا۔

اور ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ بڑی باقاعدگی سے تہجد ادا کرتے اور بڑے التزام سے دعا کیا کرتے تھے یہاں تک کہ نام لکھ کر دعا کرتے تاکہ کسی کا نام بھول نہ جائیں۔ کثرت سے درود بھیجنے والے، چندے کی اہمیت کو ہم پہ بڑا واضح کیا۔ ان کے بھائی کرنل نذیر ان کا واقعہ لکھتے ہیں جو مختصر میں نے بیان کیا تھا کہ حضرت خلیفہ ثانی نے جب بلایا تو اس وقت انہوں نے لاء کالج میں داخلہ لے لیا تھا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا جو خط آیا ان کے والد کو کہ ان کو بھیجیں تو انہوں نے کہا کہ میں وکالت کر کے جماعت کی زیادہ بہتر خدمت کر سکتا ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اس کے جواب میں لکھا کہ ہمیں دینی وکیل چاہئیں، دنیاوی نہیں۔ جو رتبہ، عزت، دولت اور شہرت وہ دنیا میں دیکھنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ وہ سب کچھ اسے وقف کی برکت سے دے دے گا۔ کہتے ہیں والد صاحب نے جب یہ خط بھائی کو دیا تو خط پڑھ کر بغیر کسی سوال کے اپنا سامان اٹھایا اور ربوہ کو چلے گئے۔ اور پھر یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے الفاظ بھی کیسے پورے کئے۔ وکیل بنتے تو دنیاوی وکیل تھے۔ دنیاوی اعزازات بھی ملے اور دینی خدمت کا بھی موقع ملا اور ان کے یہ بھائی لکھتے ہیں کہ جو خلیفہ ثانی نے لکھا تھا وہ سب کچھ وقف کی برکت سے ملا۔ مرتبہ بھی ملا، عزت بھی ملی، شہرت بھی ملی اور سب کچھ ملا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی بھرپور زندگی انہوں نے گزاری ہے۔ خلافت سے بھی ان کا بڑا وفا کا تعلق تھا۔ بڑا عرصہ ان کو دل کی بڑی تکلیف تھی۔ ان کا دل کا آپریشن بھی ہوا۔ ایک وقت میں تو بالکل ناامیدی کی کیفیت تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی دی۔ اس بیماری کی وجہ سے ان کو کمزوری بھی بہت ہوتی تھی لیکن بڑی باقاعدگی سے یہ نہ صرف مجھے خط لکھتے تھے اور وفا کا اور اخلاص کا اظہار کیا کرتے تھے بلکہ جہاں بھی ان کو پتا لگتا کہ میں جس فنکشن میں شامل ہو رہا ہوں یہ ضرور وہاں آیا کرتے تھے اور پھر واکر کے ذریعہ سے یا جس طرح بھی بعض دفعہ کمزوری میں ان کو میں نے دیکھا ہے جمعوں پہ ضرور شامل ہوا کرتے تھے۔ چل کے آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے اور ان کی اولاد کو بھی اخلاص و وفا سے جماعت کے ساتھ تعلق رکھنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا ذکر جیسا کہ مَیں نے کہا محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں مالک صاحبہ کا ہے جو حضرت مولانا عبدالمالک خان صاحب کی بیٹی تھیں۔ 11/اکتوبر 2016ء کو لندن میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ تھیں تو یہ ربوہ میں لیکن برٹش نیشنل تھیں۔ ہر سال آیا کرتی تھیں۔ کچھ تو اپنی جو پیشہ وارانہ مہارت کو بڑھانے کے لئے بھی مختلف ہسپتالوں میں جاتی تھیں اور کچھ عرصہ سے بیمار تھیں۔ کچھ علاج بھی کروا رہی تھیں اس لئے یہاں تھیں اور یوکے (UK) کے جلسہ کے بعد ایک دم ان کو انفیکشن ہوا۔ چیسٹ (chest) انفیکشن ہوا۔ بڑھتا چلا گیا۔ پھر پھیپھڑوں نے کام کرنا بند کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کافی ریکوری (recovery) ہو گئی تھی اور ڈاکٹر کچھ پُرامید بھی تھے۔ لیکن ساتھ ہی یہ خطرہ بھی تھا کہ اگر دوبارہ انفیکشن کا حملہ ہوا تو بچنا مشکل ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر تھی دوبارہ ایک دن اچانک حملہ ہوا اور اس بیماری کے بعد چند گھنٹوں میں ان کی وفات ہو گئی۔

ان کی پیدائش 15/اکتوبر 1951ء کی ہے۔ کراچی میں پیدا ہوئیں۔ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کے والد محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب بھی پرانے خادم سلسلہ تھے۔ حضرت خان ذوالفقار علی خان صاحب کے بیٹے تھے۔ ان کا آبائی وطن نجیب آباد ضلع بجنور تھا جو یُوپی (UP) میں واقعہ ہے۔ انہوں نے یعنی ڈاکٹر نصرت جہاں کے دادا نے 1900ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بذریعہ خط بیعت کی اور پھر 1903ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ملاقات کی سعادت پائی۔ حضرت مولانا خان ذوالفقار علی خان صاحب گوہر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق کہ اپنے بیٹے کو دین کے لئے وقف کرنا مولانا عبدالمالک خان صاحب کو بچپن سے ہی وقف کر دیا تھا گو ان کی پیدائش بعد کی ہے۔ 1911ء میں ان کی پیدائش ہوئی۔ مولانا نے مدرسہ احمدیہ میں داخل ہونے کے بعد 1932ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کیا۔ اس کے بعد ان کو ایک بڑی اچھی ملازمت مل گئی لیکن مولوی عبدالمالک خان صاحب کے والد نے انہیں لکھا کہ مَیں نے تمہیں اس لئے نہیں پڑھایا کہ تم دنیا کماؤ۔ کسی ایک کو دین بھی کمانا چاہئے۔ یہ خط ملتے ہی مولانا عبدالمالک خان صاحب نے استعفیٰ دیا اور قادیان واپس آ کر مبلغین کلاس میں شمولیت اختیار کر لی اور یہی اخلاص اور وفا کا جذبہ تھا جو ڈاکٹر نصرت جہاں میں بھی تھا۔ یوکے (UK) سے انہوں نے تعلیم حاصل کی۔ پہلے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس پاکستان سے کیا پھر یُوکے (UK) سے سپیشلائز کیا۔ اَور کہیں بھی وہ جاتیں تو لاکھوں روپیہ روزانہ کما سکتی تھیں۔ لیکن دین کی خدمت کے لئے، انسانیت کی خدمت کے لئے چھوٹے سے شہر میں، ربوہ میں آ کر آباد ہو گئیں اور ہسپتال کی

اُس وقت جو بھی ضرورت تھی اُس ضرورت کو پورا کیا اور پھر تمام عمر بے نفس ہو کر ایسی خدمت کی جو انتہائی معیار پر پہنچی ہوئی تھی۔ ان کے بارے میں بہت سے لوگوں نے مجھے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے، سب بیان کرنے مشکل ہیں۔ بعض مَیں آگے جا کے بیان کروں گا۔ ان کی ایک ہی بیٹی ہیں عائشہ نزہت وہ اس وقت یوکے میں ہی اپنے خاوند کے ساتھ مقیم ہے۔ ان کے تین بچے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحبہ نے پاکستان میں فاطمہ جناح میڈیکل کالج سے ایم۔ بی۔ ایس کیا پھر انگلستان سے آر۔ سی۔ او۔ جی یعنی گائنی سپیشلسٹ کا کورس کیا Royal College of Obstetricians and Gynaecologists۔ 1985ء میں فضل عمر ہسپتال میں اپنی خدمات کا آغاز کیا اور 20/اپریل 1985ء سے اب تک یہ خدمت سرانجام دیتی رہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا بیمار بھی تھیں۔ ان کو کچھ جگر کی بیماری تھی اس کے علاج کے سلسلہ میں یہ رخصت لے کر 5/اپریل کو لندن آئی تھیں۔ علاج ہو رہا تھا اور علاج اللہ کے فضل سے کامیاب ہو گیا تھا۔ پھر ان کو جلسہ کے بعد چیسٹ انفیکشن ہوا اس سے بھی کچھ حد تک لگ رہا تھا کہ واپسی ہے لیکن پھر اچانک حملہ ہوا اور وفات ہوئی۔

ان کے داماد مقبول مبشر صاحب کہتے ہیں خدا پر نہایت درجہ توکل تھا۔ عبادت کا ذوق تھا۔ قرآن سے محبت تھی۔ خلافت سے گہری وابستگی تھی۔ پوری طرح شرح صدر سے خلافت کی اطاعت، خدمت خلق، مریض کی شفا اور آرام ان کی پہلی ترجیح تھی۔ اور جو باتیں یہ بیان کر رہے ہیں مَیں ذاتی طور پر بھی گواہ ہوں یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے بلکہ حقیقت میں یہ باتیں ہیں جو اُن میں تھیں۔ ہر سرجری سے پہلے اور علاج سے پہلے دعا کرتیں۔ روزانہ صدقہ دیتیں۔ ربوہ میں موجود بزرگوں کو اپنے مریضوں کی شفایابی کے لئے کہتیں۔ بہت سے نادار مریضان کا اپنی جیب سے یا قریبی دوستوں کے خرچ سے علاج کرواتیں۔ جماعت کے پیسے کا بھی بہت درد رکھتی تھیں۔ ہر وقت کوشش کرتیں کہ کم سے کم خرچ ہو۔ جماعت کا ایک روپیہ بھی ضائع نہ ہو۔ یہ کہتے ہیں کہ مَیں لاہور میں پرائیویٹ ہسپتال میں کام کرتا تھا تو مجھ سے پوچھتیں کہ فلاں چیز تم نے کس کمپنی سے کس قیمت پہ خریدی ہے اور فلاں دوائی تم کس کمپنی سے کس قیمت پہ خریدتے ہو۔ پھر اگر موزوں ہوتی تو وہی چیز فضل عمر ہسپتال کے لئے ان اداروں سے کم قیمت پر خرید وا دیتیں۔ والدین سے بھی محبت تھی ان کی خدمت بھی بہت کی۔ ان کی والدہ کی لمبی بیماری کے باوجود ان کی انہوں نے بہت خدمت کی۔ اپنے فرائض بھی پورے کئے اور والدہ کی خدمت بھی کی۔ اور اپنی بیماری بھی آخری ایام میں بڑی ہمت سے گزاری۔ آخری بیماری کے دوران تقریباً دو مہینے ہسپتال رہی ہیں۔ ہمیشہ یہی کہتی تھیں کہ تلاوت سناؤ۔ گھر میں بھی بچوں کو نماز اور تلاوت کی تاکید کرتیں۔ کوئی نیکی کی بات بچوں میں دیکھتی تھیں، تلاوت کرتے دیکھتیں تو خوش ہوتیں اور انعام دیتیں اور دعا دیتیں۔ مبشر صاحب کہتے ہیں ہماری بیٹی جب بارہ سال کی ہوئی تو اس کو سر ڈھانپنے اور پردے کا خیال رکھنے کی تلقین کرتیں اور حضرت امّاں جان اور دیگر بزرگوں کے حوالے سے چھوٹی چھوٹی مگر اہم باتیں بچوں کو مثال یا واقعہ کی صورت میں سناتیں۔ خود بھی پردے کی بہت پابند تھیں۔ پس اگر والدین اور ان کے بڑے بچوں کو یہ نصیحت کرتے رہیں تو پھر لڑکیوں میں جو حجاب نہ لینے کا حجاب ہے وہ ختم ہو جاتا ہے بلکہ جرأت پیدا ہوتی ہے۔

ڈاکٹر نصرت مجوکہ صاحبہ فضل عمر ہسپتال میں ہیں۔ کہتی ہیں ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کے ساتھ میرا تقریباً اٹھارہ سال سے تعلق تھا اور مَیں ہاؤس جاب کرتے ہی شعبہ گائنی فضل عمر ہسپتال کا حصہ بن گئی۔ میری ساری پروفیشنل ٹریننگ ڈاکٹر صاحبہ نے کی۔ وہ ایک قابل استاد تھیں۔ ہمیں زندگی کے ہر شعبہ میں ان سے رہنمائی ملتی تھی۔ مضبوط اور مکمل تھیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کو غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ وہ ایک اطاعت گزار اور ایک ہمدرد بیٹی بھی تھیں اور ایک شفیق ماں بھی۔ ایک disciplined استاد بھی تھیں اور غمگسار بہن بھی اور دوست بھی۔ کہتی ہیں کہ ان کی ساری زندگی قربانی سے عبارت ہے۔ انہوں نے جماعت کی خدمت کے لئے اپنی ذاتی زندگی کو بہت پیچھے چھوڑ دیا۔ ان کی ترجیحات عام انسانوں سے بہت مختلف تھیں۔ وہ کہتی تھیں کہ میرے دو بچے ہیں ایک تو میری بیٹی ہے اور دوسرا میرا شعبہ ہے۔ ہر وقت شعبہ گائنی کی ترقی کے لئے کوشاں رہتیں۔ مریضوں کے لئے مستعد اور کمر بستہ رہتیں اور خاص طور پر جو جماعت کے کارکنان ہیں، غریب کارکنان ان کا بہت خیال رکھتیں۔ اگر کسی کی بیوی بیمار ہوتی تو بار بار فون کر کے بھی ان کی بیماریوں کا پوچھتیں۔ اپنے عملہ سے بڑی محبت کرتیں۔ اگر ان سے زیادہ کام کرواتیں، اگر کہیں کسی وقت کسی مریض کی وجہ سے زیادہ کام کرنا پڑ جاتا تو گھر سے ان کے لئے کھانا بھجواتیں۔ کسی مشکل وقت میں ان کی مدد کرنے کی کوشش کرتیں۔ اور یہ تو ہر ایک نے لکھا ہے کہ خلافت سے بڑا گہرا تعلق تھا اور یہی حقیقت ہے غیر معمولی تعلق تھا۔ کہتی ہیں پچھلے سال سے ہر اہم بات میں مجھے شامل کرتیں۔ نیز مجھے ہر طرح کی گائنی سرجری بھی سکھائی اور یہ بھی اظہار کرتیں کہ میرے پاس وقت بہت کم ہے۔ کہتی ہیں اُس وقت تو مَیں نے دھیان نہیں دیا تھا کہ ان کا کیا مطلب ہے کیونکہ بڑی ایکٹو (active) تھیں۔ لیکن ان کی وفات کے بعد اب سمجھ آئی کہ ان کو اپنی بیماری کی وجہ سے بھی کچھ اندازہ تھا۔ یہ کہتی ہیں کہ وہ ہمیں چھوڑ کے چلی گئیں۔ ربوہ کے رہنے والوں پر ان کے بیشمار احسانات ہیں اور آج ہر آنکھ اشکبار ہے اور ہر دل دکھی ہے۔ بہت سارے خطوط مجھے آئے ہیں۔ انہوں نے بڑی حقیقت لکھی ہے۔

ڈاکٹر امۃ الحئی صاحبہ جو گھانا میں ہسپتال میں ہماری گائنی ڈاکٹر ہیں وہ لکھتی ہیں کہ میری بھی جو ابتدائی ٹریننگ ہے وہ ڈاکٹر نصرت جہاں نے کی تھی اور پھر جب میں گھانا گئی تو مستقل میرے سے واٹس اَیپ اور ای میل وغیرہ پہ رابطہ تھا۔ کوئی بھی گائنی کا مسئلہ ہوتا تو بڑی خوشی سے مجھے اس کا جواب دیتیں اور رہنمائی کرتیں اور ہر مشکل وقت میں یہی کہا کرتی تھیں کہ خلیفۂ وقت کو دعا کے لئے لکھو۔ پھر یہ کہتی ہیں جب مَیں ڈاکٹر صاحبہ کے ساتھ کام کرتی تھی تو چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی ان کا دھیان رہتا تھا۔ کہتی ہیں مجھے یاد ہے کہ جب بھی وہ کوئی زائد بتی، لائٹ جلتی دیکھتیں تو فوراً بند کر دیتیں کہ جماعت کا پیسہ بلا وجہ ضائع کیوں ہو رہا ہے۔ پھر شادی شدہ کو شادی قائم رکھنے کی طرف توجہ دلاتیں۔ کہتیں کہ جو خون کے رشتہ ہوتے ہیں وہ کبھی نہیں ٹوٹتے لیکن میاں بیوی کا رشتہ پیار محبت کا ہوتا ہے وہ نہ رہے تو کچھ بھی نہیں رہتا۔ اور یہ بڑا اچھا نسخہ ہے جو انہوں نے بتایا۔ اس پہ ہر جوڑے کو عمل کرنا چاہئے۔ کہتی ہیں جب گزشتہ دنوں بیماری سے پہلے، لندن میں ہسپتال میں داخل ہونے سے چند دن پہلے مجھے فون کیا کہ نیا گائنی تھیٹر ربوہ میں بنا ہے اور پتا نہیں مَیں جا کے دیکھ سکتی ہوں یا نہیں۔ مجھے بھی انہوں نے کہا تھا۔ یا انہوں نے کہا کہ ہو سکتا ہے دیر ہو جائے اس لئے ناظر اعلیٰ سے اس کا افتتاح کروا دیں۔ مَیں نے ان کو ہدایت بھیجی ہے کیونکہ افراد سے جماعت کے کام نہیں رکتے۔

ڈاکٹر نوری صاحب جو ربوہ میں طاہر ہارٹ کے انچارج ہیں وہ کہتے ہیں کہ گزشتہ نو سال سے زائد عرصہ سے محترمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ کے ساتھ فضل عمر ہسپتال کے زبیدہ بانی وِنگ اور طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں کام کرنے کا موقع ملا۔ ان میں بعض ایسی صفات تھیں جو آجکل بہت کم ڈاکٹروں میں پائی جاتی ہیں۔ بہت ہی نیک، دعا گو، اعلیٰ اخلاق کی حامل، خدا تعالیٰ کا خوف رکھنے والی، اپنے مریضوں کے لئے دعائیں کرنے والی، پردہ کی باریکی سے پابندی کرنے والی، قرآن کریم کا وسیع علم رکھنے والی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اُسوہ پر عمل کرنے والی خاتون تھیں۔ اور انہوں نے یہاں یوکے (UK) میں بھی تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد یہاں مختلف ہسپتالوں میں اپنے علم میں اضافے کے لئے بھی آتی تھیں لیکن ہمیشہ انہوں نے نقاب کا پردہ کیا ہے اور پورا برقع پہنا ہے اور کبھی کوئی کمپلیکس نہیں تھا اور پردے کے اندر رہتے ہوئے سارے کام بھی کئے۔ اس لئے وہ لڑکیاں جن کو یہ بہانہ ہوتا ہے کہ ہم پردے میں کام نہیں کر سکتیں ان کے لئے یہ ایک نمونہ تھیں۔ پھر کہتے ہیں کہ اپنے فن میں بہت ماہر تھیں۔ جدید تکنیکی علم سے واقف تھیں اور اپنے علم کو نئے تقاضوں کے مطابق بڑھا کر کام کرتی تھیں۔ کبھی اپنے کام کے دوران وقت کی پرواہ نہیں کی اور حاصل سہولیات سے ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا۔ تشویشناک حالات کے مریضوں کی خاطر اپنی چھٹیوں کو قربان کر کے بارہ بارہ گھنٹے کام کرتی رہتیں۔ کہتے ہیں مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے ایک ڈیلوری کے پیچیدہ کیس پر ساری رات جاگ کر کام کیا۔ انہیں ممکنہ آپشنز کے بارے میں تسلی سے آگاہ کرتیں جس کی وجہ سے مریضوں کو اُن پر بڑا اعتماد تھا۔ قواعد و ضوابط اور اصولوں کی بھرپور پابند تھیں۔ اپنے فرائض دیانتداری سے سرانجام دیتی تھیں۔ بعض لوگ ان کے زمانے میں کہتے تھے مجھے بھی لکھتے تھے کہ بڑی سخت ہیں۔ اگر سخت تھیں تو اصولوں کی وجہ سے۔ لیکن ان کا دل بہت نرم تھا۔ سخاوت اور ہمدردی بھی ان کا ایک اہم وصف تھا۔ ڈاکٹر نوری صاحب لکھتے ہیں کہ ایک ضعیف خاتون جو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں داخل رہی تھیں انہوں نے اپنا ایک واقعہ سنایا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر صاحبہ اپنا کام ختم کر کے گاڑی میں واپس گھر جا رہی تھیں کہ انہوں نے مجھے ہسپتال کے پاس اقصیٰ روڈ پر دیکھا تو گاڑی روکی اور میری گردن پر ہاتھ رکھ کر نہایت اطمینان سے میری بیماری کا پوچھا اور وہیں لکھ کر دوا تجویز کی اور پھر چلی گئیں۔ ان کی قوت بیان بھی بہت عمدہ تھی۔ ان کے والد صاحب مولانا عبدالمالک خان صاحب بھی بڑے اعلیٰ پائے کے مقرر تھے۔ فوزیہ شمیم صاحبہ صدر لجنہ لاہور نے نوری صاحب کو بتایا کہ لاہور میں لجنات سے خطاب کے لئے بلایا جاتا تو آپ کی شخصیت اور بیان کا سب پر یکساں اثر پڑتا۔ آپ کی باتوں کا محور احمدیت، خلافت اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ذکر تھا۔ آپ کے انداز بیان میں آپ کے والد مرحوم مولانا عبدالمالک خان صاحب کی جھلک نظر آتی تھی۔ خلافت سے بہت وفا اور خلوص کا تعلق تھا۔ میٹنگز، سیمیناروں میں اور یہاں تک کہ وارڈ کے راؤنڈ کے دوران بھی خلیفہ وقت کے ارشادات کا تذکرہ کرتی رہتی تھیں۔ خلافت سے عقیدت

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

صرف زبان تک محدود نہیں تھی بلکہ آپ کے عمل سے بھی اس کا اظہار ہوتا تھا۔صحیح معنوں میں ایک رول ماڈل خاتون تھیں۔

ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں بڑی فراست اور دوراندیشی دے رکھی تھی۔بعض اوقات مریض کے علاج کے سلسلہ میں کسی پروسیجر کو کچھ وقت کے لئے مؤخر کر دیتیں اور بعد میں ان کا یہ فیصلہ درست نکلتا۔نہایت اچھی منتظمہ تھیں۔اپنے شعبہ کے کام پر مکمل گرفت رکھتیں۔اصولوں کی پابندی کرتیں۔اپنے مؤقف کا ڈٹ کر اظہار کرتیں۔معاملات کی گہری چھان بین کرنا اور ان سے آئندہ کے لئے رہنمائی لینا ان کی عادت تھی۔انتظامی معاملات میں رعب اپنی جگہ لیکن عملہ سے ہر درجہ پیار اور محبت کرنے والی تھیں اور ان کی خوشی غمی میں شرکت کیا کرتی تھیں۔آپ کی ہمدردی اور شفقت کا دائرہ رشتہ داروں، پڑوسیوں اور عملہ اور ہسپتال ہی تک محدود نہ تھا بلکہ عملہ کے افراد خاندان، مریضوں اور ان کے لواحقین سبھی کو اس سے مستفیذ ہوتے ہوئے بارہا ہم نے دیکھا۔ضرورتمندوں کی نہایت کھلے دل سے اور ان کی عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے خاموشی سے مدد کرتیں۔یہ ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں کہ اہم امور کا ریکارڈ محفوظ رکھتیں اور یہ لکھتے ہیں کہ خاکسار کے علم کے مطابق آپ کی قیادت میں شعبہ گائنی کا ریکارڈ جو ہے اس وقت سب سے بہتر اور محفوظ حالت میں ہے۔

ایک مربی صاحب فضیل عیاض صاحب ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ بے حد ہمدرد اور غمگسار تھیں۔ 1989ء میں جب عاجز جامعہ احمدیہ ربوہ میں خدمت کی توفیق پا رہا تھا تو اپنے خاندان کے، اہلیہ اور بیٹی کے ہمراہ ربوہ منتقل ہوا۔جب ہمارا علاج ڈاکٹر صاحبہ نے شروع کیا، بچے کی پیدائش کا علاج تھا یا کوئی اور مسئلہ تھا۔بہرحال علاج کے دوران بڑی مہربان شفیق اور ہمدرد تھیں۔ایک واقف زندگی مربی کی بیوی ہونے کی وجہ سے میری اہلیہ اور ہمارے بچے ہمیشہ ان کی خاص شفقت اور محبت کا مورد رہے۔کہتے ہیں ہماری چار بیٹیاں اور ایک بیٹا ہے۔فضل عمر ہسپتال میں ہی ان کی پیدائش ہوئی۔کہتے ہیں ہمیشہ ہی ہم نے ان کو بچوں کی اور ان کی والدہ کی صحت کے بارے میں اپنے سے زیادہ متفکر پایا۔جب ہمارے گھر چار بیٹیاں ہو گئیں تو ایک مرتبہ میری تیسری بیٹی نے جس کی عمر اس وقت صرف چار سال تھی ان کے گھر جا کر ان سے کہا کہ ہمیں بھی بھائی لا کر دیں تو ڈاکٹر صاحبہ نے اس کو بہت پیار کیا اور کہا کہ اللہ سے دعا کرو اللہ تمہیں بھائی دے۔اور پھر جب دوبارہ ان کے گھر میں امید ہوئی تو ڈاکٹر صاحبہ نے خود بھی دعا کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کو دعا کے لئے لکھا اور ہر ملنے والے کو ان کی بیوی کے لئے دعا کے لئے کہتی تھیں۔کہتے ہیں کہ آخر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔جب بیٹا پیدا ہوا تو خود آ کر ہمارے گھر سے میری بیٹی کو لے گئیں کہ لو تمہیں اللہ تعالیٰ نے بھائی دے دیا ہے اور پھر اس کے بعد خود اپنی گاڑی میں میری بیوی کو گھر چھوڑ کے گئیں۔

غیر احمدی مریض بھی ان کے پاس بہت آتے تھے۔انہوں نے خود سنایا کہ ایک دفعہ چنیوٹ کے غیر احمدی مولوی صاحب آ گئے۔ان کی بیوی کی اولاد نہیں ہوتی تھی تو ان کے علاج سے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور امید بندھی تو کہتی ہیں اب یہ مولوی صاحب نو مہینہ تو میرے قابو میں ہیں اور انہوں نے خوب ان کو تبلیغ کی۔کوئی ڈر اور خوف نہیں تھا۔

پھر طاہر ندیم صاحب ہمارے عربی ڈیسک کے ہیں یہ کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحبہ کا دواؤں سے زیادہ دعا پر بھروسہ تھا۔کہتے ہیں مَیں لندن آ گیا جب میری بیوی وہیں تھی اور اہلیہ کا کوئی آپریشن کرنا تھا اس میں خطرہ پیدا ہو گیا۔ڈاکٹر صاحبہ نے ہمیں خود بتایا کہ اس وقت مَیں نے خدا تعالیٰ سے رو رو کر دعا کی کہ اے خدایا! واقف زندگی کی بیوی ہے۔اس کا خاوند تیرے دین کی خدمت کے لئے گیا ہوا ہے تُو اپنا فضل فرما دے، چنانچہ کچھ دیر کے بعد خدا تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ جو بلیڈنگ ہو رہی تھی وہ مکمل طور پر رک گئی اور آپریشن کی ضرورت نہیں پڑی۔مہمان نوازی کے بارے میں ندیم صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے پروگرام الحوار المباشر کے لئے جو عرب لوگ آتے ہیں وہ 53 گیسٹ ہاؤس لندن میں بیٹھتے ہیں۔وہاں یہ خود بھی ٹھہری ہوئی تھیں اور یہ عرب بھی وہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔کہتے ہیں ایک دن اپنی بیٹی کے ساتھ کچن میں پراٹھے پکا رہی تھیں تو کہنے لگیں کہ آپ عرب لوگ حوار میں شامل ہو رہے ہیں۔میں نے چاہا کہ آپ لوگ جو دین کی خدمت کر رہے ہیں ان کو اپنے ہاتھ سے پراٹھے بنا کر کھلاؤں اور اس طرح مَیں بھی اس جہاد کے ثواب میں شامل ہو جاؤں۔

مبشر ایاز صاحب جو ہمارے جامعہ ربوہ کے پرنسپل ہیں ان کے چاق و چوبند ہونے اور پردے کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ہماری یہ ڈاکٹر صاحبہ بھی برقع میں ملبوس عین پردے کی بہترین شکل کو اختیار کئے ہوئے فوجی جوانوں کی طرح بھاگ دوڑ کرتی ہوئی نظر آتی تھیں۔جو خواتین پردے کو روک سمجھتی ہیں ان کے لئے یہ بہترین رول ماڈل تھیں۔سارا سارا دن کام کرتی رہتیں اور بڑی ایکٹو (active) رہتیں پھر بھی کبھی تھکاوٹ کا اظہار نہیں ہوا۔

ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب کہتے ہیں کہ کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ میں ہم بھی رہتے تھے یہ بھی رہتی تھیں۔وہاں اس زمانے میں ربوہ کا ایک ماحول تھا، آپس میں بے تکلفی تھی، آنا جانا تھا۔دوست محمد شاہد صاحب کے یہ بیٹے ہیں۔اُن کی اور مولانا عبدالمالک خان صاحب کی آپس میں دوستی بھی تھی اور چونکہ مولانا عبدالمالک خان صاحب کے کوئی بیٹے وہاں نہیں تھے اس لئے دوست محمد شاہد صاحب نے اپنے بیٹے کو کہا تھا کہ ان کے گھر سے پتا کرتے رہا کرو کہ کوئی ضرورت ہو کسی چیز کی، بازار سے کوئی چیز لانی وانی ہو تو کام کر دیا کرو۔تو یہ جاتے رہتے تھے۔اس لحاظ سے بڑی بے تکلفی تھی اور کہتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحبہ سے بھی پوچھتا رہتا تھا۔پھر ہسپتال میں اکٹھے کولیگ بھی رہے اور ہلکا سا بھی اگر ان کا کام کیا تو اتنی شکرگزار ہوتی تھیں کہ بے شمار شکریہ ادا کر کے اور پھر بچوں کو تحفے اور بیوی کو تحفے اور ان کو تحفے وغیرہ دیا کرتی تھیں۔

یہ لکھتے ہیں کہ ان کا گائنی کا شعبہ جو تھا اس کو نئی ضروریات سے ہم آہنگ کرنے کے لئے قریباً ہر سال وہ انگلستان جا کر نئے پروسیجر سیکھ کر آتی تھیں۔اور اپنے طور پہ آتی تھیں۔یہ نہیں کہ جماعتی خرچ پہ آئیں۔ نیز مختلف احباب کے تعاون سے نئی مشینیں بھی لاتیں۔یہ لکھتے ہیں کہ حال ہی میں زبیدہ بانی ونگ میں نئے آپریشن تھیٹر کی تعمیر میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا لیکن اس کو استعمال کرنے کا ان کو موقع نہیں ملا۔بہرحال اللہ تعالیٰ جو موجود ڈاکٹر ہیں ان کو توفیق دے کہ اس کو صحیح استعمال کر سکیں۔یہ لکھتے ہیں کہ الغرض شعبہ کی موجودہ ہیئت جو ایک کمرے سے شروع ہوئی تھی، فضل عمر ہسپتال میں شعبہ گائنی صرف ایک کمرے میں ہوتا تھا اب ایک پورے ونگ میں تبدیل ہو چکا ہے اور اس میں ڈاکٹر نصرت جہاں کی قابلیت اور شبانہ روز محنت اور بھرپور جذبہ کا بہت بڑا حصہ ہے۔

ایک ان کی سٹاف نرس جمیلہ صاحبہ لکھتی ہیں کہ ڈاکٹر صاحبہ کی وفات کا بڑا افسوس ہے۔ڈاکٹر صاحبہ ایک بہت ہی اچھی اور خوش اخلاق ڈاکٹر تھیں۔ہم سب کا بہت خیال رکھنے والی ڈاکٹر تھیں۔بچوں کی طرح ہمیں پیار کرتی تھیں اور بہت خیال رکھتی تھیں۔جو بھی غریب مریض آتا اس کو پرچی کے پیسے بھی واپس کر دیتیں اور دوائی بھی اپنے پاس سے دیتیں۔

پھر ایک اور سٹاف نرس مسرت صاحبہ لکھتی ہیں کہ بہترین شفیق استاد اور بلند پایہ قابل ڈاکٹر تھیں۔ میں نے تقریباً اکتیس سال کا عرصہ ان کے زیر نگرانی گزارا ہے۔ بہت محبت کرنے والی، نہایت حساس، ہر مشکل گھڑی میں ساتھ دینے والی، بڑوں کی غمگسار، بچوں سے شفقت کا سلوک کرنے والی، مریضوں کے ساتھ انتہائی محبت سے پیش آنا، ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھنا، تمام سٹاف کو ہمیشہ خدمت خلق اور خوش خُلقی کا درس دینا، خلیفۂ وقت کے حکم پر لبّیک کہنے والی ہستی تھیں۔

پھر ان کی ایک مریضہ لکھتی ہیں کہ ایک دفعہ میرا علاج کر رہی تھیں اور واقف زندگی کی بیوی ہونے کی حیثیت سے کافی توجہ دیتی تھیں۔الٹراساؤنڈ کروانا تھا تو اپنی مددگار کو کہا کہ ان کا الٹراساؤنڈ کروا لاؤ۔اس وقت کافی رَش تھا۔ایک کرسی تھی وہاں جس پر ایک غریب سی عورت بیٹھی ہوئی تھی تو اس عورت نے جو اسسٹنٹ مددگار تھی اس نے اس عورت کو اٹھا کے اس مریضہ کو وہاں بٹھانا چاہا کیونکہ ڈاکٹر صاحبہ نے بھیجا تھا تو دیکھا کہ اچانک پیچھے سے آواز آئی کہ نہیں تم اس کرسی پہ نہیں، اس پہ بیٹھو۔دیکھا تو ڈاکٹر صاحبہ خود ایک کرسی اٹھا کے لا رہی تھیں تا کہ جو دوسری غریب مریضہ ہے اس کو یہ احساس نہ ہو کہ مجھے اٹھایا گیا ہے کیونکہ مریض سارے ایک ہی طرح ہوتے ہیں۔لیکن دوسری طرف اس کی حالت دیکھ کے یہ بھی تھا کہ بیٹھنے کی جگہ مل جائے اس لئے خود ہی کرسی اٹھا کے لے آئیں اور اپنی مریضہ کو اس پہ بٹھا دیا۔

ایک اور ڈاکٹر صاحبہ ہیں وہ لکھتی ہیں کہ جماعت کے لئے بہت غیرت رکھتی تھیں۔خلافت سے بے انتہا عشق تھا۔اپنے ساتھ کام کرنے والی ڈاکٹرز کو بھی ابھارتی رہتی تھیں کہ خلیفۂ وقت سے ذاتی تعلق پیدا کریں اور دعا کے لئے کثرت سے لکھا کریں۔ہر کام کے لئے جب بھی دعا کے لئے خلیفۂ وقت کو لکھتیں تو کہتی ہیں ہمارے لئے بھی دعا کے لئے کہتیں۔پھر مجھے لکھا ہے کہ آپ کی طرف سے جواب آتا تو اس کو پڑھ کر سب کو سناتیں اور آنکھوں میں جو خوشی ہوتی تھی وہ ان کے لہجہ سے بھی عیاں ہو رہی ہوتی تھی اور آنکھوں سے بھی۔کہتی ہیں کہ وہ ہم سب کے ایمان میں اضافے کا باعث ہوتی تھیں۔اپنی زندگی جماعت کے لئے وقف کر کے نہ صرف اپنی دنیاوی آسائشوں اور مال کی قربانی کی تھی بلکہ وہ ہم سب ڈاکٹرز کو بھی اپنی زندگی کی مثالیں دے کر وقف اور جماعت کی خدمت کے لئے motivate کرتی تھیں۔ان کے ساتھ کام کرنے سے روز انسان کا ایمان تازہ ہوتا تھا اور دل میں وقف کی روح کا جذبہ ابھرتا تھا۔

خلافت سے تعلق اور اطاعت کا ایک واقعہ مجھے عابد خان صاحب جو ہمارے پریس کے ہیں انہوں نے لکھا کہ انہوں نے انہیں کہا کہ میں تو خلیفہ وقت کے منہ سے کوئی بات سرسری طور پر بھی سن لوں، کوئی حکم نہ ہو بلکہ سرسری بات ہی ہو تو اس کو بھی میں حکم سمجھتی ہوں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔پس یہ ہے وہ وفا اور اطاعت کا معیار جو اُن میں تھا۔

بہت سارے لکھنے والے ہیں اس وقت سب تو بیان کرنے مشکل ہیں۔ایک خاتون نے لکھا کہ ایک دفعہ میں اپنے گھر سے جو ہسپتال کے پیچھے ہے لجنہ کے دفتر جا رہی تھی تو یہ جماعتی گاڑی میں باہر آ رہی تھیں۔ جماعتی کام سے کہیں جا رہی تھیں۔مجھے پوچھا کہاں جا رہی ہو تو میں نے بتایا لجنہ کے دفتر میں فلاں ڈیوٹی ہے تو انہوں نے ڈرائیور کو کہا کہ پہلے اس کو لجنہ کے دفتر میں چھوڑ آؤ کیونکہ یہ جماعتی کام سے جا رہی ہے اور پھر

کہا کہ جماعتی گاڑی کو مَیں صرف جماعتی کام کے لئے استعمال کرتی ہوں۔

آپ کی بیٹی ندرت عائشہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میری امّی ایک مثالی ماں اور نہایت محبت کرنے والا وجود تھیں۔ میرے اور میرے بچوں کے لئے بے حد دعائیں کیا کرتی تھیں۔ جب کوئی مشکل درپیش ہوتی تو فوراً امّی کو فون کر دیتی اور بے فکر ہو جاتی اور اللہ کے فضل سے بعد میں وہ کام آسان بھی ہو جاتا۔ پھر مجھے کہتیں کہ تم سجدہ شکر کرو۔ بے پناہ مصروفیات کے باوجود میری پرورش اور تربیت میں اہم کردار ادا کیا۔ اتنی بلند حوصلہ اور باہمت تھیں کہ مجھے ماں اور باپ دونوں بن کر پالا۔ کبھی اگر ان کو احساس ہوتا کہ بیٹی کی صحیح طرح خدمت نہیں کر سکی تو کہتیں کہ میں اپنی بیٹی کو مصروفیات کی وجہ سے اتنا وقت نہیں دے سکتی لیکن پھر فوراً کہتیں کہ جو وقت انسانیت کی خدمت میں صرف ہوا اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اولاد کے کام خود بنا دے گا۔ ہمیشہ مجھے کہا کرتی تھیں کہ تمہارے نانا جان نے دو چیزیں اپنی اولاد کو نصیحت فرمائی تھیں۔ ایک توکّل علی اللہ اور دوسرا خلافت سے وابستگی۔ اور وہی نصیحت مَیں تمہیں کرتی ہوں کہ ہمیشہ اللہ پر توکل کرنا اور خلافت سے خود کو اور اپنی اولاد کو جوڑے رکھنا۔ یہ لکھتی ہیں کہ خلافت سے بے پناہ عقیدت اور محبت رکھتی تھیں۔ جب بیمار ہوئیں اور وینٹی لیٹر (ventilator) لگانے لگے تو نماز پڑھی اور میرے موبائل فون سے قرآن پاک پڑھا۔ پھر ایک پیپر اور قلم مانگا جس پر لکھ دیا کہ خلیفہ وقت کو بار بار دعا کا پیغام بھیجتی رہنا۔ کہتی ہیں کہ میں نے اپنی امی کو بے انتہا پُرخلوص اور جماعتی خدمت کے جذبہ سے سرشار پایا۔ فضل عمر ہسپتال میں امی کی خدمات کا آغاز ایک چھوٹے سے کنسلٹیشن رُوم (consultation room) سے ہوا جس کے ایک طرف کاؤچ اور دوسری طرف سادہ سی میز کرسی پڑی ہوئی تھی۔ ان کی خدمت کے جذبے اور دعاؤں نے پہلے انہیں لیبر وارڈ اور پھر شعبہ گائنی کی independent بلڈنگ عطا فرمائی جس کو انہوں نے اور ان کی ٹیم نے بڑے شوق اور لگن سے ایک کامیاب یونٹ بنا دیا۔ میڈیکل equipment خریدنے خود لاہور اور فیصل آباد جایا کرتی تھیں اور میں بھی کچھ سفروں میں ان کے ساتھ تھی۔ ہر دکاندار سے کوٹیشن لیتیں اور کوشش کرتیں کہ جماعت کے پیسے کو بچایا جائے۔

ایک دفعہ کہتی ہیں میری بیٹی عالیہ پندرہ دن کے لئے ربوہ آئی ہوئی تھی اسے بھی اپنے شعبہ کے کام میں شامل کیا کہ ٹائپنگ میں مدد کرو کیونکہ تمہاری ٹائپنگ سپیڈ اچھی ہے اور جماعت کی خدمت کرنا ایک سعادت ہے اور تم اس سعادت سے حصہ پاؤ۔ اپنے کام کی ایسی دھن تھی کہ بیماری کے آخری ایام میں بھی ہسپتال کا نام سن کر ان کے چہرے پر مسکراہٹ آتی اور غنودگی کی حالت میں بھی ہسپتال کے آپریشن تھیئٹر اور مشین بنانے والی کمپنیوں کے نام لیتیں جسے سن کر انگریز نرسز بھی حیران ہوتیں اور مجھ سے پوچھنے لگتیں کہ یہ کیا کہہ رہی ہیں۔ اللہ کی ذات پر بے حد توکل تھا۔ شدید بیماری کے عالم میں چند دن تک بات نہیں کر سکتیں تھیں۔ جب سپیکنگ والو (speaking valve) لگایا گیا تو جو پہلا فقرہ امّی نے ادا کیا وہ یہ تھا کہ میری بیٹی اللہ پر چھوڑ دو۔ اور اگر میں رونے لگتی تو آنکھ کے اشارے سے اللہ کی طرف اشارہ کرتیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی اس اکلوتی بیٹی کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور جو اس کی ماں نے اس کو نصیحتیں کی ہیں اور اس سے توقعات رکھی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر اسے پورا اترنے کی توفیق بھی عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس بچی کو بھی اور اس کی اولاد کو بھی ہمیشہ اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ مرحومہ کے بھی درجات بلند فرمائے اور اللہ تعالیٰ فضل عمر ہسپتال کو خدمت کرنے والی اور وفا کے ساتھ اپنے کام کو پورا کرنے والی، وفا کے ساتھ جماعت سے وابستہ رہنے والی اور خلافت کی اطاعت گزار مزید ڈاکٹریں بھی عطا فرماتا رہے اور جو موجود ہیں ان کو اللہ تعالیٰ اس کام میں بڑھاتا چلا جائے۔

نماز جمعہ کے بعد ان دونوں کا مَیں نماز جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

بقیہ رپورٹ دورۂ جرمنی 2016ء
از صفحہ نمبر 4.............................

یادگاری تختی کی نقاب کشائی

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد کی بیرونی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے اندرونی حصہ میں تشریف لے گئے اور نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں جس کے ساتھ اس مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔

مسجد بیت السلام کے افتتاح کی مناسبت سے منعقدہ تقریب

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے بیرونی احاطہ میں نصب مارکی کے اندر تشریف لے آئے جہاں مسجد بیت السلام کے افتتاح کے حوالہ سے تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم صہیب احمد صاحب نے کی اور محمد سلطان صاحب نے اس کا جرمن زبان میں ترجمہ پیش کیا۔

امیر صاحب کا تعارفی ایڈریس

اس کے بعد مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا۔

امیر صاحب جرمنی نے اس شہر کے تعارف میں بتایا۔ شہر Iserlohn جرمنی کے ایک خاص علاقہ Ruhrgebiet کے کنارے پر واقع ہے۔ اس شہر کی بنیاد 1237ء میں رکھی گئی۔ آج اس شہر کی آبادی 96 ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ یہ شہر پروٹسٹنٹ چرچ کے مغربی علاقہ کا مرکز ہے۔ یہاں پر مختلف قوموں کے لوگ اکٹھے رہتے ہیں۔ سب کی اپنی اپنی عبادت گاہیں ہیں اور یہاں پہلے سے مسلمانوں کی تین مساجد موجود ہیں اور جماعت احمدیہ کی یہ پہلی مسجد ہے۔

جماعت کے قیام کے حوالہ سے امیر صاحب نے بتایا کہ اس شہر میں جماعت کا آغاز 1982ء میں ہوا اور 1992ء میں باقاعدہ جماعت کا نام Iserlohn جماعت رکھا گیا۔ اب تک جماعت مختلف کمرے اور ہال کرایہ پر لے کر جماعتی پروگراموں کا انعقاد کرتی تھی۔ اب یہاں جماعت کی تجنید 110 افراد پر مشتمل ہے۔ امیر صاحب نے بتایا کہ جتنا ہجوم آج یہاں ہے اتنا عام طور پر کبھی نہیں ہوگا۔ ٹریفک میں بھی کبھی مسئلہ پیش نہیں آئے گا۔

امیر صاحب نے بتایا کہ جماعت یہاں شہر کے لوگوں کی خدمت کے لئے کام کر رہی ہے۔ نئے سال کے شروع میں وقار عمل کیا جاتا ہے۔ شہر کی صفائی کی جاتی ہے۔ اسی طرح Inter Religious Dialogues کے پروگرام شامل ہیں۔ امیر صاحب نے بتایا کہ مسجد کے لئے اجازت نامہ کا حصول، قطعہ زمین کی خرید اور تعمیر کا پراسس آسان کام نہ تھا۔ بہت سی مشکلات اور روکیں تھیں جس کے لئے شہر کی انتظامیہ سے بہت سی ملاقاتیں اور میٹنگز کی گئیں اور لوگوں کے خوف دور کئے گئے۔ اس بارہ میں امیر صاحب نے پادری اور مختلف چرچ کے نمائندگان کا بھی شکریہ ادا کیا۔ جنہوں نے مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے جماعت کی مدد کی۔

مسجد کے اعداد و شمار کے حوالہ سے امیر صاحب نے بتایا مسجد کے لئے یہ قطعہ زمین 2009ء میں دیکھا گیا اور نومبر 2010ء میں اس کا معاہدہ ہوا۔ یہ قطعہ زمین 1615 مربع میٹر ہے اور 96 ہزار 745 یورو میں خریدا گیا۔ 9 جون 2015ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر یہاں مسجد بیت السلام کا سنگ بنیاد رکھا تھا۔

اس مسجد میں مردانہ اور خواتین کے نماز کے علیحدہ علیحدہ ہال ہیں اور ہر ہال کا رقبہ 56 مربع میٹر ہے۔ مینار کی اونچائی 12 میٹر اور گنبد کا قطر 6 میٹر ہے۔ یہاں 13 گاڑیوں کی پارکنگ کی گنجائش ہے۔

Iserlohn کے میئر کا ایڈریس

امیر صاحب کے ایڈریس کے بعد شہر Iserlohn کے میئر Dr. Peter Paul Ahrens نے اپنا ایڈریس پیش کرتے ہوئے کہا:

عزت مآب خلیفۃ المسیح! میں سلام پیش کرتا ہوں اور خوش آمدید کہتا ہوں۔ چھ سال قبل اس مسجد کے قیام کے لئے بات چیت اور کوششوں کا آغاز ہوا۔ شروع شروع میں تمام شہریوں کے ساتھ نشستوں کا اہتمام کیا گیا اور جو بھی تحفظات تھے وہ دور کئے گئے۔ میئر نے چرچز اور دیگر احباب و خواتین کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے مسجد کے معاملہ کے حوالہ سے مدد کروائی۔

میئر صاحب نے کہا انہیں اس بات سے خوشی ہوئی ہے کہ مسجد کی عمارت مکمل ہوگئی ہے اور سب دوبارہ مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر اکٹھے ہوئے ہیں۔ مسجد کا نام مسجد سلام ہے۔ یعنی امن کا گھر اور جماعت احمدیہ کی تعلیم بھی اس مسجد کے نام کے مطابق ہے یعنی امن قائم کرنا اور سلامتی پھیلانا۔ جماعت احمدیہ ہمیشہ ہی سب کو خوش آمدید کہتی ہے۔

میئر صاحب نے کہا پہلے ایک امن کا چرچ تو موجود ہی تھا۔ اب ہمارے پاس ایک امن کی مسجد بھی قائم ہوگئی ہے۔ یہ مسجد رواداری، پیار اور محبت کی جگہ ہوگی اور ایسی جگہ جہاں Inter Religious Dialogues منعقد کئے جاسکیں۔

پھر میئر صاحب نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا کہ جماعت احمدیہ ایسے پروگرام منعقد کرتی ہے جہاں سب اکٹھے ہوتے ہیں اور سب کو مدعو کیا جاتا ہے۔

آخر پر میئر صاحب نے نیک تمناؤں اور ہمیشہ سے مل جل کر اور خوشی سے رہنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

کاؤنٹی کمشنر کا ایڈریس

میئر صاحب کے ایڈریس کے بعد کاؤنٹی کمشنر Mr. Thomas Gemke نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔

موصوف نے کہا عزت مآب خلیفۃ المسیح! میں آپ سب کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ مجھے ایک سال قبل بھی یہاں آنے کا موقع ملا تھا اور اس وقت بھی بہت اچھا محسوس ہوا اور آج یہاں دوبارہ آنے کا موقع ملا ہے۔

میں آپ کو کیتھولک چرچ کی طرف سے اور شہری انتظامیہ کی طرف سے سلام پیش کرتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ نے ایک سال کے اندر مسجد تعمیر کر لی ہے۔

موصوف نے کہا جرمنی میں مذہبی آزادی قائم ہے اور اس طرح ہر مذہب سے تعلق رکھنے والا اپنے مذہب کے مطابق رہ سکتا ہے۔ لیکن یہ بات واضح ہو کہ سب مذاہب پھر بھی ملک کے قانون کے مطابق رہیں۔

موصوف نے کہا انہیں معلوم ہوا ہے کہ یہاں اکثر اردو زبان میں بات کی جاتی ہے۔ ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ جرمنی میں رہتے ہوئے جرمن زبان بولیں۔ انہوں نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ انہیں اچھا لگتا ہے کہ جمعہ کا خطبہ جرمن زبان میں بھی دیا جاتا ہے۔

☆Design 4 Build Services☆

تعمیرات کے شعبہ میں ماہرانہ خدمات

تجربہ کار انجینئرز، آرکیٹکٹس اور بلڈرز کی ایک قابل اعتماد ٹیم جو آپ کے رہائشی، کمرشل اور انڈسٹریل پراجیکٹس کے علاوہ پرانے گھروں کی تعمیر و توسیع و آرائش میں بھی آپ کی مناسب رہنمائی کرتی ہے۔

ہماری خدمات: ☆ڈیزائننگ، پلاننگ، تعمیر اور سپرویژن ☆ پلاننگ پرمشن، درخواست واپیل ☆سٹرکچرل انجینئر کی رپورٹ، مشورہ اور راہنمائی

We help to buy and sell properties for cash. We welcome builders and investors to join our team.

Contact: M: 0791 008 0278, **W:** design4build.com

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد بیت السلام کی تقریب افتتاح سے خطاب فرما رہے ہیں۔

پھر موصوف نے کہا کہ انہیں گزشتہ مرتبہ یہ بات پسند نہیں آئی تھی کہ مرد عورتوں سے اور عورتیں مردوں سے ہاتھ نہیں ملاتیں۔ لیکن یہ ہماری ثقافت کا ایک حصہ ہے کہ آپس میں ہاتھ ملایا جائے اور Integration کے لئے بھی ضروری ہے۔

موصوف نے کہا کہ مجھے اس بات سے بہت خوشی محسوس ہوتی ہے کہ جماعت خدمت خلق کے میدان میں اتنا زیادہ کام کرتی ہے۔ آپ نے سارے کام وقت پر مکمل کئے ہیں اور مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے احباب وخواتین نے اس مسجد کے لئے چندہ دیا ہے۔ آخر پر موصوف نے کہا میں احمدیہ جماعت کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں اور مبارکباد دیتا ہوں۔

....

خطاب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ

اس کے بعد چھ بجکر تیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا:

تشہد، تعوّذ اور تسمیہ کے بعد حضورِانور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تمام مہمانوں کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ سب کو سلامتی سے رکھے۔

یہ مسجد جس کو تعمیر کر کے آج اِس کا افتتاح کر رہے ہیں اِس کا نام جیسا کہ بتایا گیا مسجد سلام ہے اور سلام کا مطلب ہی سلامتی ہے۔ مسلمان اگر حقیقی مسلمان ہیں جب ایک دوسرے کو ملتا ہے غیروں کو بھی ملتا ہے تو اُن کو سلام کہتا ہے۔ پس یہ سلام اور سلامتی اور امن اور پیار کا پیغام جو ہے اگر ایک حقیقی مسلمان اِس کی حکمت کو جانے تو کبھی ہو نہیں سکتا کہ وہ کسی کے خلاف کبھی کوئی ایسی حرکت کرے جو اُسے بلاوجہ نقصان پہنچانے والی ہو۔ بلکہ بلاوجہ ہی نہیں کسی بھی صورت میں نقصان پہنچانے والی ہو۔

پس یہ ہے اسلام کا خلاصہ۔ اِس کو جماعت احمدیہ دنیا میں پھیلاتی ہے اور یہ وہ حقیقی پیغام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بانی اسلام لے کر آئے تھے اور اگر یہ پیغام ہو تو میں نہیں سمجھتا کہ چھوٹے معمولی مسائل ایسے ہوں جن کی وجہ سے ہماری آپس میں understanding نہ ہو سکے یا ایک دوسرے کو سمجھ نہ سکیں۔

امیر صاحب نے اپنے ایڈریس میں بتایا کہ یہاں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں۔ دنیا میں بیشمار مذاہب پائے جاتے ہیں۔ اور دنیا اب سفر کی سہولتوں کی وجہ سے، میڈیا کی وجہ سے اتنی قریب ہو چکی ہے کہ ایک شہر کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ صرف یہ قصبہ یا شہر ہی نہیں جہاں مختلف مذاہب کے لوگ ہیں بلکہ یہ قربت اب دنیا میں ہر جگہ اتنی ہو چکی ہے کہ ایک دوسرے کی باتیں، ایک دوسرے کے کلچر، ایک دوسرے کے مذاہب کا دنیا کو پتا چل چکا ہے۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ بدقسمتی سے بعض مسلمان گروہوں کے غلط عمل کی وجہ سے اسلام کے بارہ میں جو دنیا کو علم ہوا وہ نہایت شدّت پسند ہونے کا ہے جبکہ اسلام جیسا کہ میں نے کہا سلامتی اور امن کا مذہب ہے۔ اور اسی وجہ سے لوگوں میں اسلام کا خوف بھی پیدا ہوا اور یہی وجہ ہے کہ جیسا کہ ہمارے نیشنل امیر صاحب نے کہا کہ یہاں مسجد کی اجازت کے لئے بڑا لمبا عرصہ لمبی ڈسکشنز ہوئیں، میٹنگز ہوئیں پھر جا کر کہیں اجازت ملی۔ اُس کی یقیناً وجہ یہی ہے کہ ایک عمومی تاثر جو اسلام کے بارہ میں پایا جاتا ہے اُس کی وجہ سے لوگوں کو تحفظات تھے۔ باوجود اِس کے کہ یہ بھی بتایا گیا یہاں تین مساجد پہلے سے موجود تھیں۔ reservations کی وجہ ہونی نہیں چاہئے تھی، تحفظات لوگوں کے ہونے نہیں چاہئے تھے لیکن پھر بھی ہوئے۔ اِس سے یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ شائد ہم مسلمانوں نے صحیح طرح اسلام کی حقیقت کو یہاں کے رہنے والے مختلف مذاہب کے لوگوں پر واضح نہیں کیا۔ اگر یہ واضح ہوتا تو ہو نہیں سکتا تھا کہ جو شرافت یہاں کے شہریوں میں ہے وہ کسی بھی طرح ایک مسجد کے بنانے میں کسی قسم کی روکیں ڈالتے۔ بہرحال میں میئر صاحب کا بھی، یہاں رہنے والے لوگوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اِس مسجد کے بننے کی اجازت دی ہے اور آج ہم یہ خوبصورت مسجد یہاں دیکھ رہے ہیں جہاں جماعت احمدیہ کے افراد جمع ہو کر نہ صرف اپنی نمازیں ادا کریں گے بلکہ دُوسری میٹنگز بھی کریں گے جس میں یہاں، جہاں اپنی بہتری کے منصوبے بنائیں گے کہ کس طرح ہم نے اپنے آپ کو بہتر کرنا ہے، کس طرح اپنی اخلاقی حالت کو بہتر کرنا ہے، کس طرح ہم نے اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ دینی ہے وہاں اِس طرف بھی سوچیں گے کہ کس طرح ہم نے علاقہ کے لوگوں کی خدمت کرنی ہے۔

بانی جماعت احمدیہ نے اپنی ایک نظم میں بڑا کھل کے واضح فرمایا ہے کہ میرے آنے کا ایک بہت بڑا مقصد دنیا کی خدمت کرنا بھی ہے۔ پس خدمتِ خلق کرنا ایک بہت اہم کام ہے جو جماعت احمدیہ کے سپرد ہے اور یہ وہ کام ہے جس کی طرف خدا تعالیٰ نے بھی ہمیں توجہ دلائی اِس کی طرف ہمیں بانی اسلام نے بھی توجہ دلائی۔

اگر اسلام کا خلاصہ یا قرآنِ کریم کا خلاصہ دو لفظوں میں بیان کرنا ہو تو وہ یہ ہیں کہ بندہ کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنا تا کہ وہ اُس کی عبادت کرنے والا ہو جس کے لئے عبادتگاہیں بنائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی جو مخلوق ہے اور اُس میں سب سے بڑھ کر جو انسان ہیں اُن کی خدمت کرنا اور اُن کے حق ادا کرنا۔ پس جب یہ سوچ ہو تو ہو نہیں سکتا کہ کسی کو کسی قِسم کے تحفظات ہوں۔ بہرحال یہ تحفظات لوگوں کے ہیں اور میں سمجھتا ہوں اِس میں یقیناً ہماری طرف سے ہی کمی ہوئی ہوگی جس کی وجہ سے لوگوں کو صحیح طور پر اسلام کی تعلیم کا پتا نہیں چل سکا۔

امیر صاحب نے ایک بات یہ بھی کہی کہ لوگ آج بہت زیادہ ہیں اور اِس سے زیادہ شائد آئندہ رَش نہ ہو اس لئے ٹریفک کے لحاظ سے لوگوں کو جو concern تھا اُس کی وجہ سے فکر نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن میری سوچ یہ ہے کہ لوگ اِس سے بھی زیادہ ہوں لیکن پھر بھی وہ ایسے لوگ ہوں جو یہاں اِس نیت سے آئیں کہ ہم نے کسی بھی لحاظ سے اردگرد کے ماحول کے لئے، لوگوں کے لئے، ہمسائے کے لئے تکلیف کا باعث نہیں بننا۔ اگر ٹریفک کا مسئلہ ہے تو اپنی کاریں کہیں دور parking میں کھڑی کر کے آئیں تا کہ یہاں صرف وہ مقصد پورا ہو جو عبادت کا مقصد ہے اور وہ مقصد پورا ہو جو لوگوں کے حق ادا کرنے کا مقصد ہے اور خدمت کا مقصد ہے۔ پس یہ سوچ اگر ہوگی تو مجھے امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ جماعت یہاں بڑھے گی بھی، لوگ زیادہ بھی ہوں گے لیکن اردگرد کے ہمسایوں کو تکلیف نہیں ہوگی۔

ہمسائے کا حق تو اسلام اس حد تک قائم کرتا ہے کہ اگر قرآنِ کریم کی تفسیر دیکھیں اُس سے پتا چلتا ہے کہ علاوہ آپ کے گھر کے ساتھ رہنے والا ہمسائے کے، آپ کے ساتھ کام کرنے والے، سفر کرنے والے بلکہ ایسے لوگ جن سے آپ کی واقفیت ہے وہ سب آپ کے ہمسائے کے زمرہ میں آتے ہیں۔ اور ہمسائیگی کے بارہ میں یہ نہیں کہ محض ایک دو گھر بلکہ بعض وضاحتوں سے ملتا ہے کہ چالیس گھروں تک ہمسائیگی ہوتی ہے۔ اگر اس لحاظ سے دیکھیں تو جماعت احمدیہ کے افراد جو اِس شہر میں مختلف جگہوں میں رہتے ہیں اور پھیلے ہوئے ہیں تمام شہر ہی اُن کا ہمسایہ ہے اور ہمسائے کے حقوق کے بارہ میں بانی اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اِس کے بارہ میں اِس قدر تاکید کی گئی ہے کہ ایک وقت مجھے یہ بھی خیال ہوا کہ ہمسائے کو جس طرح حقیقی وارث کا حق دیا جاتا ہے وہ حق نہ دے دیا جائے۔ تو اِس حد تک اسلام ہمسائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

اس مسجد کے بننے کے بعد یہاں آنے والے اور عبادت کرنے والے احمدیوں کا فرض ہوگا کہ اِس ہمسائیگی کا حق ادا کریں اور کسی بھی صورت میں ہمسائے کے لئے کسی قسم کی تکلیف کا باعث نہ بنیں تا کہ اِن لوگوں کو پتہ لگے کہ آپ لوگ جو ہمسائے ہیں (مجھے امید ہے کچھ ہمسائے بھی بیٹھے ہوں گے) کہ احمدی صرف اپنے گھروں کی ہمسائیگی کا حق ادا نہیں کرتے بلکہ اپنی عبادتگاہ کی ہمسائیگی کا بھی حق ادا کرنے والے ہیں اور تعداد بڑھنے کے باوجود زیادہ رَش ہونے کے باوجود کسی بھی قِسم کا ٹریفک کا مسئلہ یا کسی قِسم کے شور شرابہ کے مسئلہ یا لوگوں کے لئے پریشانی کا مسئلہ پیدا نہیں ہوگا۔

میئر صاحب نے بھی خطاب فرمایا اور مجھے بڑی خوشی ہوئی جیسا کہ میں نے کہا کہ مسجد سلام کے نام کی انہوں نے وضاحت بھی کی۔ اب سلام جو عربی کا لفظ ہے اُس کے معنی کا یہاں کے لوگوں کو بھی پتا لگ گیا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ جوں جوں اِس مسجد کا تعارف بڑے گا جس طرح یہاں آنے والے لوگ عبادت کی طرف توجہ کریں گے اور اُن کی تعداد بڑھے گی یہ سلامتی کا لفظ مزید ابھر کر لوگوں کے سامنے آئے گا اور اِس کے معنی مزید کُھل کر لوگوں کو پتا چلیں گے۔ میں نے جیسا کہ پہلے بھی کہا کہ امن بڑی ضروری چیز ہے

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

اور احمدیوں کا کام ہے کہ معاشرہ کے امن کو قائم کریں۔ جیسا کہ میں نے خلاصہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد اگر بندے ایک دوسرے کے حق ادا کریں تو پھر امن قائم ہوتا ہے۔

کسی نے مجھ سے پوچھا کہ امن کس طرح قائم ہوسکتا ہے؟ اُس کی کیا تعریف ہے؟ کس طرح define کریں گے؟ میں نے کہا میرے خیال میں تو امن کی تعریف یہ ہے کہ ہر شخص دوسرے شخص کا حق ادا کرنے والا ہو، بجائے اپنے حق کا مطالبہ کرنے کے دُوسرے کو حق دینے والا ہو۔ جب ہر ایک دُوسرے کو حق دینے والا ہوگا تو یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی کسی کا حق غصب کرنے والا ہو۔ کسی کو نقصان پہنچانے والا ہو۔ بلکہ ایسا معاشرہ قائم ہوگا جو حق دینے والا ہوگا اور یہی وہ معاشرہ ہے جو ایک حقیقی مسلمان کو قائم کرنا چاہئے اور یہی وہ معاشرہ ہے جس سے ہم احمدی مسلمانوں سے توقع رکھی جانی چاہئے اور مجھے امید ہے کہ احمدی مسلمان اِس طرف توجہ دیں گے۔

مسٹر تھامس نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے اِس بات کا بھی ذکر کیا کہ ایک سال میں ہم نے جرمنی میں بہت کچھ دیکھا۔ یقیناً یہاں refugees کی ایک بہت بڑی تعداد اس ملک میں آئی اور اتنی تعداد میں آئے کہ حکومت کو سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ اسی لئے حکومت نے مختلف تنظیموں کو اور چرچوں کو کہا کہ آپ لوگ اس سلسلہ میں مدد کریں۔ جماعت احمدیہ نے بھی اِس کام میں حکومت کی مدد کی اور بغیر کسی لالچ کے یا بغیر کسی فرق کے کی اور یہ ہمارا فرض تھا۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ خدمتِ خلق کرنا ایک فرض ہے۔

گزشتہ دنوں ہمارا جلسہ سالانہ تھا۔ اُس میں بھی مہمانوں کے ساتھ ایک مجلس تھی میں نے وہاں بھی یہی بتایا کہ یہ سال جرمنوں کے لئے refugees کی وجہ سے بہت اہم سال تھا۔ پہلے ان کے حالات دیکھ کر ان کے ساتھ جو نرم رویّہ تھا اب اُن کے عمل کی وجہ سے اکثریت کے یا بہت بڑی تعداد کے نظریات بالکل بدل گئے ہیں جو یہ چاہتے تھے کہ حکومت کی پالیسی صحیح ہے کہ refugees کو آباد کیا جائے اُن میں سے بہتوں نے اب اِس بات پر زور دینا شروع کر دیا کہ refugees کو ہمیں یہاں نہیں آنے دینا چاہئے کیونکہ ان کی وجہ سے بعض واقعات ہوگئے۔ کولون میں واقعہ ہوا، ریلوے سٹیشن پہ واقعات ہوئے اور اُس کی وجہ سے جو مقامی جرمن تھے اُن کے لئے پریشانی پیدا ہوئی۔ اس لئے میں تو ہمیشہ یہ کہا کرتا ہوں سویڈن میں ایک جگہ میری سیاستدانوں سے بات ہو رہی تھی میں نے یہی کہا کہ جو refugees ہیں اُن کو بھی اپنے فرض کو سمجھنا چاہئے اور اخلاق کا مظاہرہ یہ ہے کہ جب ایک مُلک نے اُن کو پناہ دی ہے تو اُس پناہ کا شکر گزار ہوتے ہوئے اُس نظام میں جذب ہونے کی کوشش کرنی چاہئے اور اُس مُلک کے لئے بہتر حالات پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ امن وامان کے لئے بہتر صورتِ حال پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور حکومت کو بھی اِس حد تک refugees کا حق ادا کرنا چاہئے جہاں تک اُن کے اپنے مقامی لوگوں کے حقوق متاثر نہ ہوتے ہوں۔ اگر مقامی لوگوں کے حقوق متاثر ہونے شروع ہوگئے اور refugees کو ضرورت سے زیادہ مدد دی جانے لگی اور جرمن taxpayer کو یہ احساس ہو جائے کہ ہمارے tax میں سے ہماری رقم میں سے refugees کو پیسہ مِل رہا ہے تو پھر رنجشیں بڑھتی ہیں۔ اور جب رنجشیں بڑھتی ہیں تو اُس کی وجہ سے ایک دُوری پیدا ہوتی ہے بجائے ایک دوسرے کو جذب کرنے کے، ایک دوسرے کو سمجھنے کے دُوریاں زیادہ پیدا ہوتی ہیں اور جب دُوریاں پیدا ہوتی ہیں تو پھر رنجشیں بھی بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ پس حکومت کا بھی کام ہے کہ اِس معاملہ میں اپنا کردار ادا کرتے ہوئے دونوں کی طرف توجہ دے اور refugees جو آرہے ہیں اُن کا بھی کام ہے کہ شکر گزاری کے جذبات پیدا کرتے ہوئے اپنی ذمہ داری کو سمجھیں اور اِس مُلک میں آ کے اِس مُلک کی خدمت کرنے کی کوشش کریں۔ بجائے اِس کے کہ مدد لیں اُن کو فوری طور پر مُلک کی خدمت کے لئے تیّار رہنا چاہئے۔

پھر ایک بات کمشنر صاحب نے یہ کی کہ جرمن بولنی چاہئے۔ مجھے نہیں پتا کہ یہاں جماعت احمدیہ کب سے ہے اور کِس عمر کے لوگ یہاں رہتے ہیں۔ لیکن مجھے یہ معلوم ہے کہ جہاں جماعت احمدیہ کو چند سال ہو چکے ہیں وہاں ہمارے نوجوان بھی، بچے بھی جرمن بولتے ہیں۔ اور اِس حد تک اِس جرمن ماحول میں وہ جذب ہو چکے ہیں کہ بعض دفعہ مجھے نوجوانوں کی بات اردو میں سمجھنے میں دقّت پیش آتی ہے کیونکہ وہ جرمن میں جواب دے رہے ہوتے ہیں۔ ہم تو اِس حد تک اس society میں مدغم ہو چکے ہیں۔ اور زبان یقیناً بڑی اچھی چیز ہے۔ جہاں انسان جاتا ہے وہاں کی زبان بولنی چاہئے۔ بلکہ میں جس مُلک میں بھی جاتا ہوں وہاں کے لوگوں کو یہ خاص طور پر کہتا ہوں کہ زبان سیکھو اور زبان بولو۔ بلکہ ہمارے مشنریز بعض دفعہ جو پاکستان سے آتے ہیں اُن کو زبان میں دقّت ہوتی ہے۔ ہر مُلک میں مَیں کہتا ہوں کہ تُم نے اپنے جمعہ کا خطبہ مقامی زبان میں دینا ہے تا کہ تمہاری زبان بھی صاف ہو اور لوگوں کو صحیح طرح سمجھ آسکے۔ پس زبان کا جہاں تک سوال ہے یہ انتہائی ضروری چیز ہے کہ کسی بھی مُلک کے معاشرہ میں جذب ہونے کے لئے وہاں کی زبان آنی چاہئے۔ وہاں کے کلچر کا بھی پتا لگنا چاہئے۔ وہاں کی روایات کا بھی پتا لگنا چاہئے اور یہ بڑی ضروری چیز ہے۔ یہ اُنہوں نے بالکل صحیح کہا کہ زبان بولی جانی چاہئے۔ لیکن میری اب تک observation یہ تھی کہ سوائے پُرانے بوڑھے لوگوں کے جن کے لئے زبان سیکھنی ذرا مشکل ہے وہ بھی ٹوٹی پھوٹی جرمن بول لیتے ہیں عموماً ہمارے نوجوان جرمن زبان ہی بولتے ہیں اور ہمارے مشنریز بھی۔ اب تو مشنریز اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہاں کے جامعہ احمدیہ میں تیّار ہو کے qualify ہو کے میدانِ عمل میں آگئے ہیں۔ جب پہلے یہاں مشنری تیار نہیں ہوتے تھے تو باہر سے مشنری آتے تھے۔ جن کو پھر یہاں کی زبان سیکھنی پڑتی تھی۔ لیکن یہاں کے جو نوجوان لڑکے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو مشنری بننے کے لئے پیش کیا اور سات سال جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی اُن کی زبان اللہ تعالیٰ کی فضل سے میرے خیال میں بعضوں کی تو بعض مقامی جرمنوں سے بھی زیادہ اچھی زبان ہے کیونکہ زبان کا اُس وقت پتا لگتا ہے جب کسی دُوسری زبان کے لٹریچر کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا جائے اور جب ہماری کتابیں ترجمہ ہو کر جرمنوں کو پیش کی جاتی ہیں تو پڑھے لکھے جرمن بہت سارے ایسے ہیں جو زبان دان ہیں وہ اِس بات کی تعریف کرتے ہیں کہ بہت اعلیٰ جرمن ترجمہ کیا گیا ہے۔ پس اِس لحاظ سے ہم پوری طرح مُلک میں integrate ہوتے ہیں۔

پھر integration ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جس مُلک میں انسان جائے وہاں زبان کا تو پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ وہاں کی روایات کو بھی سمجھے اور پھر یہ کہ مُلک کی بھلائی کے لئے جو بھی اُس کی صلاحیتیں ہیں اُن کو بھرپور استعمال کرے اور مُلک کی ترقی میں حصّہ لے کیونکہ اِس کے بغیر وہاں کے مُلک کا شہری ہونے کا حق ادا نہیں ہوتا۔ مُلک سے وفا کرے۔ اسلام ہمیں اِس حد تک مُلک سے وفا کرنے کا سکھاتا ہے کہ بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مُلک سے محبت تمہارے ایمان کا حصّہ ہے۔ اگر مُلک سے محبت ایمان کا حصّہ ہے ایک حقیقی مسلمان جس کو اِس بات پر ایمان ہے کہ ایمان کی تمام شرطیں پورے کئے بغیر وہ اپنے خدا تعالیٰ کا حق ادا نہیں کر سکتا تو وہ یقیناً اپنے مُلک سے محبت کرے گا اور مُلک کی خاطر ہر قربانی کرے گا۔ ہمارے احمدی جرمن فوج میں بھی شامل ہیں۔ دُوسرے شعبوں میں بھی شامل ہیں۔ ریسرچ میں بھی احمدی بڑا کام کر رہے ہیں اس لئے کہ مُلک کی ترقی ہو۔ اس لئے کہ جرمنی کی جو خدمت وہ کر سکتے ہیں وہ کریں۔ کوئی احسان نہیں۔ اس لئے کہ یہ ایک تو اُن کے ایمان کا حصّہ ہے اور یہ اُن کا فرض ہے کہ جرمنی میں رہنے والا ہر وہ شخص جو کہیں سے بھی آیا ہے اور اب جرمن شہری بن چکا ہے وہ مکمل طور پر اپنے آپ کو مُلک کے ساتھ وفا کے تعلق کو قائم رکھتے ہوئے جوڑے اور مُلک کی خدمت کرے۔ پس یہ ہے اصل integration۔ مُلک کی ترقی میں حصہ لو اور مکمل وفا کا تعلق رکھو۔

جہاں تک بعض باتوں کا سوال ہے کہ احمدی عورتوں سے سلام نہیں کرتے تو بہت ساری احمدی عورتیں ہیں اُن کو بھی شکوہ پیدا ہو سکتا ہے کہ مرد ہم سے کیوں زبردستی سلام کروانا چاہتے ہیں۔ یہ کلچر کی بات نہیں ہے۔ بعض باتیں مذہب سے بھی تعلق رکھتی ہیں اور اِس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ سویڈن میں ایک خاتون جرنلسٹ تھیں انہوں نے وہاں مجھ سے سوال کیا وہاں بھی یہ بڑا ایک issue ہے کہ تم ہاتھ سے مصافحہ نہیں کرتے۔ سلام تو ہم کرتے ہیں ہر ایک کو۔ ہر ایک کو سلامتی بھیجتے ہیں چاہے وہ مرد ہے یا عورت۔ میں نے کہا مصافحہ نہیں کرتے لیکن میں یہ تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم کسی وقت کسی تکلیف میں ہوگی تو میں تمہاری حفاظت کے لئے پہلے آؤں گا بنسبت تمہارے کسی قریبی کے۔ بس ہماری یہ تعلیم ہے کہ عورت کے حق ادا کرو۔ اسلام نے تو یہ تعلیم شروع میں ہی دی۔ یورپ میں تو یہ تعلیم کچھ دہائیاں پہلے آئی کہ عورت کا حق ہے کہ اگر مرد اُس پر ظلم کرتا ہے تو وہ اس سے طلاق لے لے۔ عورت کا حق ہے کہ اُس کو وراثت میں حصّہ دیا جائے۔ عورت کا حق ہے کہ اُس کو تعلیم حاصل کرنے کی تمام سہولتیں مہیّا کی جائیں۔ اور بے شمار حقوق ہیں بلکہ بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت ہے بچّوں کی تربیت کرتی ہے اُس کی وجہ سے وہ بچّوں کو جنت میں بھیجتی ہے یا بچّوں کو کہا کہ تمہاری جنت تمہاری ماں کے پاؤں کے نیچے ہے۔ باپ کے پاؤں کے نیچے نہیں، ماں کے قدموں نیچے ہے۔ اس لئے کہ عورت کا ایک مقام ہے۔ عورت وہ ہستی ہے جس نے بچے کی پیدائش کے بعد اُس کو پالا پوسا، بڑا کیا، اُس کی پرورش کی، اُس کے لئے قربانی دی، اُس کی تربیت کی، اُس کے حق ادا کئے۔ پس یہ عورت کا اسلام میں مقام ہے۔ اس لئے اگر یہ کہا جائے کہ ہم نے مصافحہ نہیں کیا یا ہاتھ نہیں ملایا تو یہ میرے نزدیک کوئی ایسی چیز نہیں۔ بعض مذہبی روایات ہوتی ہیں، تعلیمات ہوتی ہیں جن کو دُوسرے کلچر والوں کو بھی قبول کرنا چاہئے۔

اب یہ سوال تو یہاں آ گیا کہ ہم مرد شائد حق ادا نہیں کر رہے لیکن اگر ایک احمدی عورت یہ کہے کہ میں نے مصافحہ نہیں کرنا تو اُس کے لئے پھر کیا جواب ہوگا۔ پس یہ دونوں طرف کی چیزیں دیکھنی ہوتی ہیں اور اصل حق یہ ہے کہ اگر عورت کو ضرورت ہے تو اُس کی حفاظت کی جائے اور اُس کو تمام سہولتیں مہیّا کی جائیں۔ یہ عورت کا اصل حق ہے اُس کو ملنا چاہئے۔ اَور بیشمار حقوق ہیں جیسا کہ میں نے بتایا۔ اب یہ بعض مذہبی تعلیمات کا حصّہ ہیں۔ بینن میں امریکہ کی ایک پروفیسر وہاں آئی ہوئی تھیں سائنس کے exchange پروگرام میں اور یہودی تھی۔ وہ مُجھے ملیں اور انہوں نے مجھے کہا کہ ہمارے یہودیت کے مذہب میں مرد سے مصافحہ کرنا جائز نہیں ہے۔ میں نے کہا یہ بڑی اچھی بات ہے ہم بھی یہی کہتے ہیں نہیں جائز ہے۔ لیکن اگر یہاں کوئی یہودی عورت یہ آ کر کہے کہ میں مرد سے مصافحہ نہیں کروں گی یا یہودی مرد کہے کہ ہماری عورتوں سے مصافحہ نہیں کرنا تو بالکل قانون بدل جائے گا۔ قانون ایک ہونا چاہئے۔ فوراً anti-semitism کا قانون لاگو ہو جاتا ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ جو قانون رکھنا ہے وہ ایک قانون ہونا چاہئے اور وہ یہی ہے کہ انصاف سے ایک دوسرے کو سمجھیں۔ بیشک کسی کو جذباتی ٹھیس نہیں پہنچانی چاہئے۔ پہلے اگر بتایا جاتا ہے کہ یہ ہماری تعلیم ہے اور اُس تعلیم کے مطابق یہ عمل کرتا ہوں تو میرا نہیں خیال کہ کسی کو جذباتی ٹھیس پہنچتی ہو۔ ہاں اگر جذباتی ٹھیس پہنچتی ہے کسی کو وہ انتہائی غلط ہے اور اُس کے لئے ہمیں پہلے سے انتظام کرنا چاہئے اور اگر کسی کو جذباتی ٹھیس پہنچائی ہے تو پھر اُس سے معافی بھی مانگنی چاہئے۔ بہر حال اگر اس وجہ سے بعض عورتوں کو جذباتی ٹھیس پہنچی ہے تو میں اُن سے معذرت کرتا ہوں اور بعض مردوں کو جو احمدی مسلمان نہیں ہیں ہماری کسی احمدی عورت کے ہاتھ نہ ملانے کی وجہ سے جذباتی ٹھیس پہنچی ہے تو میں اِن عورتوں کی طرف سے بھی معذرت کرتا ہوں۔ لیکن ہمیں ایک دوسرے کو ضرور سمجھنا چاہئے۔ اسی طرح ہم دنیا میں امن قائم کر سکتے ہیں۔ اسی طرح امن کی ویسی فضا پیدا ہو سکتی ہے جو ہمیشہ رہنے والی ہو۔ یہ جو عارضی بعض باتیں ہوتی ہیں یہ ایسی نہیں ہوتیں جس کی وجہ سے اِن کو issue بنا لیا جائے۔ بہر حال میں امید رکھتا ہوں کہ اس مسجد بننے کے بعد یہاں کے رہنے والے احمدی اسلام کا صحیح پیغام اس مسجد کے ذریعہ سے پھیلائیں گے۔ جہاں اپنی عبادتوں کا حق ادا کریں گے وہاں اپنے ہمسایوں کا بھی حق ادکریں گے اور پہلے سے بڑھ کر کریں گے۔ عورتوں کا بھی حق ادا کریں گے اور مَردوں کا بھی حق ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ ہماری روایت کے مطابق ہم فنکشن کے آخر میں دعا کرتے ہیں۔ اب مَیں دعا کروں گا جو لوگ احمدی ہیں وہ میرے ساتھ دعا میں شامل ہوں گے، جو احمدی نہیں وہ اپنے طور پر جس طرح چاہیں دعا کر سکتے ہیں۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب سات بجے تک جاری رہا۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

بعدازاں اس تقریب میں شامل ہونے والے تمام مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں کھانا کھایا۔

اس کے بعد سات بجکر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خواتین کی مارکی میں تشریف لے آئے جہاں خواتین نے شرف زیارت پایا اور بچیوں نے

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1952

Aqsa Road Rabwah

0092 47 6212515

28 London Rd, Morden SM4 5BQ

0044 20 3609 4712

گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

....

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کے احاطہ میں اخروٹ کا پودا لگایا۔

اس کے بعد تصاویر کا پروگرام ہوا۔ لوکل مجلس عاملہ اور مقامی جماعت کے دیگر عہدیداران نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

اس دوران بچے ایک طرف ایک قطار میں کھڑے ہو چکے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت بچوں کے پاس تشریف لائے اور سب کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

....

مسجد بیت السلام کی اس افتتاحی تقریب کے بعد سات بجکر پچپن منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس بیت السبوح فرینکفرٹ جانے کے لئے روانہ ہوئے۔ نو بجکر پچاس منٹ پر بیت السبوح میں تشریف آوری ہوئی۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کے ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

مسجد کے افتتاح کی تقریب میں شامل مہمانوں کے تأثرات

آج کی اس تقریب میں شامل ہونے والے بہت سے مہمانوں نے اپنے تاثرات اور دلی جذبات کا اظہار کیا۔ بہت سے مہمانوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب نے ان کے دل پر گہرا اثر چھوڑا ہے اور یہ مہمان اس اثر کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔

☆......ایک مہمان Mr. Wener نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفۃ المسیح کا خطاب نہایت شاندار تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم سب کو ایک دوسرے کی عزت کرنی چاہئے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے چاہئیں۔ خلیفۃ المسیح نے ہمیں مذہب اور کلچر کے فرق کے بارہ میں بھی بڑی وضاحت کے ساتھ بتایا۔

میں نے آج سے پہلے کبھی خلیفۃ المسیح کو نہیں دیکھا تھا۔ میں تو کہوں گا کہ خلیفۃ المسیح کے الفاظ نے میرے دل پر بہت گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ یہ تو واضح ہے کہ خلیفۃ المسیح جن باتوں کی تبلیغ کرتے ہیں ان پر خود بھی عمل پیرا ہیں۔

جہاں تک مرد کا عورت کے ساتھ ہاتھ ملانے والے معاملہ کا تعلق ہے تو میرے نزدیک یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ خلیفۃ المسیح نے اس معاملہ کو نہایت خوبصورتی اور عقلی دلیلوں کے ساتھ بیان کیا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ یہ مسئلہ لوگوں کے بیچ اختلاف ڈالنے کا موجب بنتا ہے۔ میں پیشہ کے اعتبار سے ٹیچر ہوں اور بہت سی مسلمان خواتین میرے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتیں۔ میں اس پر برا نہیں مناتا کیونکہ یہ ان کا حق ہے۔ خلیفۃ المسیح نے بالکل درست فرمایا کہ اس وقت دنیا میں ہاتھ ملانے سے کہیں زیادہ بڑے مسائل موجود ہیں اس لئے ان چھوٹے چھوٹے مسائل پر لڑنا نہیں چاہئے۔

☆......ایک خاتون Mrs. Angela Platz صاحبہ نے کہا؛ مجھے یہ بات بہت پسند آئی کہ خلیفۃ المسیح نے صرف مذہب کے متعلق ہی بات نہیں کی بلکہ معاشرے کے مسائل پر بھی بات کی۔ خلیفۃ المسیح نے بتایا کہ اسلام تو بنی نوع انسان کی خدمت کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔

مجھے خلیفۃ المسیح کی یہ بات بھی بہت اچھی لگی کہ آپ نے دوسرے مہمانوں کی باتوں کو بھی Quote کیا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خلیفۃ المسیح کی شخصیت میں عاجزی ہے اور آپ دوسروں کو بھی سنتے ہیں۔ آپ سوالوں اور تنقید سے بھاگتے نہیں بلکہ آگے بڑھ کر ان سوالوں اور تنقید کا جواب دیتے ہیں۔

موصوفہ نے کہا: آج میں یہاں آنے سے پہلے کافی خوفزدہ تھی اور جب تک خلیفۃ المسیح سٹیج پر نہیں آئے اور اپنی تقریر نہیں شروع کی اس وقت تک میں خوف سے کانپ رہی تھی۔ لیکن جونہی خلیفۃ المسیح نے اپنی بات شروع کی میرا خوف جاتا رہا اور میرا دل پگھل گیا۔ مجھے اندازہ ہوا کہ خلیفۃ المسیح کوئی ایسی شخصیت نہیں ہیں جن سے ڈرا جائے اور نہ ہی اسلام کوئی ایسا مذہب ہے کہ جس سے ڈرا جائے۔

☆......ایک مہمان خاتون Mrs. Goebel صاحبہ نے کہا: آج میں نے خلیفۃ المسیح کے خطاب سے اسلام کے بارہ میں بہت کچھ سیکھا ہے۔ اسلام کے بارہ میں یہ باتیں میرے لئے باعث حیرت تھیں۔ خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ امن کے قیام کی کنجی اسی بات میں ہے کہ آپ کی توجہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف ہو نہ کہ اپنے حقوق کے مطالبہ کی طرف اور یہی اسلامی تعلیم ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک قابل تقلید تعلیم ہے۔

مجھے خلیفۃ المسیح کی یہ بات بھی بہت اچھی لگی کہ انہوں نے فرمایا کہ یہاں پر موجود مسلمانوں کو جرمن زبان سیکھنی چاہئے۔ اکثر مسلمان مذہبی لیڈرز یہ باتیں نہیں کہتے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ خلیفۃ المسیح Integration کرنے میں سنجیدہ ہیں۔ خلیفۃ المسیح کا یہ فرمانا بھی تسلی کا باعث تھا کہ مسلمانوں کو اس قوم کی ترقی کے لئے کام کرنا چاہئے جس میں وہ رہتے ہیں اور اس ملک سے وفاداری کرنا اسلام کا حصہ ہے۔

جہاں تک عورت کا مرد سے ہاتھ ملانے کا تعلق ہے تو اس بارے میں میں کہنا چاہتی ہوں کہ چند سال قبل میں روس گئی جہاں بعض مقامی لوگوں نے جو مسلمان بھی نہیں تھے میرے ساتھ ہاتھ نہیں ملایا۔ پہلے تو مجھے بڑا املال محسوس ہوا لیکن بعدازاں مجھے پتہ چلا کہ یہ ان لوگوں کے رسم و رواج ہیں ورنہ یہ لوگ دوسروں کے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح نے بھی یہی فرمایا کہ وہ عورتوں کے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتے لیکن جہاں کہیں عورت کو تحفظ کی ضرورت ہوگی وہ عورت کی حفاظت کرنے والوں میں سب سے آگے ہوں گے۔ میرے خیال میں اس قسم کے مسائل صرف تفرقہ ہی ڈالتے ہیں۔ اس لئے ان مسائل کو کھول کر بیان کرنا چاہئے اور خلیفۃ المسیح نے یہ مسائل نہایت وضاحت اور عقلی دلائل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔

☆......ایک اور جرمن مہمان نے کہا: مجھے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ خلیفۃ المسیح نے عورت اور مرد کے ہاتھ ملانے والے معاملہ کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔ آپ کا خطاب سننا میرے لئے باعث عزت تھا۔ خلیفۃ المسیح کے دلائل کو رد نہیں کیا جاسکتا۔

یہ ہمارے معاشرے کے لئے کوئی عام بات نہیں کہ مسلمان مرد عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے لیکن خلیفۃ المسیح نے بالکل درست فرمایا ہے کہ ایک امن پسند اور Tolerant معاشرہ میں ہمیں ایک دوسرے کے عقائد کا خیال رکھنا چاہئے۔

☆......ایک مہمان Sebastian Koch صاحب نے کہا: آج میں نے دیکھا کہ اسلام دوسروں کو برداشت کرنے والا اور انہیں خوش آمدید کہنے والا مذہب ہے۔ اسلام تنگ ذہنی کا مذہب نہیں بلکہ ایک کھلا مذہب ہے۔ آپ کے خلیفہ نے نہایت زبردست خطاب کیا۔ میں نے دیکھا کہ خلیفۃ المسیح ہمارے ساتھ عزت سے پیش آئے اور باوجود اس کے کہ ہم مسلمان نہیں ہمیں بطور ایک انسان کے اہمیت دیتے ہیں۔

آپ نے بڑی کھلی باتیں کی ہیں مگر نہایت پیار اور محبت کے ساتھ۔ خلیفۃ المسیح نے بالکل درست کہا کہ مذہب اور کلچر کے درمیان فرق ہے۔ پہلے میں مسلمانوں سے اتفاق نہیں کرتا تھا کہ وہ مخالف جنس کے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتے لیکن اب میں خلیفۃ المسیح سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ مسلمانوں کا حق ہے۔ میں خلیفۃ المسیح کی اس بات سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ عورتوں کو زبردستی ہاتھ ملانے پر مجبور نہیں کرنا چاہئے۔

خلیفۃ المسیح کی تقریر کا مرکزی نقطہ یہی تھا کہ ہمیں چھوٹی چھوٹی باتوں کو بنیاد بنا کر تفرقہ نہیں ڈالنا چاہئے اور میں خلیفۃ المسیح کی اس بات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں۔

☆......ایک خاتون مہمان Mrs. Iris Van Der Meer صاحبہ نے کہا: میں خلیفۃ المسیح کے خطاب سے نہایت متاثر ہوئی ہوں۔ خلیفۃ المسیح کی باتیں حکمت کی باتیں تھیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خلیفۃ المسیح ایک روحانی شخصیت ہیں۔ آجکل کے اس دور میں خلیفۃ المسیح جتنا عظیم لیڈر عام لوگوں کے ساتھ مل جل کر نہیں بیٹھتا۔ اس لئے میں خلیفۃ المسیح سے بہت متاثر ہوئی ہوں۔

☆......ایک مہمان Thomas Genke صاحب نے عورت اور مرد کے ہاتھ نہ ملانے پر اپنے ایڈریس میں کافی تنقید کی تھی۔ موصوف نے جب حضور انور کا خطاب سنا تو کہنے لگے: خلیفۃ المسیح نے میری تنقید کے جواب میں جو نکات بیان فرمائے ہیں میں ان کو سراہتا ہوں۔ خلیفۃ المسیح نے بڑی وضاحت اور حوصلہ کے ساتھ میری باتوں کا جواب دیا اور اپنے عقیدہ کا دفاع کیا۔ میں بہت خوش ہوں کہ خلیفۃ المسیح نے میری باتوں کو نظرانداز نہیں کیا بلکہ عقلی دلائل کے ساتھ جواب دیا۔

☆......ایک خاتون Mrs. Espeloer صاحبہ Mr. Genke صاحب کے ساتھ آئی تھیں جنہوں نے عورت اور مرد کے مصافحہ کرنے کا مسئلہ اٹھایا تھا۔ موصوفہ نے کہا: مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ خلیفۃ المسیح نے Mr. Genke کی طرف سے اٹھائے گئے تمام سوالات کا جواب دیا۔ گزشتہ سال مجھے جب دعوت نامہ دیا گیا تو اس پر لکھا ہوا تھا کہ احمدی مرد عورتوں کے ساتھ ہاتھ نہیں ملائیں گے۔ یہ پڑھ کر مجھے شدید دکھ ہوا تھا۔ لیکن آج جس طرح خلیفۃ المسیح نے ہاتھ ملانے کے حوالہ سے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے مجھے خط بھجوانے سے پہلے بتا دیتے تو مجھے اسی وقت سمجھ آجاتی۔ گوکہ میرا ماننا ہے کہ عورت مرد کے ساتھ ہاتھ ملاسکتے ہیں لیکن خلیفۃ المسیح کے خطاب نے میرا یہ نظریہ تبدیل کر دیا ہے کہ ہمیں اپنے رسوم و رواج دوسروں پر زبردستی نہیں ٹھونسنے چاہئیں اور دوسروں کے عقائد اور نظریات کا خیال رکھنا چاہئے۔

☆......ایک مہمان Mr. Rudolfremishc صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفۃ المسیح کے خطاب نے مجھ پر بہت گہرا اثر چھوڑا ہے۔ میں خلیفہ کی تقریر کے ہر لفظ سے سوفیصد اتفاق کرتا ہوں۔ آج مجھے سمجھ آئی ہے کہ حقیقی Integration کیا ہوتی ہے۔ حقیقی Integration یہی ہے کہ دوسروں کے حقوق ادا کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر امن کے ساتھ رہیں اور یہی اسلام کی بنیادی تعلیم ہے۔

☆......ایک مہمان Mrs. Lidaaremisch صاحبہ نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا: خلیفۃ المسیح کا خطاب نہایت ہی شاندار تھا۔ میں نے ہمسایوں کے حوالہ سے ایسی زبردست تعلیم پہلے کبھی نہیں سنی۔ اگر ہر ایک اپنے ہمسائے کے حقوق ادا کرنا شروع کر دے جیسا کہ خلیفۃ المسیح نے فرمایا تو یہ دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی۔

خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے کی بجائے دوسروں کے حقوق ادا کرو۔ یقیناً یہی امن کی مکمل تعریف ہوسکتی ہے۔

مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ خلیفۃ المسیح نے ہاتھ ملانے کے حوالہ سے بھی بات کی۔ ضروری نہیں کہ اس کمرہ میں موجود ہر شخص نے خلیفۃ المسیح کی باتوں سے اتفاق کیا ہو لیکن میں مکمل طور پر خلیفۃ المسیح کی باتوں سے اتفاق کرتی ہوں۔ ہمیں دوسروں کی خوبیوں کو سراہنا چاہئے۔ یہی بات میں نے آج خلیفۃ المسیح سے سیکھی ہے کہ Integration کے لئے دونوں طرف سے مفاہمت کا ہونا ضروری امر ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ مسلمان سور کا گوشت نہیں کھاتے۔ اس لئے اگر میں مسلمانوں کو اپنے گھر مدعو کروں گی تو ان کے لئے کوئی اور گوشت بناؤں گی۔ یہ تو بنیادی سی بات ہے۔ اسی طرح اگر مسلمان مرد میرے ساتھ ہاتھ ملانا نہیں چاہتے تو میں کیوں زبردستی انہیں ہاتھ ملانے پر مجبور کروں۔

☆......ایک مہمان Ulrich Thor صاحب نے کہا: میں مسجد کا قریب ترین ہمسایہ ہوں اس لئے میں اسلام میں ہمسایوں کے حقوق کے حوالہ سے جان کر بہت خوش ہوا ہوں اور اب مجھے اس مسجد کے حوالہ سے کسی قسم کے کوئی خدشات نہیں ہیں۔ اب میں اس احساس کے ساتھ واپس گھر جاؤں گا کہ مجھے مسجد سے کوئی خطرہ نہیں ہے اور مجھے خوشی ہے کہ یہاں مسجد تعمیر ہوئی ہے۔

مجھے آج پتہ چلا ہے کہ آج اس دنیا میں موجود مسائل مسلمانوں یا اسلام کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ بعض شدت پسندوں کی وجہ سے ہیں جو ہمیں نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اور ان کا تعلق مذہب کے ساتھ نہیں ہے۔

☆...... پروٹسٹنٹ چرچ کے پادری Paul Gerhard Zywitz صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خدا کی عبادت اور ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے کی تعلیم سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔

☆...... Anke Weidendahl کا تعلق بچوں اور نوجوانوں کے امور کے بارہ میں قائم شدہ ادارے سے ہے۔ موصوفہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: خلیفۃ المسیح اور جماعت کے افراد کے مابین ایک قربت ہے جو واضح نظر آتی ہے۔ خلیفۃ المسیح نے ایک چھوٹی سی جماعت کے لئے اپنا وقت نکالا حالانکہ جماعت کی تعداد کروڑوں میں ہے۔ اگر کسی چھوٹے سے گرجا کا افتتاح ہو تو پوپ کبھی وہاں نہیں آئے گا۔ لیکن آج خلیفۃ المسیح ایک ایسی جماعت میں تشریف لائے جس کی کل تعداد صرف 110 ہے۔

☆......Mrs. Schroter صاحبہ کا تعلق بھی بچوں اور نوجوانوں کے ایک ادارے سے ہے۔ موصوفہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مجھے یہ بات بہت پسند آئی ہے کہ خلیفۃ المسیح نے فی البدیہہ تقریر کی ہے اور مختلف مضامین کے متعلق خوب روشنی ڈالی ہے۔ حضور نے اپنی تقریر میں جو جوابات دیئے ان کا مقصد اگلے بندے کا منہ بند کرنا نہیں تھا بلکہ دوسروں کو پُرحکمت دلائل سے قائل کرنا تھا۔

خلیفۃ المسیح ایک باپ کی طرح معلوم ہوتے ہیں۔ آپ نے حساس ترین مسائل کے بارہ میں بات کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ آپ نے لوگوں کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے اتنی بڑی شخصیت ہونے کے باوجود عام لوگوں سے معذرت کی۔

(باقی آئندہ)

بقیہ رپورٹ دورۂ کینیڈا 2016ء
.........................از صفحہ نمبر 20

(6) عزیزہ دانیہ چوہدری دورانیہ دو سال چھ ماہ، (7) عزیزہ شفاء اشفاق دورانیہ دو سال دس ماہ، (8) عزیزہ باسمہ گھمن دورانیہ دو سال دس ماہ، (9) عزیزہ باسمہ ساجد دورانیہ دو سال، (10) عزیزہ آنوش ساجد دورانیہ دو سال چار ماہ، (11) عزیزہ رامین طاہر دورانیہ دو سال، (12) عزیزہ ضحیٰ باجوہ دورانیہ دو سال دس ماہ، (13) عزیزہ دانیہ ناصر دو سال آٹھ ماہ۔

☆ جماعتی انتظامات کے تحت عائشہ اکیڈمی کینیڈا سے عزیزہ یاسلہ احمد نور مبشرہ نے ڈپلومہ حاصل کیا۔ دورانیہ 3 سال۔

بعد ازاں حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بارہ بج کر بیس منٹ پر لجنہ سے خطاب فرمایا:

....

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ کا لجنہ سے خطاب

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

دنیا میں جوں جوں نئی ایجادات اور میڈیا اور تعلیم میں اضافہ ہو رہا ہے اس کی وجہ سے آپس میں ایک علاقے اور ملک کے لوگوں کو دوسرے علاقے اور ملک کے بارے میں زیادہ سے زیادہ پتا چل رہا ہے۔ ایک ملک کا واقعہ منٹوں میں دوسرے دور دراز کے ملکوں میں رہنے والوں کو پتا چل جاتا ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں کے رہن سہن اور ترجیحات کو کم ترقی یافتہ یا ترقی پذیر ملکوں میں رہنے والوں کی اکثریت دیکھ اور سن سکتی ہے۔ جہاں اس کے فوائد ہیں وہاں اس کے بعض نقصانات بھی سامنے آ رہے ہیں۔ کم وسائل والے لوگوں میں بے چینیاں اور احساس کمتری پیدا ہو رہا ہے۔ مذہب اور اس کی تعلیمات کو بوجھ سمجھا جانے لگا ہے۔ آزادی کے نام پر مذہبی اور اخلاقی زوال کو قانونی تحفظ دیا جانے لگا ہے۔ ایسی باتیں جن کو مذہبی تاریخ نے قوموں کی تباہی کی وجہ بتایا انہیں آزاد اور ترقی یافتہ معاشرے کا طرّۂ امتیاز بتایا جاتا ہے اور ان کی خوبی بتائی جاتی ہے۔ بچوں کو ایسی تعلیم دی جاتی ہے جس سے چھوٹی عمر کے بچوں کا کوئی واسطہ اور تعلق ہی نہیں ہے بلکہ بعضوں کو سمجھ بھی نہیں آتی کہ ہمیں کہا کیا جا رہا ہے اور بعض بچے اس بات کا اظہار بھی کر دیتے ہیں۔ فحاشی کو ترقی یافتہ ہونے کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ قدم قدم پر شیطان کے اس اعلان کا اظہار نظر آتا ہے جو اس نے اللہ تعالیٰ کو کہا تھا کہ اے خدا تُو نے مجھے راندۂ درگاہ کیا ہے، تُو نے آدم کو مجھ پر فوقیت دی ہے تو میں اب آدم کے ہر راستہ پر کھڑا ہو کر تیرے حکموں کے خلاف اسے بھڑکاؤں گا۔ دین سے ہٹاؤں گا اور اکثریت انسانوں کی جن میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی شامل ہیں میری پیروی کریں گی۔ یہ شیطان نے اعلان کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جواباً یہی فرمایا کہ ٹھیک ہے تُو اپنا کام کر لیکن میں تیرے پیچھے چلنے والوں سے جہنم کو بھروں گا۔ جو تیری پیروی کریں گے وہ جہنم میں جائیں گے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں زبردستی انہیں تیری گود میں گرنے سے روکوں گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس آجکل دنیا کی جو نئی سے نئی ترقی ہے اس کے ساتھ آزادی کے نام پر مذہب سے دوری شیطانی کام ہے جس میں انسان روز بروز گرتا چلا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کو بھول رہا ہے اور دنیا کی چمک دمک غالب آ رہی ہے لیکن ساتھ ہی ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جب بھی زمانے میں دنیاوی ہوا و ہوس نے غلبہ پایا، انسان شیطان کی گود میں بے انتہا گرنا شروع ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادے اور انبیاء بھیجے جو انسان کو آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کے لئے بھرپور کوشش کرتے ہیں۔ جب بھی ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ کے حالات پیدا ہوئے، دنیا میں ہر جگہ خشکی اور تری میں اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف عمل نظر آنے لگے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ کے فرستادے اور نبی مبعوث ہوئے۔ یہ مذہب کی تاریخ ہے اور اس کے نظارے ہر قوم نے دیکھے۔ پس کیا اب اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لئے اپنی رحمت کے جذبے کو ختم کر دیا؟ کیا اللہ تعالیٰ کا رحم صرف سابقہ قوموں کے لئے تھا؟ کیا خدا تعالیٰ نے نعوذ باللہ شیطان سے ہار مان لی ہے کہ تم جو چاہو کرو؟ میں نے انسان کو پیدا تو کر دیا ہے، اسے اچھے برے کی تمیز بھی دے دی لیکن اب میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تمہارے ہاتھ مجبور ہو گیا ہوں۔ نہیں! اللہ تعالیٰ نہ پہلے کبھی اپنی صفات اور طاقتوں سے محروم ہوا نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ اس نے بیشک انسان کو یہ آزادی تو دی کہ تمہارے عملوں کو میں پابند نہیں کرتا لیکن برائیوں سے بچانے کے لئے میں رہنمائی کرتا رہوں گا جو برائیوں سے بچیں گے اور نیکیوں کو اختیار کریں گے انہیں میں جنت کی نعمتوں سے نوازوں گا۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس کے حکموں پر چلنے سے اس دنیا میں بھی جنت کے سامان ہوں گے اور اخروی زندگی میں بھی جنت کے سامان ہوں گے اور جو اس سے دور جائیں گے وہ جہنم کا ٹھکانہ پائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ جب دنیا میں فساد کی حالت دیکھتا ہے۔ مذہبی کہلانے والوں کو بھی دین کو دنیاوی خواہشات پوری کرنے کا ذریعہ بنا کر فساد پیدا کرتے ہوئے دیکھتا ہے (جیسا کہ آجکل دنیا میں ہم دیکھتے ہیں بہت ساری تنظیمیں اور علماء یہی کام کر رہی ہیں) اور دنیاوی لوگوں کو بھی بے انتہا گراوٹوں میں گر کر فساد میں مبتلا دیکھتا ہے تو اس کی رحمت جوش میں آتی ہے اور پھر يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ کا نظارہ دکھاتا ہے۔ زمین کو اس کی موت کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ زمین میں بسنے والوں پر وہ پانی اتارتا ہے جو روحانی مردوں کی زندگی کا باعث بنتا ہے۔ تعلیمی ترقی اور نئی ایجادات نے جہاں انسانوں کے ذہنوں کو روشن کیا ہے وہاں اکثریت کو روحانی طور پر مردہ کر دیا ہے۔ حتی کہ مسلمان بھی باوجود کامل تعلیم کے غلط قسم کے علماء کے پیچھے چل کر روحانی طور پر مردہ ہو چکے ہیں۔ لیکن یہ ہونا تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر ہمیں پہلے ہی یہ بتا دیا تھا۔ لیکن ساتھ ہی یہ خوشخبری بھی دے دی تھی کہ اس فساد کے زمانے میں، روحانی زوال کے زمانے میں، دنیاوی خواہشات کے بڑھنے کے زمانے میں، اسلامی تعلیمات کو بھلانے کے زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام دنیا کی رہنمائی کے لئے آئے گا اور احیائے موتیٰ کا ذریعہ بنے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرستادے اور مسیح موعود اور مہدی معہود کو مان لیا اور اس کی بیعت میں شامل ہو کر یہ اعلان کیا کہ ہم شیطان کے ہر حملے کو اس پر اللہ تعالیٰ کی مدد سے الٹا دیں گے۔ اس کے ہر بہکاوے پر اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے بچنے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے۔ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ پس آپ اس بات پر اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے۔ لیکن یہ شکرگزاری صرف منہ کے اعلان سے ہی مقصد پورا نہیں کر سکتی کہ الحمدللہ ہم اللہ کے شکرگزار ہیں کہ ہم احمدی ہو گئے۔ اس کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور احمدی عورت اور لڑکی کی سب سے بڑھ کر یہ ذمہ داری ہے۔ کیونکہ اس نے صرف اپنے آپ کو ہی شیطان کے حملوں سے نہیں بچانا بلکہ اپنی نسلوں کو بھی ان حملوں سے بچانا ہے۔ عورت ہے جس کی کوکھ سے بچہ جنم لیتا ہے۔ عورت ہے جس کی گود میں بچہ پلتا ہے، بڑھتا ہے۔ عورت ہے جو اپنے بچہ کو باہر کے ماحول سے متاثر ہونے سے پہلے اپنے بچے کی اس نہج پر تربیت کر سکتی ہے کہ اسے پتا چل جائے کہ برائی کیا ہے اور اچھائی کیا ہے۔ ایک حقیقی احمدی مسلمان عورت اپنے بچے کو بتاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے کے علاوہ اسلام کے اعلیٰ اخلاق کے معیار کیا ہیں۔ ایک احمدی عورت ہے جو اپنے بچہ کو بتا سکتی ہے، اس کے کان میں بچپن سے ڈال سکتی ہے کہ تمہارے احمدی مسلمان ہونے کا مقصد کیا ہے۔ اس موجودہ بگڑے ہوئے معاشرے میں یہ تربیت کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ ہر احمدی عورت کے لئے ہر احمدی ماں کے لئے ساتھ ہی بہت بڑی ذمہ داری بھی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس وقت آپ میں سے اکثریت جو میرے سامنے بیٹھی ہیں وہ اس لئے یہاں آئی ہیں کہ ان کے اپنے ملکوں میں ان کو مذہب کی آزادی سے محروم کیا گیا۔ یہاں بعض ایسی بھی ہیں جو معاشی بہتری کے لئے آئی ہیں یا پھر بعض دوسرے ظلموں کا نشانہ بنی ہیں۔ جو تو مذہبی مظالم کی وجہ سے آئے ہیں، عورتیں ہوں یا مرد، وہ تو کبھی یہ سوچ نہیں سکتے اور میں امید رکھتا ہوں کبھی یہ سوچ ہو گی بھی نہیں کہ ترقی یافتہ ملکوں میں آ کر مذہب کو ثانوی حیثیت دے دیں۔ مذہب ان کے لئے ثانوی حیثیت اختیار کر جائے۔ بلکہ وہ، مرد ہوں یا عورتیں، جو مذہبی وجوہات کی وجہ سے نہیں آئے وہ بھی اِلَّا ماشاء اللہ نہیں سوچ سکتے کہ مذہب کو پیچھے پھینک دیں۔ گویا اعتقادی رنگ میں کوئی حقیقی احمدی خواہ وہ عورت ہے یا مرد اپنے مذہب کو دوسری چیزوں پر ترجیح نہیں دے گا لیکن عملی طور پر اگر جائزہ لیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ باوجود دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے عہد کے بڑی تعداد اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے والی نہیں ہے اور اگر عورتوں کے عمل اس تعلیم کے مطابق نہیں تو بچے بھی پھر وہی نمونے قائم کریں گے۔ وہ مائیں جو بچپن سے اپنے نمونے بچوں کے سامنے رکھتی ہیں اور بچوں کے معاملات میں حکمت سے نظر رکھنے والی ہیں ان کے بچے ہر اچھی بری بات گھر آ کر اپنی ماؤں سے شیئر کرتے ہیں، انہیں بتاتے ہیں اور مائیں پھر حکمت سے جواب بھی دیتی ہیں۔ ایسی ماؤں کے بچے پھر ماحول کے اثر میں نہیں آتے اور جوانی میں بھی ماحول کی برائیوں سے بچنے والے ہوتے ہیں لیکن جو مائیں بچوں کے معاملات میں شروع بچپن سے ہی دلچسپی نہیں لیتیں وہ سمجھتی ہیں ان کے کھیلنے کودنے کی عمر ہے۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے سیکھ رہا ہو گا۔ ضرورت سے زیادہ حسن ظنی رکھتی ہیں یا بے توجہگی کرتی ہیں یا پھر سختی بھی کرتی ہیں۔ پھر اگر یہ بچے کوئی بات کریں تو صرف معمولی سختی نہیں کرتیں بلکہ بغیر دلیل کے سختی سے ان کے منہ بند کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ پھر وہ بچے ماؤں کو اپنی باتیں بتانا بند کر دیتے ہیں اور جب تیرہ چودہ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو پھر گھر سے زیادہ باہر کا ماحول ان کو اچھا لگتا ہے۔ دین سے زیادہ دنیا ان کی نظر میں اچھی ہوتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں باپوں کو اس تربیت کی ذمہ داری سے بری الذمہ نہیں کرتا یقیناً باپ بھی ذمہ دار ہیں۔ بعض دفعہ ماؤں کی تربیت کے باوجود باپوں کے عمل کو دیکھ کر بچے بگڑتے ہیں۔ پس باپوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے اور ان کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ انہوں نے اس ذمہ داری کا حق ادا کرنا ہے۔ لیکن زیادہ وقت بچے ماؤں کے پاس رہتے ہیں اس لئے اسلام ماؤں پر ذمہ داری ڈالتا ہے کہ وہ بچوں کی تربیت کا حق ادا کریں۔ بچوں کی تربیت کی ذمہ داری جیسا کہ میں نے کہا کہ کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے اور اس بگڑے ہوئے معاشرے میں جہاں ہر قدم پر شیطان نے دنیاوی ترقی کے نام پر اپنی طرف کھینچنے کے سامان کئے ہوئے ہیں اور پھر جب بچے اپنے ساتھ کے غیر بچوں کو بعض کام کرتے دیکھتے ہیں۔ خاص طور پر جب بارہ تیرہ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو ان میں بے چینیاں پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہیں۔ پس یہ تربیت جو ماں کرتی ہے اور جس محنت سے اس طرف توجہ دیتی ہے یہ جہاد سے کم نہیں ہے۔ تبھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کے سوال کرنے پر کہ ہم جہاد پر تو جا نہیں سکتیں کیا گھروں کو سنبھالنے اور بچوں کی تربیت کرنے پر جہاد جیسا ثواب کمائیں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً یہ تمہارا جہاد ہے اور اس کا ثواب تمہیں جہاد جتنا ہے۔ دیکھیں بچوں کی تربیت کا کتنا مقام ہے اور کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اس مقام کا احساس دلایا ہے۔ عورت ہی ہے جو بچوں کی تربیت کر کے قوم کی بنیادیں مضبوط کرتی ہے یا کر سکتی ہے۔ جو قومیں بچوں کی تربیت پر توجہ نہیں دیتیں وہ زوال پذیر ہو جاتی ہیں۔ اخبار ہر سال یہ تجزیہ پیش کرتے ہیں کہ مذہبی لحاظ سے مثلاً عیسائی ممالک میں ایک بڑی تعداد ہر سال عیسائیت سے لاتعلق ہو رہی ہے، اسے چھوڑ رہی ہے بلکہ خدا تعالیٰ پر یقین ہی ختم ہو رہا ہے۔ عیسائیت میں وہ باتیں جو بائبل میں برائیاں اور بداخلاقیاں لکھی گئی ہیں آج ان کو تبدیل کیا جا رہا ہے۔ حتی کہ بعض پادری بھی یہ بیان دے دیتے ہیں کہ فلاں فلاں برائی اب کوئی برائی نہیں رہی کیونکہ لوگ اس کو پسند کرتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ لوگوں کی مخالفت کا سامنا نہیں کر سکتے۔ ملکی قوانین جمہوریت اور آزادی کے نام پر اللہ تعالیٰ کے قوانین میں تبدیلیاں پیدا کر رہے ہیں۔ اس لئے کہ لوگ مذہب کی اقدار اور تعلیم کو بھلا رہے ہیں اور اس سے لاتعلق ہو رہے ہیں، اس لئے کہ ترقی یافتہ ممالک میں ماؤں نے اپنے بچوں کی مذہبی اور اخلاقی تعلیم پر توجہ نہیں دی۔ ماں بھی گھر سے باہر ہے اور باپ بھی گھر سے باہر ہے۔ نتیجتاً بچے کے لئے گھر میں نہ گھریلو ماحول ہے نہ دینی ماحول ہے۔ مسلمانوں میں بگاڑ کی بھی ایک بڑی وجہ یہی ہے کہ مسلمان عورتوں کی اکثریت دینی علم سے بے بہرہ ہے۔ ان کو علم ہی نہیں ہے۔ ان سب میں یہ بگاڑ پیدا ہونا بھی تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے علاوہ کسی مذہب کو ہمیشہ کے لئے اپنی تعلیم پر قائم رہنے کے لئے نہیں بھیجا اور اسلام کو جو تا قیامت قائم رہنے کے لئے بھیجا اور شریعت مکمل کر کے بھیجا تو اس کے لئے یہ سامان بھی کر دیئے کہ اس فساد کے زمانہ میں مسیح موعود اور مہدی معہود کو بھیجا جنہوں نے عورتوں اور مردوں دونوں کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی ہے اور بتایا کہ اپنی ذمہ داریوں کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اپنی بچیوں کی ایسی دینی تربیت کرو کہ آئندہ نسل کی مائیں اپنے بچوں کے ذہنوں میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے حکم کو بٹھاتی چلی جائیں اور اپنے لڑکوں کی ایسی تربیت کرو کہ آئندہ بننے والے باپ دین کی حقیقی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہوں اور یوں اپنے بچوں کے لئے بہترین نمونہ بنیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہر احمدی عورت کو اور لڑکی کو اس اہم ذمہ داری کو سمجھنے کی ضرورت ہے تاکہ ہماری نسلوں کی ترجیحات کبھی دنیا نہ ہو بلکہ دین ہو۔ آج ہم اپنے آپ کو پڑھا لکھا تو سمجھتے ہیں لیکن ایمان کی وہ حالت نہیں ہے جو ہونی چاہئے۔ عورتوں کی اکثریت بچوں کی دنیاوی تعلیم اور تربیت پر تو توجہ دیتی ہے، ان کے لئے بڑی فکر کا بھی اظہار کرتی ہے لیکن دینی

تعلیم و تربیت پر نہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت اپنا بیمار بچہ لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئی اور کہا کہ ڈاکٹروں نے تو اسے لاعلاج قرار دے دیا ہے۔ نیز یہ بھی کہا کہ میں تو مسلمان ہوں، میرا یہ بچہ بھی مسلمان پیدا ہوا ہے لیکن اب یہ عیسائیت کے زیر اثر عیسائی ہو گیا ہے۔ آپ ایک تو اس بیماری کا علاج کریں لیکن جو بات بڑی اصرار سے اس اَن پڑھ غریب عورت نے کہی وہ یہ تھی کہ آپ ایک دفعہ اس سے کلمہ پڑھوا دیں پھر بیشک یہ مر جائے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس لڑکے کو بیماری کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس بھیجا کہ اس کا علاج کریں اور ساتھ ہی کچھ تبلیغ بھی کریں۔ زبردستی تو کسی کو مسلمان بنایا نہیں جا سکتا۔ تبلیغ کریں اس کے دل میں بات بیٹھ جائے تو ہو سکتا ہے وہ دوبارہ مسلمان ہو جائے لیکن وہ لڑکا بھی بڑا پکا تھا عیسائیت میں۔ وہ کلمہ پڑھنے سے بچنے کی خاطر ایک رات چپکے سے علاج چھوڑ کے قادیان سے بھاگ گیا۔ رات کو ہی اس کی ماں کو بھی پتا چل گیا۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے دوڑی اور بٹالے کے نزدیک جا کے اسے پکڑ کر واپس لے آئی۔ ماں کا دینی علم تو اتنا نہیں تھا لیکن اللہ پر یقین تھا اس لئے دعا ضرور کرتی تھی۔ آخر خدا نے اس کی ماں کی دعا کو سنا اور اس کا بیٹا ایمان لے آیا۔ بعد میں گو وہ جلد فوت بھی ہو گیا مگر اس ماں نے کہا کہ اب میرے دل کو ٹھنڈ پڑ گئی ہے۔ موت سے پہلے اس نے کلمہ تو پڑھ لیا اور دل سے پڑھا، زبردستی نہیں پڑھایا گیا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ ہوتی ہے صحیح تربیت۔ اور یہ ہوتی ہے وہ روح جو اسلام عورت میں پھونکنا چاہتا ہے۔ پس اس قسم کی عورتیں جو اپنے بچوں کو نیک اور تربیت یافتہ دیکھنا چاہتی ہیں وہ صرف اپنا فائدہ نہیں کر رہی ہوتیں، اپنی اور اپنے بچوں کی دنیا و عاقبت نہیں سنوار رہی ہوتیں بلکہ قوم کو اور جماعت کو بھی فائدہ پہنچا رہی ہوتی ہیں۔ بہت سے واقفین نو بچے ماؤں کی گودوں میں ہیں۔ ان کی تربیت کرنا ماؤں کا فرض ہے۔ بہت سارے بچے بڑے ہو کر اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے۔ کہلانے والے وقف نو ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں ہم وقف نہیں کرنا چاہتے۔ اگر شروع میں دینی تربیت ہوتی تو کبھی یہ سوچ ان بچوں میں پیدا نہ ہوتی جن کی ماؤں نے بڑی دعاؤں کے ساتھ اپنے بچوں کو وقف کیا تھا۔ پس اس کے لئے محنت بھی کرنی پڑتی ہے۔ صرف ایک وعدہ کر دینا کافی نہیں ہے۔ دنیاوی لحاظ سے بھی اور دینی لحاظ سے بھی ہر وہ شخص جو دنیا میں ایک مقام حاصل کرتا ہے اس میں اس کی ماں کا حصہ ہوتا ہے۔ دنیاوی سوچ رکھنے والی مائیں یا عام مائیں تو کہہ سکتی ہیں کہ اگر ہم اپنے بچوں کی تربیت میں لگی رہیں تو ہم اپنی پڑھائی سے کس طرح اونچا مقام حاصل کریں گی؟ ہم نے بہت ساری ڈگریاں بھی لی ہیں، سرٹیفکیٹ بھی لئے ہیں، میڈل بھی لئے ہیں۔ یہ مقام ہمیں کس طرح ملیں گے؟ لیکن اسلام کہتا ہے کہ تم اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو کر دینی تعلیم میں اپنے آپ کو انتہائی رنگ میں بڑھا کر جب اپنے بچے کی صحیح پرورش اور تربیت کرتی ہو اور تمہارا بچہ اپنی پیشہ وارانہ مہارت دکھا کر ایک مقام حاصل کرتا ہے اور اچھا سائنسدان بنتا ہے، اچھا ریسرچ سکالر بنتا ہے، اچھا وکیل بن کر دکھی انسانیت کی خدمت کرتا ہے، اچھا ڈاکٹر بن کر انسانوں کی صحت کے سامان کرتا ہے۔ اچھا لیڈر اور سیاستدان بن کر اور اس میں مقام حاصل کر کے دنیا میں امن قائم کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی نیکیوں کے ثواب میں اس کی ماں بھی شامل ہو گی۔ ایک مؤمن ماں اپنے بچے کے لئے اس دنیا میں بھی اور اخروی زندگی میں بھی جنت بنا رہی ہوتی ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ نے جنت بنانے کا مقام دے دیا اس کے اپنے لئے کتنے بڑے بڑے اجر اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ سوچ ہونی چاہئے کہ ہم نے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ ہماری تعلیم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بن جائے۔ ہمارا علم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کا ذریعہ بن جائے۔ پس دنیا دار ماں اور مومن ماں کی سوچ میں بڑا فرق ہے۔ بعض لڑکیاں اچھے رشتے صرف اس لئے گنوا دیتی ہیں کہ ہم نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی ہے۔ بیشک اعلیٰ تعلیم اچھی چیز ہے لیکن میں نے دیکھا ہے بعض بہت اچھی پڑھی لکھی احمدی لڑکیاں ڈاکٹر بھی ہیں اور دوسرے اعلیٰ مقام پر پہنچی ہوئی ہیں لیکن جب ان کے رشتے اچھے آئے، ان کی شادیاں ہوئیں تو انکار نہیں کیا۔ شادیاں ہو گئیں اس کے بعد خاوند کے ساتھ ایسی اچھی understanding بھی ہو گئی کہ جب بچے تربیت کے وقت سے نکل گئے تو دوبارہ انہوں نے اپنی پڑھائی کو جاری کیا اور پھر اپنی اس مہارت کو مزید بڑھانے کا شوق بھی پورا کر لیا۔ بیشک اعلیٰ تعلیم بڑی اچھی چیز ہے لیکن اس سے بھی اعلیٰ بات یہ ہے کہ احمدی بچوں کی دینی لحاظ سے بھی اور دنیاوی لحاظ سے بھی ایک فوج تیار ہو جو اس بگڑے ہوئے زمانے میں اپنی نسلوں کو شیطان کے حملوں سے بچانے کی ضمانت بن جائے۔ اپنی نسل میں سے ایسی مائیں پیدا کریں جو بہترین بیویاں ہوں اور بہترین ساسیں ہوں اور بہترین نندیں ہوں اور بہترین بھابھیاں ہوں اور ایسے لڑکے پیدا کریں جو بہترین خاوند ہوں، بہترین باپ ہوں، بہترین سسر ہوں اور بہترین بیٹے ہوں۔ اگر یہ ہو جائے تو کوئی بچی اپنے سسرال میں کبھی مظلوم نہ ہو گی۔ اس مظلومیت کی بہت بڑی وجہ یہی جہالت ہے۔ اگر بچوں کی صحیح تربیت ہو تو کوئی بچی اپنے سسرال میں مظلوم نہیں ہو گی، نہ کوئی بیوی اپنے خاوند کی محبت سے محروم ہو گی، نہ کسی ساس کو اپنی بہو سے کوئی شکوہ ہو گا اور یہی وہ حالت ہے جو دنیا کو بھی جنت بنا دیتی ہے اور فسادوں کو ختم کرتی ہے۔ بہت سارے عائلی جھگڑے اسی وجہ سے ہوتے ہیں کہ ساسیں اپنا زمانہ بھول جاتی ہیں اور بہوؤں پر ظلم کر رہی ہوتی ہیں۔ بہوئیں اس خوف سے کہ ساسیں کہیں ان پر ظلم نہ کر دیں پہلے ہی دن سے اپنا رعب ڈالنے کی کوشش کرتی ہیں حالانکہ دونوں کو ایک دوسرے کو سمجھنا چاہئے۔ چاہے چند ایک مثالیں ہوں، بہت تھوڑی مثالیں ہیں لیکن یہ مثالیں اب جماعت میں بڑھ رہی ہیں۔ اس لئے بہر حال فکر کی بات ہے۔ اچھی مائیں اور اچھی ساسیں اور اچھی بہوئیں بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے آرام سے اپنے گھروں میں رہ رہی ہیں۔ ساسوں نے بہوؤں کو اپنی بیٹیوں کی طرح رکھا ہوا ہے لیکن جو بگاڑ پیدا کرنے والی ہیں ان کے بعض دفعہ ایسے ایسے سلوک ہوتے ہیں کہ انسان پریشان ہو جاتا ہے کہ ایک احمدی مومن ماں بھی اس طرح کر سکتی ہے۔ پس اگر جنت بنانی ہے تو ماؤں نے ہی بنانی ہے اور فسادوں کو ختم کرنا ہے تو ماؤں نے ہی کرنا ہے۔ عورت نے ہی کرنا ہے۔ لڑکی نے ہی کرنا ہے اور یہی ایک حقیقی مومنہ سے توقع کی جاتی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دوسری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں اور وہ بھی اصل میں پہلی بات کا ہی تسلسل ہے، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا ہی تسلسل ہے، تربیت کا ہی تسلسل ہے وہ مومن عورتوں اور مومن مردوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ آپ نے ابھی تلاوت بھی سنی اس میں بھی یہ آیت ہے۔ بہت سارے احکامات ہیں جن پر انسان غور کرے تو اپنی حالت بہتر کر سکتا ہے۔ یہ آیت جو میں نے لی یہ آپ نے سنی کہ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا۔ اور مومن مرد اور عورتیں ایسی ہوتی ہیں جب ان کو خدا تعالیٰ کی باتیں بتائی جاتی ہیں تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گزر جاتے۔ یعنی مومن چاہے مرد ہو یا عورت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کے حوالے سے جب کوئی بات سنتا ہے تو اس پر فوری عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس یہ ہے وہ معیار جو اللہ تعالیٰ نے مومن کا مقرر کیا ہے ورنہ مومن یا مومنہ ہونے کا اعلان صرف ایک اعلان ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ قرآن کریم میں بعض احکامات خاص طور پر عورت کے حوالے سے آئے ہیں جو عورت کے مقام کو قائم کرنے کے لئے ہیں۔ ہر احمدی عورت کو، ہر احمدی لڑکی کو اس کا جائزہ لینا چاہئے۔ مثلاً پردہ ہے، یہ کوئی ایسا حکم نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے خلفاء نے جاری فرمایا بلکہ یہ وہ حکم ہے جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور مختلف جگہ پر اس کو بیان کیا ہے اس کی اہمیت اور اس کی حکمت بیان فرمائی ہے اور بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے بلکہ اس زمانے کی حالت کو بھی سامنے رکھتے ہوئے بیان کیا ہے۔ اس لئے جب لڑکیوں کو پردے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو کہہ دیتی ہیں کہ یہ کیا پرانی دقیانوسی باتیں ہیں بلکہ بعض عورتیں جو پاکستان سے آئی ہیں انہوں نے ایک ملک میں مجھے بتایا ان ترقی یافتہ ممالک میں آ کر ان کے بچے ان کے پردے چھڑوا دیتے ہیں۔ مردوں کو زیادہ اس بات میں کمپلیکس ہے کہ یہ بڑی خطرناک بات ہے یہاں تو تمہیں پولیس پکڑ کے لے جائے گی اور وہ مائیں بیچاری جو ساری عمر پردہ کرتی رہتی ہیں پولیس کے خوف سے پردہ چھوڑ دیتی ہیں۔ اسلام اصل میں پردے کے ذریعہ عورت کی عزّت اور عفّت قائم کرنا چاہتا ہے اور جب اس بات کی تلقین کرتا ہے تو پھر اس سے پہلے سورۃ نور کی آیت 31 میں اس تقدس اور عصمت کو قائم کرنے کے لئے پہلے مَردوں کو حکم دیا ہے کہ مومن مرد اپنی نظریں نیچی رکھیں۔ جہاں عورت کو دیکھا فوراً نظریں اٹھا کر گھور گھور کے اسے دیکھنے کی بجائے اپنی نظروں کو نیچے رکھو۔ بعض مَردوں کی یہ بھی عادت ہوتی ہے اور یہ پتا بھی ہوتا ہے کہ عورت پردہ کر رہی ہے اور حیادار ہے پھر بھی اگر آنکھیں پھاڑ کے نہ سہی تو کوشش ہوتی ہے کسی طرح ہماری نظر پڑ جائے۔ اس لئے ان نظروں سے بچنے کے لئے اسلام کہتا ہے کہ تم اپنے آپ کو بچاؤ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس پہلے تو مردوں کو ہی یہ حکم دیا ہے کہ تم عورت کی عزت اور عفت کو قائم کرو۔ پھر اگلی آیت میں عورتوں کو بھی کہا کہ ہر قسم کے شر سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ تم بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھو۔ حیا کو قائم کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا ہر مومن مرد اور مومن عورت کے ایمان کا حصہ ہے۔ پس جس میں حیا نہیں اس میں اس ارشاد کے مطابق ایمان بھی نہیں۔ پھر فرمایا قرآن کریم میں اسی آیت کے تسلسل میں کہ اپنی زینت کو چھپائیں۔ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔ کہ سوائے اس کے جو خود بخود ظاہر ہوتی ہو اس میں قد کاٹھ ہے، جسم کا موٹا پتلا ہونا وغیرہ شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب فرمایا کہ پردہ کرو تو چادر اوڑھنے کا کہا تھا جس سے جسم ڈھانکا جاتا ہے۔ برقع کا رواج تو بعد میں عورتوں نے اپنی سہولت کے لئے اختیار کر لیا۔ اس میں بھی اب نئی نئی بدعات شامل ہو رہی ہیں۔ بعض تو سادہ برقعے ہوتے ہیں بعض ضرورت سے زیادہ کڑھائی اور موتی لگا کے پہنے جاتے ہیں۔ گویا نظروں سے بچنے کے لئے پردہ کرنے کا جو حکم دیا گیا تھا اسے توجہ کھینچنے کا ذریعہ بنایا جا رہا ہے۔ اس میں بھی فیشن آ گیا ہے اور اسی پر بس نہیں بلکہ بعض کے برقعے اتنے تنگ ہوتے ہیں یا جو کوٹ کے نام پر سردیوں میں پہنتی ہیں وہ اتنے تنگ ہوتے ہیں کہ جس زینت کو چھپانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس کو ظاہر کیا جا رہا ہوتا ہے۔ یہ کوئی پردہ نہیں ہے۔ پھر ایک نیا فیشن شروع ہو گیا ہے کہ تکونے اور آڑے ترچھے، عجیب شکلوں کے برقعے بنائے جاتے ہیں۔ پھر اکثر برقعے، کوٹ تو پہن لیتی ہیں ان میں ایسی بھی نظر آ جاتی ہیں جن کے بٹن کھلے ہوتے ہیں۔ یہ پاکستان میں بھی بڑا رواج ہو گیا ہے اور نیچے تنگ جین اور ٹراؤزر اور انتہائی اونچی قسم کے پاجامے شلواریں پہنی جاتی ہیں اور اس کے اوپر ٹی شرٹ نما یا چھوٹی قمیص پہنی ہوتی ہے۔ یہ سب چیزیں تو پردے کے ساتھ مذاق ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ مذاق ہے۔ اسی طرح جیسے سکارف ہے، حجاب ہے یا نقاب لیا ہوتا ہے تو اس میں نہ بالوں کا پردہ ہوتا ہے نہ صحیح طرح چہرے کا۔ بعض دفعہ نئی آنے والی مسلمان عورتیں یہ اعتراض کرتی ہیں کہ تمہاری احمدی عورتوں میں جو پہلے احمدی ہیں ان کے تو پردے صحیح نہیں ہوتے۔ بال نہیں ڈھکے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اوڑھنیوں کو اس طرح لو کہ چہرہ نظر نہ آئے۔ کم از کم پردہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ ماتھا ڈھکا ہو بال نظر نہ آئیں۔ نہ آگے سے نہ پیچھے سے۔ ٹھوڑی ڈھکی ہو اور گال ڈھکے ہوں۔ لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ اگر منہ کھلا رکھنا ہے تو سنگھار نہ کیا ہو۔ سادہ چہرہ ہو۔ اس میں ان لوگوں کے اعتراض کا جواب بھی ہے جو یہ کہتی ہیں کہ ہم ناک بند کریں تو ہمارا سانس رکتا ہے۔ ان کا بھی اعتراض دور ہو جاتا ہے۔ پھر بعض سر پر سکارف، حجاب لے کر سر تو بڑا اچھی طرح ڈھانک لیتی ہیں لیکن نیچے تنگ سی چھوٹی قمیص اور جین پہنی ہوتی ہے۔ پھر بعض یہ فیشن شروع ہو گئے ہیں پاکستان میں جو نظر آتے ہیں اور یہاں بھی یقیناً آ گئے ہوں گے کہ شلواروں میں اور ٹراؤزر میں پنڈلیوں کے قریب لمبے لمبے کٹ (cut) دے دیئے جاتے ہیں اور چلتے ہوئے ننگ ظاہر ہو رہا ہوتا ہے۔ اس کی بھی مجھے کئی شکایتیں آتی ہیں۔ میں نہ بھی دیکھوں تو لوگ اپنی شکایتیں لکھ کے بھیج دیتے ہیں۔ میرے سامنے تو اس طرح کوئی نہیں آتا لیکن لوگ شکایتیں کرتے ہیں۔ احمدی لڑکی اور عورت کو ان سب لغویات سے بچنا چاہئے۔ جین پہننا منع نہیں ہے۔ بیشک پہن لیں لیکن اس کے ساتھ کم از کم گھٹنوں تک قمیص ہونی چاہئے۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ جو محرم رشتے ہیں ان سے پردے کا حکم نہیں ہے۔ باپ ہے، سسر ہے، بھائی ہے، بھانجے ہیں، بھتیجے ہیں خاوند ہے لیکن حیادار لباس کا ضرور حکم ہے اور حیا کوئی معمولی چیز نہیں ہے عورت کا ایک بہت بڑا سرمایہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمارے فنکشنز پر بھی یہاں کی مغربی عورتیں اور غیر مسلم عورتیں آتی ہیں اور ان کو ہمارے فنکشن کے تقدس کا پتہ ہے اور اپنا پورا لباس پہن کر آتی ہیں۔ بعض بہت خیال رکھنے والی ہیں بلکہ سکارف بھی اوڑھ کر آتی ہیں جبکہ باہر جا کے نہیں اوڑھتیں۔ تو یہ دوعملی نہیں ہے۔ اس لئے آتی ہیں کہ ان کو ہمارے ماحول کے تقدس کا خیال ہے۔ اس لئے آتی ہیں کہ وہ اس ماحول میں سموئی جائیں۔ پس جب غیر غیر مسلم ہو کر بھی جن کے لئے کوئی حکم نہیں ہے اس قدر لحاظ رکھتے ہیں تو پھر ہمیں، ہماری عورتوں اور بچیوں کو اس بات کا کس قدر خیال رکھنا ہو گا۔ بعض احمدی لڑکیوں کو پتہ نہیں احساس کمتری کیوں ہے کہ اگر انہوں نے پردہ کیا تو انہیں لوگ جاہل سمجھیں گے۔ پس یہ ایسی لڑکیاں دیکھ لیں کہ کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا ہے یا لوگوں کو خوش کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بات کو ماننا ہے یا اس کی باتوں پر اندھے اور بہروں کی طرح گزر جانا ہے جیسے سنا ہی نہیں یا دیکھا ہی نہیں۔ غیر احمدی عورت تو کہہ سکتی ہے کہ ہمیں تو ان احکامات کا پتا نہیں، ہمیں قرآن کریم کا علم نہیں، ہم نے تو تفصیل سے احکامات نہیں پڑھے لیکن احمدی لڑکی اور عورت نہیں کہہ سکتی کہ ہم نے سنا نہیں اور دیکھا نہیں۔ انہیں مستقل

پوری تفصیل کے ساتھ اس بارے میں سمجھایا جاتا ہے اور تمام خلفاء نے سمجھایا ہے۔ میں عرصے سے سمجھا رہا ہوں۔ پس اس طرف لجنہ کی تنظیم کو بھی توجہ کرنے کی ضرورت ہے اور خود ہر لڑکی اور عورت کو بھی اپنا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ آہستہ آہستہ پھر یہ فیشن اور لاپرواہیاں بالکل ہی ننگا کر دیں گی۔ اگر ابھی دو چار بھی ہیں تو ان کو اپنا جائزہ لینا چاہئے اور جو نہیں ہیں ان کو کسی قسم کے احساس کمتری میں کمپلکس میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہمارا دین ایک بہترین دین ہے اور دنیا میں پھیلنے کے لئے آیا ہے۔ پس اس کو پھیلانے کے لئے ہم میں سے ہر عورت اور مرد کو اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا: بچے جب دیکھیں گے کہ میری ماں کی بعض حرکتیں تو اس سے مختلف ہیں جو قرآن کریم نے حکم دیا ہے تو پھر ظاہر ہے ان پر منفی اثر پڑے گا۔ پس جہاں اعتقادی لحاظ سے ہر عورت اور لڑکی نے اپنے آپ کو مضبوط کرنا ہے، ایمان میں بڑھنا ہے وہاں عملی لحاظ سے بھی مضبوط کریں۔ اس معاشرے میں ہمیں اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو حجاب اور پردے اور حیا کا تصور پیدا کروانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر کسی بچی میں حیا، حجاب کی جھجک ہے تو ماؤں کو اسے دور کرنا چاہئے بلکہ اگر اس کی عمر ایسی ہے تو اسے خود دور کرنا چاہئے۔ مائیں اگر گیارہ بارہ سال کی عمر تک بچیوں کو حیا کا احساس نہیں دلائیں گی تو پھر بڑے ہو کر ان کو کوئی احساس نہیں ہوگا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس اس معاشرے میں جہاں ہر ننگ اور ہر بیہودہ بات کو سکول میں پڑھایا جاتا ہے وہاں احمدی ماؤں کو پہلے سے بڑھ کر اسلام کی تعلیم کی روشنی میں، قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں اپنے بچوں کو بتانا ہوگا۔ شروع سے ہی حیا کی اہمیت کا احساس اپنے بچوں میں پیدا کرنا ہوگا۔ پانچ چھ سات سال کی عمر سے ہی پیدا کرنا شروع کرنا چاہئے۔ پس جیسا کہ میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں یہاں ان ملکوں میں تو چوتھی اور پانچویں کلاس میں ہی ایسی باتیں بتائی جاتی ہیں کہ بچے پریشان ہوتے ہیں۔ اسی عمر میں بچیوں کے دماغوں میں حیا کا مادہ ڈالنے کی ضرورت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بعض عورتوں کے اور لڑکیوں کے دل میں شاید خیال آئے کہ اسلام کے اور بھی تو حکم ہیں کیا اسی سے اسلام پر عمل ہوگا اور اسی سے اسلام کی فتح ہونی ہے۔ یاد رکھیں کہ کوئی حکم بھی چھوٹا نہیں ہوتا۔ کل میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے جمعہ میں بھی توجہ دلائی تھی کہ کس طرح ہمیں ہونا چاہئے۔ لیکن اگر کوئی کمزوری زیادہ بڑھنی شروع ہو جائے اور معاشرے کا اثر اس پر زیادہ ہونا شروع ہو جائے تو پھر اس کی طرف توجہ کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے میں توجہ دلا رہا ہوں۔ دوسروں کا مطمح نظر کچھ اور ہوگا تو ہوگا۔ ایک احمدی کا مطمح نظر یہی ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ یہی قرآن کریم نے ہمیں سکھایا ہے فَاسْتَبِقُوْا الْخَیْرَاتِ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم نے دنیا کو اپنے پیچھے چلانا ہے۔ پس دنیا کے فیشن کو نہ دیکھیں۔ یہ دیکھیں کہ کیا یہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کے اندر ہے یا نہیں۔ فیشن کرنا منع نہیں ہے اگر ان حدود کے اندر ہے تو بیشک کریں اور جس ماحول میں کرنے کا حکم ہے اس میں کریں اور ایسی مثالیں قائم کریں کہ دنیا آپ کے پیچھے چلنے والی ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس جہاں ہر احمدی عورت کو اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھنے کی ضرورت ہے تا کہ دعاؤں سے مدد مانگتے ہوئے اپنی اولاد کی اعلیٰ رنگ میں تربیت کر سکیں وہاں خدا تعالیٰ کے جتنے بھی احکامات ہیں ان حکموں کے مطابق اپنے ہر عمل کو ڈھالنے کی بھی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب ایک بجکر دس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

(حضور انور کے خطاب کا مکمل متن حسبِ طریق علیحدہ شائع ہوگا۔)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطاب MTA انٹرنیشنل پر Live نشر ہوا۔ اور یہاں جلسہ گاہ میں مقامی طور پر اس خطاب کے انگریزی، عربی اور فرنچ زبانوں میں رواں تراجم بھی ہوئے۔

حضور انور کے خطاب کے بعد لجنہ جلسہ گاہ پُر جوش اور ولولہ انگیز نعروں سے گونج اٹھی۔ بعد ازاں لجنہ اور بچیوں نے گروپس کی صورت میں دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے۔ افریقن، امریکن خواتین اور بچیوں نے اپنے لوکل انداز میں نظمیں پیش کیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ وقت کے لئے بچوں والے ہال میں تشریف لے گئے۔ جہاں مائیں اپنے چھوٹی عمر کے بچوں کے ساتھ جلسہ کی کارروائی سُن رہی تھیں۔

....

بعد ازاں ایک بجکر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ہال کے معائنہ کے لئے تشریف لے آئے جہاں جلسہ سالانہ کے بعض دفاتر اور نمائش وغیرہ لگائی گئی تھی۔

حضور انور نے دفتر رسالہ ریویو آف ریلیجنز، سلطان القلم، ہیومینٹی فرسٹ، پریس اینڈ میڈیا اور انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیٹی کا معائنہ فرمایا اور ان کے انچارج صاحبان سے گفتگو فرمائی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پیس ویلج ''مسجد بیت الاسلام'' جانے کے لئے روانہ ہوئے اور پولیس کے بارہ موٹر سائیکلز نے قافلہ کو Escort کیا اور دوران سفر ساتھ ساتھ تمام راستے کلیئر کرتے رہے۔ دو بجکر 40 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پیس ویلج تشریف آوری ہوئی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ ''سرائے محبت'' تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دیئے۔

....

امریکہ سے آنے والے بنگلہ دیشی احباب کی حضور انور سے ملاقات

پروگرام کے مطابق ساڑھے سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایوان طاہر میں تشریف لائے جہاں امریکہ سے آنے والے بنگلہ دیشی احباب کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اجتماعی ملاقات کا پروگرام تھا۔

امریکہ سے 91 کی تعداد میں بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے احباب مرد و خواتین آئے تھے اور یہ سبھی امریکہ کے مختلف علاقوں سے آئے تھے اور بعض بڑے لمبے سفر طے کر کے آئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منتظمین سے دریافت فرمایا کہ یہ سب پرانے احمدی ہیں یا ان میں سے نئے بھی ہیں۔ اس پر انچارج صاحب بنگلہ ڈیسک یو ایس اے نے بتایا کہ پرانے احمدی ہیں۔ چند نئے بھی ہیں اور آٹھ زیر تبلیغ مہمان بھی ہیں۔

بعد ازاں حضور انور کے استفسار پر بعض احباب نے باری باری اپنا تعارف کروایا۔

ایک دوست نے بتایا کہ سال 2003ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ نیو یارک میں رہتا ہوں اور IT کی فیلڈ میں ہوں۔ فیملی بھی احمدی ہے۔ حضور انور نے فرمایا: اب آپ نو مبائع نہیں رہے۔

ایک نوجوان نے عرض کیا کہ گزشتہ 24 سال سے امریکہ میں ہوں اور انجینئر ہوں۔ حضور انور نے از راہ شفقت فرمایا آپ کی تو عمر 24 سال لگتی ہے۔ اس پر موصوف نے عرض کیا کہ عمر 32 سال ہے۔ 8 سال کی عمر میں آیا تھا۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ سافٹ ویئر انجینئر ہوں۔ سال 2000ء میں امریکہ آیا تھا۔ پیدائشی احمدی ہوں۔ بیوی بیعت کر کے احمدی ہوئی ہے۔

ایک صاحب خالد اسلام نے عرض کیا کہ میں گزشتہ 29 سال سے امریکہ میں ہوں اور بیمار ہوں۔ لاس اینجلیز سے میرا تعلق ہے۔

حضور انور نے فرمایا: خدا آپ کو صحت دے۔ ان صاحب کے بارہ میں انچارج صاحب بنگلہ ڈیسک نے بتایا کہ انہوں نے اپنے آفس میں باقاعدہ تبلیغ آفس بنایا ہوا ہے۔ وہاں بنگالی دوست آتے رہتے ہیں ان کو تبلیغ کی جاتی ہے اور ان سے سوال و جواب بھی ہوتے ہیں۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ میں 1978ء میں احمدی ہوا تھا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: اب تو آپ پیدائشی احمدی کی طرح ہیں۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ میں چوتھی نسل سے احمدی ہوں۔ ہمارے خاندان سے عبدالواحد صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے خط و کتابت کی تھی لیکن بیعت آپؑ کی وفات کے بعد کی تھی۔

ایک نوجوان نے عرض کیا کہ میں واقف نو ہوں اور سائیکالوجی پڑھ رہا ہوں۔

ایک نو مبائع سعید کرمانی نے بتایا کہ اس سال جلسہ سالانہ یوکے پر شامل ہوا تھا اور میں نے وہیں جلسہ کے دوران بیعت کی تھی۔

ایک دوست نے عرض کیا کہ 1985ء سے احمدی ہوں۔ ایک صاحب نے بتایا کہ 1978ء سے احمدی ہوں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: اب تو آپ پرانے احمدی ہیں۔

ایک صاحب نے عرض کیا کہ میں گزشتہ 26 سال سے امریکہ میں ہوں۔ میرے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ مجھے زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک نو مبائع دوست نے عرض کیا کہ سال 2015ء میں، اکتوبر میں احمدیت قبول کی ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: آپ تو اس سال جلسہ سالانہ یوکے پر آئے تھے اور مجھے ملے بھی تھے۔ جس پر موصوف نے عرض کیا کہ میں شامل ہوا تھا اور حضور انور سے ملاقات ہوئی تھی۔

ایک دوست جو احمدی نہیں تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضور! میرے لئے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ احمدیت قبول کرنے کی توفیق دے۔ اہلیہ سے بات کر کے فیصلہ کروں گا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا: ٹھیک ہے۔

اس کے بعد تمام فیملیز نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔ سبھی احباب نے شرف مصافحہ بھی حاصل کیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقات کا یہ پروگرام آٹھ بجکر دس منٹ تک جاری رہا۔

....

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ''مسجد بیت الاسلام'' تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

....

امریکہ سے آنے والے بنگلہ دیشی مہمانوں کے تأثرات

بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے غیر از جماعت مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ملاقات کے بعد اپنے تأثرات کا اظہار کیا۔

☆ غازی شہید الرحمٰن صاحب بتاتے ہیں کہ تمام زندگی ملّاؤں سے جھگڑتے رہے اور جو اسلام ان کو پیش کیا گیا اس نے ان کو سنّی مساجد سے دور رکھا۔ اب ان کی بیوی نے انہیں تاکید کی کہ آپ جماعت احمدیہ کے جلسہ پر جائیں۔ جلسے پر آکر انہوں نے جماعت احمدیہ کی تربیت، محبت اور عزّت دیکھی۔ وہ کہتے ہیں کہ اس جلسہ کے ساتھ میں اسلام کی طرف دوبارہ لوٹا ہوں۔

جلسہ کے آخری دن وہ سب لوگوں سے الگ ایک کرسی پر بیٹھے تھے اور ہجوم کی وجہ سے کھانے پر جانا پسند نہیں کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک خادم ان کے پاس آیا۔ انہیں کھانا اور پانی لا کر دیا اور پھر اس بات کا بھی انتظار کیا کہ وہ کھانا ختم کریں تا کہ وہ خادم ان کے کھانے کا ڈبہ پھینک سکے۔ اس واقعہ نے انہیں بہت متأثر کیا۔ انہوں نے حضور انور کو بتایا کہ جلسہ نے ان پر بہت گہرا اثر چھوڑا ہے اور انشاء اللہ وہ جماعت میں جلد داخل ہوں گے۔

☆ ایک خاتون تمنا تزرین صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنی ذہنی طور پر معذور بیٹی کے ساتھ حضور انور سے ملاقات کرنے آئی تھیں۔ حضور انور نے اپنا ہاتھ اس چھوٹی بچی کے سَر پر شفقت سے پھیرا۔ حضور انور سے ملنے کے بعد اس بچی میں ایک خاص تبدیلی ظاہر ہوئی۔ جب ان کی بیٹی واپس پہنچی تو اپنی فیملی کے افراد سے پہلی مرتبہ بولنا شروع کر دیا۔ یہ بات سب کے لئے حیران کُن تھی۔ تمنّا صاحبہ کہتی ہیں کہ اب وہ شرائط بیعت پڑھ رہی ہیں۔ صرف یہ بات ان کو بیعت کرنے سے روک رہی ہے کہ وہ یہ شرائط پوری نہیں کر سکیں گی۔

☆ ایک غیر از جماعت دوست زبیر حسین صاحب کہتے ہیں: وہ جلسہ سالانہ امریکہ میں بھی شامل ہوئے تھے لیکن کینیڈا کے جلسہ پر آکر مجھے زیادہ خوشی ہوئی کہ میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔

وہ آنے سے قبل اس بات پر تجسس رکھتے تھے کہ ایک جماعت کے انٹرنیشنل لیڈر کیسی طبیعت کے مالک ہوں گے۔ حضور انور کو دیکھ کر ان کی حیرانی کی حد نہ رہی کہ حضور انور اس قدر عاجز انسان ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک سادہ طبیعت کے انسان ہیں لیکن ان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ ایک بڑے لیڈر ہیں۔ حضور انور اپنے تمام افعال میں اللہ تعالیٰ کو اوّلیت دیتے ہیں۔

☆ ایک دوست فیصل احسن صاحب کہتے ہیں: حضور انور سے ملاقات کر کے انہیں بہترین روحانی تجربہ ہوا۔ اس بات پر بہت خوش ہوئے کہ حضور انور نے تصویر کے دوران ان کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ انہوں نے ارادہ کیا ہے کہ اب وہ مقامی احمدی مسجد میں باقاعدگی سے جائیں گے۔

☆ شاہدہ امان صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ان کی ملاقات ہوئی اور حضور انور نے ان کو تصویر کے لئے پاس بلایا تو ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ یہ حضور انور کی تقاریر سے بہت متأثر ہوئیں۔ موصوفہ نے بتایا کہ جلسہ سالانہ کا ماحول بہت روحانیت سے پُر تھا اور عمدہ تقاریر تھیں۔

.................................(باقی آئندہ)

بقیہ: جلسہ سالانہ سیرالیون 2016ء
............از صفحہ نمبر 2

اس کے بعد محترم امیر صاحب جماعت سیرالیون مولانا سعید الرحمٰن صاحب نے صدر مملکت اور تمام آنے والے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ اور اپنے مختصر خطاب میں جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ آپ نے کہا کہ جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے قرآن کریم کی تعلیم وسنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر پابندی سے عمل کرتی ہے۔ اور احمدی تمام دوسرے مذاہب اور ان کے پیشواؤں کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور ہمیشہ امن، رواداری اور بھائی چارہ کی تعلیم دیتے ہیں اور جماعت احمدیہ کے ماٹو ''محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں'' کی مکمل پاسداری کرتے ہیں اور اپنے ملک کے بہترین شہری ہونے کے ناطے ہمیشہ قانون کا احترام کرتے ہیں۔

آنریبل پیراماؤنٹ چیف پرنس لاپیہ بوئما پیراماؤنٹ چیف بو (Lappia Boima) نے اپنے تاثرات میں جماعت احمدیہ کے انتظامات کو سراہا اور بتایا کہ وہ اس سے قبل بھی جلسہ سالانہ کی تیاری کے دوران یہاں آچکے ہیں اور کام کرنے والوں کے جذبہ سے بے حد متاثر ہوئے۔ اس کے علاوہ موصوف جلسہ گاہ میں مختلف مقامات پر آویزاں تحریرات جن میں قرآنی آیات، حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور خلفاء کے اقتباسات شامل تھے، سے نہایت متاثر ہوئے اور اپنی تقریر میں بار بار ان کو پڑھ کر سناتے رہے۔

ڈپٹی چیئرمین آف نیشنل کونسل آف پیراماؤنٹ چیفس نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کے 54ویں جلسہ کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی۔ اور جماعت کی تعلیمی، طبی اور مذہبی میدان میں خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ موصوف عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے لیکن جلسہ سالانہ کی برکت اور احمدیت کی سچائی سے متاثر ہو کر انہوں نے جلسہ پر ہی اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

غیر احمدیوں کے چیف امام BO ڈسٹرکٹ الحاجی مصطفیٰ کوکا نے اپنی تقریر میں کہا کہ جماعت احمدیہ جو کہ ایک لمبے عرصہ سے نہ صرف تعلیمی میدان میں خدمت کر رہی ہے بلکہ قوم اور ملک کی ترقی کیلئے بھی دن رات کوشاں ہے۔ جماعت احمدیہ کے ان اقدامات پر میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

مئیر آف مکینی نے اپنی تقریر میں جماعت کی خدمات کو سراہا اور جماعت کی تعلیمی، طبی، اور مذہبی میدان میں خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے بتایا کہ گزشتہ سال انہیں بھی جلسہ سالانہ برطانیہ میں شرکت کی سعادت ملی اور حضور ایدہ اللہ سے بھی ملاقات کا شرف نصیب ہوا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ حضور انور ایدہ اللہ نے صدر مملکت سے فون پر بات کی اور سیرالیون کے لیے خصوصی دعائیں کیں، ہم ان دعاؤں کے لیے تہ دل سے حضور کے شکرگزار ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ وہ بھی احمدیہ سکول میں پڑھی ہیں اور جماعت کی تعلیمات ہی ان کی زندگی کے ہر موڑ پر مشعل راہ ثابت ہوئی ہیں۔

سیکرٹری جنرل سیرالیون مسلم کانگریس الحاجی پروفیسر اے۔ بی۔ کریم نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ احمدیہ مسلم جماعت نے سیرالیون کے تعلیمی اور طبی میدان میں جو خدمات پیش کی ہیں ان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے کہا کہ اس جلسہ میں عیسائیوں اور مسلمانوں کی موجودگی سیرالیون اور جماعت احمدیہ میں مذہبی رواداری کی گواہ ہے۔

انٹر ریلجس کونسل کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ ڈاکٹر عثمان جے فورنا جو کہ ویزلین چرچ کی بھی نمائندگی کر رہے تھے۔ اور انٹر ریلجس کونسل کے صدر الحاجی شیخ ابوبکر کونٹے اور چیف امام شیعہ کمیونٹی الحاجی شیخ تیجان سلاہ نے بھی اپنی تقاریر میں احمدیہ مسلم جماعت کی ملک وقوم کی شاندار خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔

Ambassador Haja Alari Cole, Executive Director CIPED نے اپنی تقریر میں کہا کہ میں یہاں سیرالیون کی خواتین کی نمائندگی کرنے آئی ہوں اور میں اپنی اور سیرالیون کی تمام خواتین کی طرف سے احمدیہ مسلم مشن کی ملک اور معاشرہ کے لیے خدمات پر نہایت شکر گزار ہوں، خاص طور پر احمدیہ سکولوں میں Secular اور مذہبی تعلیم کی لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے یکساں فراہمی ایک قابل ذکر امر ہے۔

گورنر سیرالیون کمرشل بینک آنریبل ڈاکٹر کیفلا مارہ جو کہ احمدیہ سکولز کے فارغ التحصیل طلباء کی نمائندگی کر رہے تھے نے جماعت کی تعلیمی خدمات کو سراہا اور تمام طلباء کی طرف سے جماعت کا شکریہ ادا کیا۔

ڈپٹی سپیکر آف پارلیمنٹ آف سیرالیون Hon, Chernoh RM Bah نے اور نائب صدر مملکت سیرالیون نے اپنے مختصر خطاب میں جماعت احمدیہ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

صدر مملکت سیرالیون کی تقریر

صدر مملکت سیرالیون ERNEST BAI HON.DR. KOROMA نے جماعت احمدیہ سیرالیون کے 54ویں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنے ایڈریس میں کہا کہ اس جلسہ میں میرے علاوہ نائب صدر، وزراء اور سیرالیون کے ہر طبقہ فکر کی نمائندگی یہ ظاہر کرتی ہے کہ ہم سب جماعت احمدیہ کی سیرالیون میں خدمات کی ہر سطح پر قدر کرتے ہیں۔ احمدیہ مسلم جماعت نے لوگوں کو امن سے معاشرہ میں رہنا سکھایا ہے لیکن جس بات نے ہم سب کو سب سے زیادہ متاثر کیا ہے وہ جماعت احمدیہ کا نظم وضبط ہے جو اس جلسہ پر صاف نظر آتا ہے۔ اسلام کے پیغام امن، بھائی چارہ اور خیر خواہی کا عملی نمونہ ہمیں جماعت احمدیہ کی ملک گیر خدمات میں نظر آتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ سیرالیون کے ہر ڈسٹرکٹ اور 90 فیصد چیفڈمز کی نمائندگی یہاں اس جلسہ پر ہے، اور یہ نہ صرف جماعت احمدیہ کے لیے باعث فخر ہے بلکہ سیرالیون کے لیے بھی ایک یادگار لمحہ ہے۔ میں اس موقع پر جماعت احمدیہ کی ایبولا وبا کے دوران خدمات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جماعت احمدیہ نے Humanity First کا عملی رنگ میں نمونہ دکھایا ہے۔

مکرم صدر مملکت نے اپنی تقریر میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر ہونے والی ٹیلی فونک گفتگو کا بھی ذکر کیا۔

مکرم صدر مملکت نے جانے سے قبل وزیٹرز بک پر یہ الفاظ لکھے:

"Thank you for your support in developing our Nation.Your theme for this year's Conference is timely. Wish you Allah's blessings and guidance throughout the Conference"

مکرم پیراماؤنٹ چیف الحاج محمد بانیاں نے صدر مملکت اور ان کے ساتھی وزراء کا شکریہ ادا کیا اور امیر و مشنری انچارج مولانا سعید الرحمٰن صاحب نے دعا کروائی اس طرح یہ پہلا سیشن اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کے اس پہلے اجلاس میں صدر مملکت، نائب صدر مملکت، ڈپٹی سپیکر ہاؤس آف پارلیمنٹ کے علاوہ متعدد سرکاری وغیرسرکاری اور مذہبی اور سیاسی وسماجی رہنماؤں قبائلی چیفس اور مختلف طبقہ ہائے فکر کے معزز افراد نے شرکت کی۔

بعض چیفس اور آئمہ نے جلسہ کے موقع پر جماعت میں شمولیت کا اظہار کیا۔

....

مقامی طور پر نماز جمعہ کے بعد دوسرا اجلاس مکرم پروفیسر ابو سیسے صاحب سابق وائس چانسلر اینڈ پرنسپل جالا یونیورسٹی کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم اور ان کے تراجم کے بعد دوسرے سیشن میں معزز مہمانوں نے اپنے بیانات میں جماعت احمدیہ کی تعلیم کے میدان میں خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں مختلف شعبہ ہائے زندگی میں احمدیہ سکولوں کے طلباء اپنا مثبت کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان میں وزراء بھی شامل ہیں اور مختلف ڈیپارٹمنٹس کے افسران بھی۔ ہر ایک اپنی اپنی جگہ احمدیہ سکولوں سے سیکھنے والے ڈسپلن اور اچھی روایات کو قائم کرنے میں مصروف ہے۔

اس سیشن میں مکرم یوسف کومے صاحب نے ''ظہور امام مہدی کی نشانیاں'' کے موضوع پر تقریر کی۔

نماز مغرب وعشاء کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے تازہ خطبہ جمعہ کا کریو زبان میں ترجمہ بذریعہ پروجیکٹر سنا اور دیکھا گیا۔

دوسرا دن

مؤرخہ 9 اپریل 2016ء جلسہ سالانہ کا دوسرا دن تھا جس کا آغاز حسب روایت باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔

دوسرے دن کے پہلے اجلاس کا آغاز 10 بجے نائب امیر اول مکرم الحاجی ڈاکٹر ادریس بنگورہ صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اس جلسہ کے لئے خصوصی پیغام جو کہ انگریزی زبان میں تھا پڑھ کر سنایا گیا۔ پیغام کا ترجمہ لوکل زبانوں کریو، مینڈے، ٹمنی، میں بھی پیش کیا گیا۔ اسی طرح پیغام مقامی طور پر پرنٹ کر کے احباب جماعت اور اہم شخصیات کو بھی دیا گیا۔ پیغام کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر درج ذیل ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ کا خصوصی پیغام

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ سیرالیون کے ممبران کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"مجھے خوشی ہے کہ آپ اپنا جلسہ سالانہ 9,8 اور 10 اپریل کو منعقد کر رہے ہیں، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو غیر معمولی کامیابی عطا فرمائے اور تمام شاملین جلسہ کو اعلیٰ روحانی فوائد مرحمت فرمائے۔

میں نے متعدد مرتبہ اپنے خطبات میں اس بات کی اشد ضرورت پر زور دیا ہے کہ ہمیں سچا احمدی مسلمان بننے کی کوشش کرنی چاہئے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے ذمہ اس زمانہ میں اپنے سچے مذہب کی عظمت کو لوگوں کے دلوں میں بٹھانے اور دنیا کو ایسے سچے پیروکار جو اپنی اعلیٰ مثالوں سے اسلام کی تعلیمات کو بیان کرنے والے ہوں، کی ذمہ داری سونپی ہے۔

چنانچہ ہم احمدیوں کو آپؑ کو ماننے کے بعد اور اپنا تعلق آپؑ سے جوڑنے کے بعد اپنی بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ ہم ان لوگوں میں شامل ہوں جو اس دنیا میں اسلام کا بہترین نمونہ پیش کرنے والے ہوں۔ آپ کو ذہن میں رکھنا چاہیے کہ دو بنیادی اغراض حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی یہ تھیں کہ ایک تو وہ مومنوں کی ایسی جماعت بنائیں جو اس بات کی مسلسل جدوجہد کرتی رہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کیا جائے اور اس کی عبادت کو اپنی زندگی کا مقصد بنائے۔ دوسرا یہ کہ یہ جماعت انسانیت کی خدمت کرے اور تمام عالم میں اسلام کی حقیقی تعلیم کو پھیلائے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے ذہنوں میں ان اعلیٰ مقاصد کو یاد رکھیں جن کے لیے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ جماعت بنائی اور آپ کو بیعت کے عہدوں کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے جو کہ آپؑ نے نہایت واضح طور پر ذیل میں بیان فرمائے ہیں۔

''یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لیے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔ اور ان کا اتفاق اسلام کے لیے برکت وعظمت ونتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک ومقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل وبے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ ونااتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔...... بلکہ وہ ایسی قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔ یتیموں کے لیے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لیے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لیے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں۔ اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔

خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لیے اور اپنی قدرت دکھانے کے لیے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 196 تا 198)

پس چاہیے کہ آپ نہ صرف زبانی اپنا تعلق ظاہر کرنے والے ہوں بلکہ اس بیعت کے حقیقی مقاصد کو پورا کرنے والے ہوں جو آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے پیش کی تھی۔ آپ کے اندر ایک تبدیلی پیدا ہونی چاہیے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کو محض بحثوں اور وضاحتوں سے راضی نہیں کر سکتے۔ اگر آپ اپنی اندرونی حالتوں کو بدلنے کی کوشش نہیں کریں گے اور ایک مثبت تبدیلی اپنے رویوں اور اعمال میں نہیں لائیں گے تو آپ میں اور دیگر مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں ہوگا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بڑے واضح طور پر فرمایا ہے:

اس جماعت میں شمولیت سے تمہیں اپنے نفسوں میں ایک مکمل تبدیلی لانی چاہیے تا حقیقی ایمان باللہ نصیب ہو اور وہ اللہ تمہارا ہر مشکل میں مددگار بن جائے۔ تمہیں اس کے احکام کو ہلکا نہیں جاننا چاہیے بلکہ اس کے ہر حکم کو دل سے ماننا چاہیے اور یہ اطاعت تمہارے اعمال میں بھی نظر آنی چاہیے۔ (ذکر حبیب صفحہ 436)

آپ کا اپنا کردار ایسا ہونا چاہیے کہ آپ کے اردگرد رہنے والا ہر شخص آپ کی اچھے طریق سے جس سے آپ ہر قسم کی برائی سے نفرت کرنے والے ہوں کی تعریف کرنے والا ہو۔ یہاں تک کہ آپ کے متعلق یہ گواہی دی جاسکتی ہو کہ آپ کا ہر عمل اسلام کی اعلیٰ تعلیمات اور روایات وعقائد کے مطابق ہے۔ آپ میں سے ہر ایک اپنی حالت کو اور اپنی زندگیوں کو اسلام کی ان تعلیمات کے مطابق سدھارنے والا ہو جو حضرت مسیح موعودؑ نے نصیحت فرمائی ہیں۔

اگر جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے تمام احمدی ان اعلیٰ معیاروں کو اپنانے والے ہوں تو ایک نہایت حسین

ماحول قائم ہوگا جو کہ راہ حق کے حقیقی متلاشیوں کو احمدیت کی خوبصورتیوں کی طرف بلانے والا ہوگا۔ اخلاقیات کے یہ اعلیٰ معیار جلسہ کے لیے وقتی اظہار نہ ہوں بلکہ اس کے بعد بھی جاری رہیں اور تقویٰ اور طہارت میں ترقی کا ایک مسلسل سفر ہوں۔

میں آپ کی توجہ آپ کی تبلیغ کے بارہ میں ذمہ داری کی طرف بھی دلانا چاہتا ہوں۔ تبلیغ ہر احمدی کا فرض ہے اور تبلیغ میں ہماری کامیابی کے لیے ہماری اپنی مثال ایک لازمی جزو ہے۔ چنانچہ اگر آپ کے اعمال اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہیں اور آپ کا ہر قول وفعل قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق ہے اور آپ اس طریق پر عمل کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہم سے چاہا ہے تب یہ احمدیت کا پیغام سیرالیون کے لوگوں اور تمام دنیا کو پہنچانے کا بہترین ذریعہ بن جائے گا۔

یاد رکھنا چاہیے کہ خلافت احمدیہ کا مقصد حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو آگے پھیلانا ہے۔ بیعت کے وقت ہر احمدی شرائط بیعت پر عمل کرنے اور خلیفہ وقت کے ہر معروف حکم کی اطاعت کا عہد کرتا ہے۔ چنانچہ یاد رہے کہ جب ایک احمدی خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ اس عہد کو پورا بھی کرے۔ اگر جماعت کا ہر شخص خلیفۃ المسیح کی ہر بات پر مخلصانہ عمل کرنے کی کوشش کرے تو اطاعت اور یگانگت کے اعلیٰ معیار قائم کیے جاسکتے ہیں اور اسلام کی ترقی اور تبلیغ اور خدمت انسانیت کی نئی راہیں کھولی جاسکتی ہیں۔

میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ اور آپ کے گھر والے زیادہ سے زیادہ MTA دیکھیں اور میرے خطبات جمعہ اور دوسرے خطبات سنیں جو مختلف مواقع پر دیے جاتے ہیں۔ یہ نہ صرف آپ کے خلافت سے تعلق کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہوگا بلکہ MTA کے دیگر پروگرام آپ کے علم میں اضافہ اور اسلام کی خوبصورتی سے آگاہی کا ذریعہ بھی ہوں گے۔ آپ کا احمدیت سے تعلق اور لگن مضبوط تر ہوگا۔

آخر میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کے حوالہ سے آپ حضرت مسیح موعودؑ کی متضرعانہ دعاؤں سے فیض پانے والے ہوں جو آپؑ نے خصوصی طور پر جلسہ سالانہ کے شاملین کے لیے کی ہیں۔

''مَیں خدائے تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لیے سفر اختیار کریں، خدائے تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اے خدائے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفین پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین'' (اشتہار 7 دسمبر 1892)

اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بابرکت کرے اور آپ سب کو تقویٰ اور روحانیت میں بہت زیادہ بڑھائے، آمین''

....

حضور انور کا یہ پیغام احباب جماعت کے لیے جلسہ کے دنوں اور اس کے بعد بھی زندگی کے ہر شعبہ کے لیے مشعل راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

اس سیشن میں پہلی تقریر مکرم مولوی منیر ابوبکر یوسف نے کی۔ ان کی تقریر کا موضوع ''ختم نبوت'' تھا۔ انہوں نے قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں ختم نبوت کا حقیقی مفہوم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ومرتبہ بیان کیا اور اس عقیدہ کے متعلق عام مروجہ عقائد کی نفی کی۔

اس سیشن کی دوسری تقریر مکرم وسیم الرشید صاحب مربی سلسلہ نے ''سیرت وسوانح الحاجی مولانا نذیر احمد علی'' کے موضوع پر کی۔ آپ نے سیرالیون کے اس مجاہد کی زندگی میں پیش آنے والے ایمان افروز واقعات حاضرین جلسہ کے سامنے پیش کیے اور ان کی قربانیوں کا ذکر کیا۔

اس سیشن کی آخری تقریر مکرم طاہر محمود عابد صاحب نے ''امانت و دیانت'' کے عنوان پر کی۔ آپ نے قرآن کریم اور احادیث کی روشنی میں امانت و دیانت کی اہمیت اجاگر کی۔

نماز ظہر وعصر کے بعد دوسرا اجلاس مکرم الحاج ڈاکٹر شیخو تامو صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور قصیدہ کے بعد اس سیشن میں پہلی تقریر خاکسار (عبدالشافی بھروانہ) نے ''احمدیت، قیام امن کی ضامن جماعت'' کے موضوع پر کی۔

اس سیشن کی دوسری تقریر مکرم چیف کمرا بائی کاربو صدر مجلس انصاراللہ نے ''مالی قربانی'' کے موضوع پر کی۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات اور واقعات کی روشنی میں نہایت مؤثر انداز میں مضمون پیش کیا۔

اس سیشن کی تیسری تقریر مکرم مبارک احمد گھمن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ سیرالیون نے ''حضرت مسیح موعودؑ کا توکل علی اللہ'' کے موضوع پر کی۔ انہوں نے بھی حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں توکل کے واقعات کو نہایت عمدہ رنگ میں کریو زبان میں سامعین کے سامنے پیش کیا۔

....

لجنہ اماء اللہ کا خصوصی اجلاس

دوسرے دن کے دوسرے سیشن میں خواتین اور مردوں کے الگ الگ اجلاسات ہوئے۔ خواتین کے اجلاس کی صدارت حاجہ صفیہ بنگورہ نیشنل صدر لجنہ نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرمہ صوفیہ عقیل صاحبہ نے کی۔ صدر صاحبہ نے لجنہ کا عہد دہرایا۔ اور 91 Mile ریجن کی ناصرات نے حضرت مسیح موعودؑ کا آنحضرت ﷺ کی شان میں رقم کردہ قصیدہ ترنم سے پیش کیا۔

Haja Fatmata Moijueh نے مہمانان کرام کا تعارف کروایا اور صدر صاحبہ لجنہ نے ویلکم ایڈریس پیش کیا۔ Haja Lillian Songo نے مجلس لجنہ اماء اللہ سیرالیون کی سالانہ رپورٹ پیش کی۔ سالانہ رپورٹ کے بعد مکرمہ نعمتہ کروما صاحبہ نے اردو میں ایک نظم خوش الحانی سے پیش کی۔

سسٹر Adiatu Dauda صاحبہ نے اسلامی پردہ کے عنوان پر تقریر کی۔ موصوفہ نے اپنی تقریر میں خواتین کو پردہ کی اہمیت کے بارے میں بتایا۔ انہوں نے قرآنی آیات اور احادیث سے اپنی تقریر کو مزین کیا۔

Madam Fatmata Samura نے اسلام میں عورت کے مقام کے موضوع پر قرآن کریم، حدیث، حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کے اقتباسات کی روشنی میں تقریر کی۔ سسٹر Hawa Moiforey نے دعا اور قرآن کریم کی تلاوت کی اہمیت کے موضوع پر تقریر کی۔

مسز عطیۃ الغفور صاحبہ نے حضور انور ایدہ اللہ کے لجنہ اماء اللہ کے اجتماع 2015ء پر خطاب میں سے چند اقتباسات پیش کیے۔

امیر و مشنری انچارج مولانا سعید الرحمٰن صاحب نے بھی اس اجلاس میں شرکت کی۔ مکرم امیر صاحب نے لجنہ اماء اللہ کو نہایت شاندار اور مؤثر انداز میں نصائح کیں اور بتایا کہ گزشتہ سال جلسہ سالانہ ایبولا وائرس کی وجہ سے نہیں ہوسکا لیکن اس سال اس کمی کو آپ لوگوں کے جوش وجذبہ نے پورا کردیا ہے، اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور یوں لجنہ اماء اللہ کا یہ سیشن بخیروخوبی اختتام پذیر ہوا۔

تیسرا دن

مؤرخہ 10 اپریل 2016 جلسہ سالانہ کا تیسرا دن تھا جس کا آغاز حسب سابق باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔

اختتامی اجلاس مکرم مولانا سعید الرحمان صاحب امیر ومشنری انچارج سیرالیون کی زیر صدارت صبح 10:00 بجے شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد اس سیشن میں پہلی تقریر مکرم نعیم احمد اظہر صاحب مبلغ سلسلہ نے ''برکات خلافت'' پر کی۔ انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں خلافت کی اہمیت و برکات پر روشنی ڈالی، اس کے علاوہ انہوں نے واقعاتی رنگ میں بھی خلافت احمدیہ کی برکات کو حاضرین کے سامنے پیش کیا۔

اس سیشن کے آخر پر مکرم لطیف احمد جھمٹ صاحب نے بڑے پُر اثر انداز میں "شہدائے احمدیت" کے موضوع پر تقریر کی اور قرآنی آیات سے مقام شہادت اور اس کی اہمیت کو سامعین کے سامنے پیش کیا۔ احباب جماعت کو نصائح کرتے ہوئے کہا کہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ دین کی اشاعت کا کام ہمارے بزرگوں نے ہمارے سپرد کیا، جبکہ انہوں نے کماحقہٗ اس فریضہ کی حفاظت کی، یہاں تک کہ اس کوشش میں انہوں نے اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اسی تسلسل میں اپنی تقریر میں انہوں نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید کی شہادت کا واقعہ بھی بیان کیا اور جماعت کو توجہ دلائی کہ آج بھی وہی ایمانی روح جماعت کے اراکین میں اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے مخالفین تو اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔ لیکن آسمان سے اس نور کو پھیلانے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کو اس کی بشارت دے چکا ہے کہ ''میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔

محترم مولانا سعید الرحمان صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون نے آخر پر تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ میں شاملین کی کل حاضری کا اعلان کیا۔ جلسہ کے شعبہ رجسٹریشن کے مطابق امسال جلسہ سالانہ سیرا لیون میں 18025 افراد نے شرکت کی، الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔ مکرم امیر صاحب نے جانے والوں کو تحمل، احتیاط کے ساتھ سفر کی تلقین کی۔ آپ نے جلسہ کے کامیاب انعقاد پر سب حاضرین کو مبارکباد بھی دی۔ دعا کے ساتھ یہ تین دن کا بابرکت دورانیہ اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ

مجلس سوال وجواب

جلسہ کے دوسرے دن نماز مغرب اور عشاء کے بعد مجلس سوال وجواب کا بھی انعقاد کیا گیا۔ مکرم نعیم احمد اظہر صاحب مبلغ سلسلہ اس پروگرام کے انچارج تھے جبکہ مکرم عبدالہادی قریشی صاحب استاد جامعہ احمدیہ سیرالیون نے ان کی معاونت کی۔ یہ پروگرام نہایت دلچسپ رہا اور احباب جماعت نے نہایت پسند کیا۔

میڈیا کوریج

جلسہ کے آغاز سے قبل ہی ٹیلی ویژن اور اخبارات کے ذریعہ لوگوں کو جلسہ کے بارے میں آگاہ کیا جاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ سیرالیون کو ملک گیر میڈیا کوریج دی گئی۔ جلسہ سالانہ کے دوران کل 32 ریڈیو اور TV چینلز کے نمائندگان موجود رہے جن میں سے 4 ریڈیو چینلز بشمول احمدیہ مسلم ریڈیو نے جلسہ کی کارروائی براہ راست نشر کی جبکہ 20 ریڈیو چینلز جلسہ کی ریکارڈنگز مختلف انداز میں اب تک نشر کر چکے ہیں۔ ریڈیو کے علاوہ ملک کے قومی TV چینل SLBC نے بھی جلسہ سالانہ سیرالیون کو ملک گیر کوریج دی جبکہ دیگر TV چینلز میں Star TV اور AYV چینل شامل ہیں جنہوں نے جلسہ کے مختلف حصے اپنے چینلز پر نشر کیے۔

اس کے علاوہ پرنٹ میڈیا نے بھی جلسہ سالانہ سیرالیون کو قومی و مذہبی تہوار کی طرح پیش کیا، کل 15 اخبارات نے مختلف اوقات میں جلسہ کے بارہ میں خبریں شائع کیں۔

Concord Times, Standard Times, Torchlight, The Exclusive, The Global Times, The New Awoko, Citizen, Independant Observer,

ان تمام اخبارات نے جماعت احمدیہ کی تعلیمی، طبی اور ملک وقوم کی ترقی میں اہم کردار ادا کرنے پر جماعت احمدیہ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ اور جلسہ سالانہ کے موقع پر صدر مملکت کی تقریر کو شائع کیا۔ مقامی اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں میں مقامی مشہور اخبار STANDARD TIME نے جماعت کی تعلیمی، طبی اور مذہبی میدان میں غیر معمولی خدمات کا ذکر کیا اور اس بات کو نمایاں طور پر لکھا کہ ہم احمدیہ مسلم جماعت اور اس کے بے لوث اور انتھک محنت کرنے والے مبلغین کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ ان خبروں کے ذریعہ لاکھوں آدمیوں تک جماعت کا پیغام پہنچا۔

بیعتیں

جلسہ میں شامل ہونے والے غیر از جماعت دوستوں میں سے 151 افراد کو جلسہ میں شمولیت کی بدولت قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ ان تمام نئے شاملین نے جلسہ پر عہد کیا کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں جا کر احمدیت کی بھرپور تبلیغ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں اور اخلاص میں برکت عطا فرمائے۔

بک سٹال

جلسہ کے موقع پر بک سٹال کا بھی اہتمام کیا گیا۔ جہاں جماعتی کتب کے علاوہ Peace Conference اور بعض دوسرے اہم مواقع کی ویڈیو CD'S رکھی گئی تھیں۔ اسی طرح امسال شائع ہونے والا جماعت احمدیہ کا کیلنڈر بھی رکھا گیا۔

گنی کناکری سے وفد کی شمولیت

جلسہ میں ہمسایہ ملک گنی کناکری سے مکرم طاہر محمود عابد صاحب مبلغ سلسلہ کے ہمراہ 14 رکنی وفد نے شرکت کی۔

لال کتاب کی تیاری

جلسہ کے اختتام پر تمام ناظمین جلسہ کی میٹنگ ہوئی۔ جس میں جلسہ کے انتظامات کا جائزہ لیا گیا اور جلسہ کے دوران ہونے والی بعض غلطیوں کی نشاندہی کی گئی۔ ان تجاویز کو لال کتاب میں لکھا گیا تاکہ آئندہ سال ان میں بہتری لائی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ سیرالیون کو خلافت احمدیہ کی برکت سے پہلے سے بڑھ کر ترقیات سے نوازے اور جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے مزید پروگرامز کے انعقاد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Morden Motor (UK)

Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden **SM4 5JF**
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

صوبیدار (ر) راجہ محمد مرزا خان صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 21اور 22دسمبر 2011ء میں مکرم راجہ منیر احمد خان صاحب (پرنسپل جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ) کے قلم سے اُن کے والد محترم صوبیدار راجہ محمد مرزا خان صاحب کے حالاتِ زندگی تفصیل سے شامل اشاعت ہیں۔

محترم صوبیدار راجہ محمد مرزا خان صاحب 1922ء میں ادووال (ضلع جہلم) میں پیدا ہوئے اور 4/اگست 2011ء کو وفات پائی۔ بوجہ موصی ہونے کے آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ کو اپنے خاندان میں سب سے پہلے بیعت کرنے کا شرف حاصل تھا۔ گو آپ کے والد محترم راجہ حاکم خان صاحب ولد راجہ سرفراز خان صاحب احمدیت کی نعمت سے محروم رہے تاہم انہوں نے احمدیت کی مخالفت کبھی نہیں کی۔

محترم راجہ محمد مرزا خان صاحب دورانِ تعلیم ہی فوج کی میڈیکل کور میں بھرتی ہوگئے۔ بعدہٗ آپ نے کوالیفائیڈ ڈسپنسر کا امتحان بھی پاس کر لیا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران آپ مشرق وسطیٰ میں متعیّن رہے جہاں آپ کو بیت المقدس اور دیگر مقدّس مقامات دیکھنے اور مسجد اقصیٰ میں نمازیں ادا کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ جنگ کے دوران آپ کا قیام لیبیا، آسٹریا اور اٹلی میں بھی رہا۔

اٹلی میں آپ کے ساتھ ایک احمدی مکرم شبیر حسین شاہ صاحب حوالدار بھی رہتے تھے۔ اُن کے توسّط سے آپ کو ’’کشتی نوح‘‘ پڑھنے کا موقع ملا تو آپ کو اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد آ گیا جب آپ کی برادری کے ہی کسی شخص نے آپ کی کسی معمولی غلطی پر ناراض ہوتے ہوئے آپ کو ’’اومرزیا قادیانیا‘‘ کہا تھا۔ اُس وقت آپ کو صرف یہ سمجھ آیا تھا کہ آپ کے نام مرزا کو بگاڑ کر اُس نے طنز کیا ہے۔ لیکن کتاب ’’کشتی نوح‘‘ کو دیکھ کر آپ کو اُس طعنہ کی سمجھ آئی اور پھر کتاب پڑھ کر آپ کو احمدیت کی سچائی کا علم ہوا۔ چنانچہ آپ نے اٹلی سے ہی خط کے ذریعہ حضرت مصلح موعودؓ کی بیعت کرلی۔ حضورؓ نے آپ کی بیعت قبول فرمائی اور یہ درخواست بھی قبول فرمائی کہ آپ کو احمدیت سے متعلق بہت سی کتب ارسال کردی جائیں۔ ان بھجوائی جانے والی کتب میں ’’براہین احمدیہ‘‘ بھی شامل تھی۔

آپ اٹلی میں مقیم تھے جب ایک رات آپ کو خواب میں جنگ بند ہونے کی خبر دی گئی۔ چنانچہ اگلے روز جب میمورنڈم پہنچا جس میں جنگ بندی کی اطلاع دی گئی تھی تو آپ نے اسے احمدیت کی سچائی کا نشان سمجھا۔ جنگ کے بعد آپ واپس اپنے گاؤں آگئے اور کچھ عرصہ تبلیغ بھی کرتے رہے۔ لیکن کسی نے بھی احمدیت میں دلچسپی کا اظہار نہ کیا۔ پھر آپ حضرت مصلح موعودؓ کی زیارت کے لئے قادیان چلے گئے جہاں کے پاکیزہ ماحول اور نیک ہستیوں کی صحبت نے آپ کی سوچ میں روحانی انقلاب پیدا کردیا۔

احمدیت قبول کرنے سے قبل آپ کی منگنی اپنے خاندان میں ہوچکی تھی لیکن قبول احمدیت کے بعد آپ نے صرف احمدیوں میں ہی رشتہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ آپ کے اس فیصلہ کے نتیجہ میں آپ کو خاندانی مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ بہرحال پھر آپ کا رشتہ کلر کہار (ضلع چکوال) کے ایک مخلص احمدی محترم میاں سلطان بخش صاحب کی بیٹی سے طے پاگیا۔ محترم میاں سلطان بخش صاحب کو 1925ء میں کلر کہار میں سب سے پہلے احمدیت قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ ان کی تبلیغ سے ہی وہاں جماعت قائم ہوئی تھی جس کے وہ پہلے صدر بھی مقرر ہوئے اور مسلسل 30 سال تک یہ خدمت سرانجام دینے کی توفیق پائی۔ انہوں نے ایک اَور مخلص احمدی کو ساتھ ملاکر وہاں مسجد احمدیہ بھی تعمیر کروائی۔ محترم میاں سلطان بخش صاحب ازحد بااخلاق، منکسرالمزاج، جفاکش، بہادر، امام وقت اور احمدیت سے والہانہ عشق اور انتہائی عقیدت رکھنے والے صوم وصلوٰۃ کے پابند، چندہ جات میں باقاعدہ، حتی الوسع حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے والے فرشتہ سیرت بزرگ انسان تھے۔ موصی تھے۔ 1995ء میں 90 سال کی عمر میں وفات پاکر بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔ اُن کی اہلیہ محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ بھی (جو اپنے بزرگ خاوند ہی کی صفات سے متصف تھیں) 96 سال کی عمر پاکر بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

محترم راجہ محمد مرزا خان صاحب نے قیام پاکستان کے بعد پہلے فرقان بٹالین میں بطور پلاٹون کمانڈر خدمات سرانجام دیں اور اس کے بعد اپنی سابقہ فوجی خدمات کے تسلسل میں ہی پاکستانی فوج میں شامل کرلئے گئے۔ دورانِ ملازمت مری میں تعیّناتی کے دوران وہاں زعیم خدام الاحمدیہ بھی رہے۔ تبلیغ بھی خوب کی۔ 1953ء کے پُرآشوب حالات میں حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر اہم ڈاک لے کر کراچی پہنچائی۔ 1972ء میں فوج سے ریٹائر ہوئے تو اس سے قبل آپ ربوہ میں اپنا ذاتی مکان تعمیر کروا چکے تھے۔ بعدازاں یہاں ایک میڈیکل سٹور بھی شروع کرلیا۔ تبلیغ کا آپ کو جنون تھا اور ہر قسم کے لوگوں سے بات کرنے کا ہنر بھی آتا تھا۔ انفاق فی سبیل اللہ میں ہاتھ کھلا تھا۔ تہجّد گزار اور پابند صوم وصلوٰۃ تھے۔ 87 سال کی عمر تک باقاعدہ روزے رکھتے رہے۔ اپنے محلّہ میں مسلسل جماعتی خدمت کی توفیق بھی پائی۔ جون 2009ء میں مسجد میں گرجانے سے کولہے کی ہڈّی میں فریکچر ہوگیا تو اس کے بعد آپ صاحب فراش ہوگئے اور بہت صبر سے اپنی یہ بیماری برداشت کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹیوں اور دو بیٹوں سے نوازا جنہیں پنجگانہ نماز کا پابند بنانے میں آپ کے عملی نمونہ اور نگرانی کا بڑا دخل ہے۔

محترم راجہ صاحب حقوق العباد کی ادائیگی میں حتی الوسع مصروف عمل رہتے۔ اگرچہ یہ دستور بنا رکھا تھا کہ ہر مریض سے بہت کم فیس اور ادویات کی قیمت لیتے لیکن سفید پوش گھرانوں کا مفت علاج کرنے میں فرحت محسوس کرتے تھے۔ متعدد افراد کی باقاعدگی سے مالی مدد بھی کرتے تھے۔ ربوہ کے مضافات میں آباد کئی غیر از جماعت بھی آپ کی خدمت خلق اور اخلاق فاضلہ کے معترف تھے۔

آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کرام سے عشق تھا۔ حضور علیہ السلام کی ہر کتاب کئی بار پڑھی تھی۔ خلفاء کرام کی بھی ساری کتب حاصل کرکے پڑھیں۔ اہم عبارات کو اپنی زبان میں ریکارڈ کرواکر خود بھی بار بار سنتے اور زیرتبلیغ افراد کو بھی سناتے۔ اردو اور فارسی درثمین کے متعدد اشعار حفظ تھے۔ اپنے علاقہ کے اہم افراد کو مسلسل تبلیغی خطوط لکھتے رہتے۔ جلسہ سالانہ پر انہیں مدعو کرتے۔ یہ سلسلہ خلیفۂ وقت کی ہجرت کے بعد جلسہ سالانہ لندن کے ایم ٹی اے پر نشر ہونے کے زمانہ میں بھی جاری رہا۔ چنانچہ متعدد افراد نے آپ کے ذریعہ احمدیت بھی قبول کی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے آپ کی نماز جنازہ غائب پڑھانے سے قبل فرمایا: ’’خلافت سے بڑا تعلق تھا اور ہر پروگرام کو جو خلیفہ وقت کا ہوتا تھا بڑے غور سے دیکھتے، سنتے اور یاد رکھنے کی کوشش کرتے تھے......‘‘

1974ء میں پنڈ دادنخان کی احمدیہ مسجد پر معاندین نے وقتی طور پر قبضہ کرلیا۔ ان معاندین کے جلوس کی قیادت کرنے والے نامور رہنما نے محترم راجہ صاحب کی تبلیغ کے نتیجہ میں نہ صرف احمدیت کی مخالفت چھوڑ دی بلکہ احمدیت کے مدّاح ہوگئے۔ یہی حالت کئی دیگر افراد کی تھی۔ اس پر گاؤں کے ایک پیر نے آپ کی تبلیغی کاوشوں کو دیکھ کر شدید مخالفت شروع کردی اور حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں نہایت بدزبانی کرنے لگا۔ اس صورتحال پر آپ بہت دُکھی ہوئے اور آخر خاص دعا شروع کی۔ تو کچھ عرصہ بعد ہی وہ پیر پاگل ہوگیا اور اُس کے افرادِ خانہ نے اُسے ایک کمرہ میں بند کردیا جہاں وہ انتہائی غلیظ حالت میں وہ مرگیا۔ اس واقعہ نے اہل علاقہ پر بہت اثر کیا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی آپ سے سب وفاداروں سے بڑھ کر وفا کا سلوک فرمایا۔ ہر مشکل، تکلیف اور دکھ میں آپ کا ساتھ دیا۔ آپ کی دو بیٹیاں ایک سال کے وقفہ سے بیوہ ہوگئیں۔ آپ نے اُن کی اولاد کے سر پر اپنا دست شفقت واحسان اس طرح رکھا کہ ان کی ساری اولاد تعلیم مکمل کرکے اپنے پاؤں پر کھڑی شاندار زندگی گزار رہی ہے۔

آپ نہایت جفاکش تھے۔ جہاں بھی بصورت رہائش آپ کا لمبا قیام رہا وہاں سبزیاں کاشت کیں، نیز پھل دار اور سایہ دار درخت ضرور لگائے۔ ایک بار ایک درخت جو بظاہر سوکھ چکا تھا آپ اُسے بھی باقاعدگی سے پانی دیا کرتے تھے۔ دوسرے حیران ہوتے کہ اِس مرے ہوئے درخت کو پانی کیوں دیتے جارہے ہیں۔ آخر ایک روز اُس کی کونپلیں اور پتے نکلنے لگے۔ اور چند دن میں وہ سرسبز ہوگیا۔ تب آپ نے نہایت انکساری سے بتایا کہ دراصل مَیں نے خواب میں دیکھا تھا کہ یہ درخت سرسبز ہے۔ لہٰذا میرا کام تو بس اتنا ہی تھا کہ اسے پانی دیتا رہوں۔ آگے اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہے کہ یہ سرسبز ہوگیا ہے۔

آپ نہایت نڈر تھے اور ہر خطرہ کا مقابلہ بہادری سے کرتے۔ خدا تعالیٰ بھی آپ کو اپنے فضل سے ہر شر سے محفوظ رکھتا۔ آپ ہمیشہ سچی اور کھری بات کرتے۔ کم گو تھے لیکن دوسرے کی لمبی بات کو بھی اطمینان سے سن لیتے۔ جہاں بھی کسی کی بات کو خلاف واقعہ پاتے اسی وقت اس کی درستی کروادیتے۔ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے۔ لیکن دوسروں کو اُن کا حق خود جاکر دیتے۔ ایک مرتبہ آپ کے بینک اکاؤنٹ میں کسی ادارہ کی ایک بڑی رقم غلطی سے آگئی۔ آپ نے ازخود جاکر وہ رقم متعلقہ ادارہ کو واپس کردی۔

آپ حتی الوسع اپنے اعمال صالحہ کو پوشیدہ رکھنے کے عادی تھے۔ مستجاب الدعوات تھے۔ لمبی دعائیں یاد تھیں۔ قناعت کے ساتھ زندگی بسر کرنا آپ کا شیوہ تھا۔ نہایت نفیس اور صفائی پسند انسان تھے۔ کوئی بھی موسم ہو، روزانہ لازماً غسل کرتے اور ہمیشہ صاف ستھرا لباس زیب تن رکھتے۔ ماحول میں بھی صفائی کو پسند کرتے تھے۔ خوشبو کا استعمال آپ کے معمولات میں شامل تھا۔

ربوہ میں ریلوے کراسنگ کے قریب مارکیٹ میں آپ کا میڈیکل سٹور تھا۔ دیگر احمدی دکانداروں کے تعاون سے آپ نے وہاں ایک خالی جگہ کو ہموار کروا کے کھلے آسمان کے نیچے باجماعت نماز پڑھانی شروع کردی۔ پھر جلد ہی نظام جماعت کی اجازت سے اپنی نگرانی میں قریبی دکانداروں کی مالی معاونت سے ایک سادہ سی مسجد وہاں تعمیر کروادی۔ پھر انتہائی کوشش کرکے مخالفت کے باوجود پانی وغیرہ کے انتظامات کروائے۔ یہ مسجد بلال اب پختہ اور خوبصورت حالت میں موجود ہے۔

آپ کی اہلیہ محترمہ امۃ الکریم صاحبہ کی وفات آپ کی وفات سے کچھ عرصہ قبل ہوئی تھی۔ وہ وفات سے قبل 40 سال تک چلنے پھرنے سے معذور رہیں۔ مسلسل بیٹھنے سے بعض اَور عوارض بھی لاحق ہوگئے تھے۔ آپ نے اُن کا ہر طرح سے خیال رکھا اور ایک مثالی جوڑے کے طور پر آپ دونوں نے اپنی 62 سالہ رفاقت کا سفر طے کیا۔

تصحیح

ہفت روزہ ’’الفضل انٹرنیشنل‘‘ 14اکتوبر 2016ء کے کالم ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ میں روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 3/دسمبر 2011ء میں شائع ہونے والے ایک مضمون بابت ’’حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت‘‘ سے یہ فقرہ بھی نقل کیا گیا تھا کہ ’’حارث کے فرزند ابوسفیان کی اولاد سے معاویہ اور زیاد تھے۔ معاویہ کے ہاں یزید اور زیادہ کے ہاں عبیداللہ (ابن زیاد) پیدا ہوئے۔‘‘

ہمارے ایک معزز قاری نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی کتاب ’’سیرت خاتم النبیینؐ‘‘ کے حوالہ سے اس طرف توجہ دلائی ہے کہ یہ درست نہیں کہ ابوسفیان حارث (بنوہاشم) کی اولاد میں سے تھے بلکہ یہ الگ شاخ ہے۔ ابوسفیان عبدمناف کے بیٹے عبدالشّمس کے فرزند امیّہ کی اولاد میں سے تھے۔

ویب سائٹ ’’الاسلام‘‘ میں دیئے گئے مذکورہ شمارہ میں یہ درستی کردی گئی ہے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14 دسمبر 2011ء میں خلافت کے حوالہ سے شائع ہونے والی مکرم سید طاہر احمد زاہد صاحب کی ایک نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

مبارک مبارک خلافت مبارک
یہ تجدیدِ عہد و محبت مبارک
مسرت ہے دل میں مگر آنکھ نم ہے
مرے آنسوؤں کی عقیدت مبارک
یہ سر سجدے میں ہے لبوں پر دعا ہے
گلستانِ احمد کی قربت مبارک
تیرے فضل واحساں سے دل یہ غنی ہے
تری رحمتوں کی سخاوت مبارک
ترے ہاتھ سے ہی لگا ہے یہ پودا
خدایا یہ تیری حفاظت مبارک
تمنا ہے اتنی یہ زاہد دعا ہے
رہے تا قیامت خلافت مبارک

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

November 11, 2016 – November 17, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday November 11, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars Majmooa Ishteharaat
01:05	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 63.
01:40	Jalsa Salana USA Address: Recorded on June 22, 2008.
03:10	Spanish Service
03:40	Pushto Service
03:50	Tarjamatul Qur'an Class: Qur'anic verses of Surah An-Nisaa, verses 169 - 177 and Surah Al-Maaidah, verses 1 - 6 by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 64. Recorded on June 28, 1995.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 251.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran: Lesson no. 64.
07:00	Huzoor's Opening Ceremony Address At Khadeeja Mosque: Rec. October 16, 2008.
07:50	Tasheez-ul-Azhan
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on November 05, 2016.
10:00	Indonesian Service
11:00	Deeni-o-Fiqahi Masail
11:40	Tilawat: Surah Yoosuf, verses 65-70 and 71-80.
11:55	Seerat-un-Nabi
12:30	Live Transmission From Baitul Futuh
13:00	Live Friday Sermon
14:00	Live Transmission From Baitul Futuh
14:35	Shotter Shondane: Rec. September 29, 2016.
15:35	Tasheez-ul-Azhan [R]
15:50	In His Own Words
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:30	Huzoor's Opening Ceremony Address At Khadeeja Mosque [R]
19:30	In His Own Words [R]
20:00	Tasheez-ul-Azhan [R]
20:20	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday November 12, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
01:00	Huzoor's Opening Ceremony Address At Khadeeja Mosque
02:10	Friday Sermon
03:30	Deeni-o-Fiqahi Masail
04:05	In His Own Words
04:30	Liqa Maal Arab: Session no. 137.
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 06.
07:00	Jalsa Salana UK Address: Rec. July 30, 2010.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time: Programme no. 38.
08:55	Question And Answer Session: A question and answer session with Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul-Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on September 04, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Rec. November 11, 2016.
12:15	Tilawat: Surah Yoosuf, verses 81-87 and 88-96.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intekhab-e-Sukhan
14:00	Shotter Shondane
15:05	Maidane Amal Ki Kahani
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:25	Jalsa Salana UK Address [R]
19:30	Faith Matters: Programme no. 190.
20:35	International Jama'at News
21:05	Rah-e-Huda [R]
22:35	Story Time [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday November 13, 2016

00:10	World News
00:25	Tilawat
00:35	In His Own Words
01:05	Al-Tarteel
01:35	Jalsa Salana UK Address
02:50	Friday Sermon
04:00	Maidane Amal Ki Kahani
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 253.
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:35	Yassarnal Quran: Lesson no. 64.
07:00	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna Germany: Recorded on May 31, 2015.
08:15	Faith Matters: Programme no. 188.
09:05	Question And Answer Session: Recorded on May 12, 1996.
10:05	Indonesian service
11:05	Friday Sermon: Recorded on May 29, 2015.
12:15	Tilawat
12:25	Yassarnal Quran [R]
13:00	Friday Sermon: Rec. November 11, 2016.
14:10	Shotter Shondhane: Rec. September 30, 2016.
15:15	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna Germany [R]
16:30	Quranic Archeology
17:00	Kids Time: Programme no. 38.
17:30	Yassarnal Quran [R]
17:55	World News
18:15	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna Germany [R]
19:30	Live Beacon Of Truth
21:25	The Age Of Reform In Muslim India
21:50	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday November 14, 2016

00:10	World News
00:30	Tilawat
00:45	Yassarnal Quran
01:10	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna Germany
03:10	Friday Sermon
04:20	In His Own Words
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 254.
06:00	Tilawat
06:20	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 06.
07:00	Arrival At Chennai Airport And Mosque Opening In India: Recorded on November 24, 2008.
08:00	International Jama'at News
08:35	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:55	French Mulaqat: Rec. December 01, 1997.
10:00	Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on June 10, 2016.
11:20	Beautiful Hyderabad
12:00	Tilawat
12:15	Dars-e-Hadith [R]
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Rec. December 24, 2010.
14:00	Shotter Shondane: Rec. October 01, 2016.
15:00	Beautiful Hyderabad [R]
15:35	Aao Urdu Sekkhain
15:55	Rah-e-Huda: Recorded on November 12, 2016.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Arrival At Chennai Airport And Mosque Opening In India [R]
18:55	In His Own Words
19:25	Somali Service
20:00	Chef's Corner
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:05	Friday Sermon [R]
23:05	Beautiful Hyderabad [R]
23:35	Aao Urdu Sekhain [R]

Tuesday November 15, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:30	Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel
01:20	Arrival At Chennai Airport And Mosque Opening In India
02:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
02:20	Kids Time
02:55	Friday Sermon
03:55	Aao Urdu Sekhain
04:20	In His Own Words
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 255.
06:00	Tilawat
06:15	Darse Majmooa Ishtihirat
06:45	Yassarnal Quran: Lesson no. 65.
07:15	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat And Lajna Class: Rec. May 31, 2015.
08:30	Philosophy Of The Teachings Of Islam
08:45	Noor-e-Mustafwi
09:10	Question & Answer Session: Rec. May 12, 1996.
10:05	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on November 11, 2016.
12:05	Tilawat: Surah Ar-Ra'd, verses 7-15 and 16-21.
12:25	Dars-e-Majmooa Ishteharaat
12:55	Yassarnal Quran [R]
13:25	Faith Matters: Programme no. 188.
14:10	Shotter Shondane: Rec. October 01, 2016.
15:15	Spanish Service
15:50	Braheen-e-Ahmadiyya
16:30	Noor-e-Mustafwi
17:00	Philosophy Of The Teachings Of Islam
17:30	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqf -Nau Nasirat And Lajna Class [R]
19:35	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on August 26, 2016.
20:35	The Bigger Picture: Recorded on March 29, 2016.
21:25	Braheen-e-Ahmadiyya [R]
22:00	Australian Service
22:25	Faith Matters [R]
23:20	Question And Answer Session

Wednesday November 16, 2016

00:20	World News
00:40	Tilawat
00:45	In His Own Words
01:20	Yassarnal Qur'an
01:50	Gulshan-e-Waqf-e-Nau Nasirat And Lajna Class
03:00	Philosophy Of The Teachings Of Islam
03:20	Story Time
03:40	Braheen-e-Ahmadiyya
04:10	Noor-e-Mustafwi
04:25	Australian Service
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 256.
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel: Lesson no. 06.
07:00	Jalsa Salana UK Address: Rec. July 31, 2010.
08:00	The Bigger Picture: Rec. March 29, 2016.
09:00	Urdu Question And Answer Session: Recorded on September 04, 1996.
09:55	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on November 11, 2016.
12:05	Tilawat: Surah Ar-Ra'd, verses 22-30 and 31-34.
12:20	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karain [R]
12:35	Al-Tarteel [R]
13:05	Friday Sermon: Rec. November 05, 2010.
14:10	Shotter Shondane: Rec. October 02, 2016.
15:15	Deeni-o-Fiqahi Masail
15:50	Kids Time: Prog. no. 39.
16:20	Muslim Scientists
16:40	Faith Matters: Programme no. 187.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana UK Address [R]
19:25	French Service
20:00	Roohani Khazaa'in Quiz
20:30	Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:05	Kids Time [R]
21:30	Muslim Scientists
21:45	Friday Sermon [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan: Rec. November 12, 2016.

Thursday November 17, 2016

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatain Karain
01:00	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana UK Address
02:25	Deeni-o-Fiqahi Masail
03:00	Roohani Khazaa'in Quiz
03:30	In His Own Words
04:05	Faith Matters
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 257.
06:05	Tilawat
06:05	Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 151-157 with Urdu translation.
06:20	Dars Majmooa Ishteharaat
06:50	Yassarnal Qur~an: Lesson no. 65.
07:20	Huzoor's Reception In Kerala: Recorded on November 25, 2008.
08:05	In His Own Words: Programme no. 02.
08:35	Quran Class: Surah Al-Maaidah, verses 6 - 20. Class no. 65, recorded on June 29, 1995.
09:55	Indonesian Service
10:55	Japanese Service
12:00	Tilawat: Surah Ar-Ra'd, verses 35-44.
12:10	Dars Majmooa Ishteharaat
12:35	Yassarnal Quran [R]
13:10	Beacon Of Truth: Rec. November 13, 2016.
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of Friday sermon delivered on November 11, 2016.
15:05	Aaina
15:50	Persian Service
16:20	Quran Class [R]
17:25	Yassarnal Quran [R]
18:00	World News
18:30	Live Hiwar-ul Mubashir
20:35	Aaina
21:05	Open Forum
21:40	Quran Class [R]
23:00	Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 | Friday 11 November , 2016 | Issue No. 46

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ کینیڈا 2016ء

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد و میڈلز کی تقسیم۔ حفظ القرآن سکول اور عائشہ اکیڈمی (کینیڈا) سے فارغ التحصیل طالبات میں سرٹیفکیٹ اور ڈپلومہ کی تقسیم۔

مسلمانوں میں بگاڑ کی ایک بڑی وجہ یہی ہے کہ مسلمان علاقوں کی اکثریت دینی علم سے بے بہرہ ہے۔ اپنی بچیوں کی ایسی دینی تربیت کرو کہ آئندہ نسل کی مائیں اپنے بچوں کے ذہنوں میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے حکم کو بٹھاتی چلی جائیں اور اپنے لڑکوں کی ایسی تربیت کرو کہ آئندہ بننے والے باپ دین کی حقیقی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنے والے ہوں اور یوں اپنے بچوں کے لئے بہترین نمونہ بنیں۔

پردہ اور حیا سے متعلق اسلامی تعلیم کا تذکرہ اور اس پہلو سے مَردوں اور خواتین کو اہم نصائح

(جلسہ سالانہ کینیڈا کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ کا مستورات سے خطاب)

امریکہ سے آنے والے بنگلہ دیشی احباب کی حضور انور سے ملاقات۔ وفد میں شامل بعض غیر از جماعت مہمانوں کے تأثرات۔

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

8/اکتوبر بروز ہفتہ 2016ء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح سوا چھ بجے مسجد بیت الاسلام میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

آج جلسہ سالانہ کینیڈا کا دوسرا دن تھا اور پروگرام کے مطابق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خواتین کے جلسہ میں خطاب تھا۔ گیارہ بجکر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ (Peace Village) سے جلسہ گاہ کے لئے روانہ ہوئے اور گیارہ بجکر 40 منٹ پر لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف آوری ہوئی۔ جہاں خواتین نے بھرپور نعروں کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا۔

اس اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرمہ طلعت صادق صاحبہ نے کی اور اس کا اردو ترجمہ منصورہ رؤوف صاحبہ نے پیش کیا۔

اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام ۔

باب رحمت خود بخود پھر تم پہ وا ہو جائے گا

عزیزہ صبیحہ ہاشمی نے خوش الحانی سے پڑھا۔

تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات میں اسناد و میڈلز کی تقسیم

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی طالبات کو اسناد عطا فرمائیں اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا تعالیٰ نے ان طالبات کو میڈلز پہنائے۔

درج ذیل خوش نصیب طالبات نے یہ اسناد اور میڈلز حاصل کئے۔

ہائی اسکول کی طالبات

(1) فلیحہ جمیل گریڈ 12۔ 98 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(2) سیدہ صوفیہ جنود گریڈ 12۔ 96 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(3) اعشنہ احمد گریڈ 12۔ 95 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(4) شاکرہ خواجہ گریڈ 12۔ 95 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(5) عائشہ ریان گریڈ 12۔ 94 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(6) مریم خلیل گریڈ 12۔ 93 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(7) نعمانہ محمود گریڈ 12۔ 92 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(8) نحال مبارک گریڈ 12۔ 92 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(9) ثمر محمود گریڈ 12۔ 92 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(10) نبیلہ کومل گریڈ 12۔ 92 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(11) نایاب ملک گریڈ 12 92 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(12) رملہ محمود گریڈ 12۔ 91 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(13) ثمرہ منگلہ گریڈ 12۔ 91 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(14) نبیلہ چوہدری گریڈ 12۔ 91 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(15) مہوش بٹ گریڈ 12۔ 91 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(16) ناول ملک گریڈ 12۔ 90 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(17) ضحیٰ احمد گریڈ 12۔ 90 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(18) سارہ وقار گریڈ 12۔ 90 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(19) کنزہ ملک گریڈ 12۔ 90 فیصد نمبروں کے ساتھ،
(20) تہمینہ صدف گریڈ 12۔ 90 فیصد نمبروں کے ساتھ۔

کالج کی طالبات

(1) ھبہ نور۔ ایڈوانس ڈپلومہ ڈینٹل ہائجین 93 فیصد نمبروں کے ساتھ۔

یونیورسٹی انڈر گریجویٹ

(1) وجیہ سعید بیچلر آف ایجوکیشن 92 فیصد نمبروں کے ساتھ، (2) ماریہ احمد مرزا بیچلر آف ایجوکیشن 89 فیصد نمبروں کے ساتھ، (3) تسمیہ منظور بیچلر آف ایجوکیشن 89 فیصد نمبروں کے ساتھ، (4) حارثہ محمود بی ایس سی آسٹرو فیزکس 85 فیصد نمبروں کے ساتھ، (5) حفصہ ماجد ڈاکٹر آف میڈیسن 85 فیصد نمبروں کے ساتھ، (6) ماریہ وقار بی اے کاگنیٹو سائنس اینڈ سائیکالوجی 85 فیصد نمبروں کے ساتھ، (7) روبینہ شاہ بیچلر آف ایجوکیشن 84 فیصد نمبروں کے ساتھ، (8) ماریہ چیمہ بیچلر آف ایجوکیشن 84 فیصد نمبروں کے ساتھ، (9) ماریہ اقبال بیچلر آف آرٹ 84 فیصد نمبروں کے ساتھ، (10) عطیۃ الکریم پراچہ بیچلر آف اپلائیڈ سائنس سائیکالوجی 84 فیصد نمبروں کے ساتھ، (11) حنا ڈار بی اے کریمینالوجی اینڈ لا سٹڈیز 84 فیصد نمبروں کے ساتھ، (12) نائلہ محمود بی اے پالیٹیکل سائنس 82 فیصد نمبروں کے ساتھ، (13) مریم وسیم بی ایس سی فارمیسی 81 فیصد نمبروں کے ساتھ، (14) سحرش حنا بیچلر آف ایجوکیشن 80 فیصد نمبروں کے ساتھ، (15) فریال جنود بیچلر آف کامرس 80 فیصد نمبروں کے ساتھ،

یونیورسٹی پوسٹ گریجویٹ

(1) فائزہ بھٹی ماسٹر آف کونسلنگ سائکالوجی 95 فیصد نمبروں کے ساتھ، (2) عافیہ نصرت ماسٹر آف میتھ میٹکس نمبروں کے ساتھ، (3) .... کمپیوٹر سائنس 88 فیصد نمبروں کے ساتھ، (4) خولہ منگلا ماسٹر آف ہیومن ریسورسز مینیجمنٹ 86 فیصد نمبروں کے ساتھ، (5) صدف سید ماسٹر آف پبلک پالیسی ایڈمینسٹریشن اینڈ لا 85 فیصد نمبروں کے ساتھ، (6) رابیہ اسلم ماسٹر آف کمپیوٹر سائنس 85 فیصد نمبروں کے ساتھ، (7) امیرہ ہاشمی ماسٹر آف ایجوکیشن 85 فیصد نمبروں کے ساتھ، (8) آنسہ نرگس ماسٹر آف آرٹس ہیلتھ اینڈ ایجنگ 85 فیصد نمبروں کے ساتھ، (9) وردہ قاضی ماسٹر آف ایجوکیشن ڈیولپمینٹل سائیکالوجی 84 فیصد نمبروں کے ساتھ، (10) سارہ سعید ماسٹر آف سائنس ایپڈیمیولوجی 84 فیصد نمبروں کے ساتھ، (11) نورین سہیل ماسٹر آف ایجوکیشن 83 فیصد نمبروں کے ساتھ، (12) رابیہ شہاب ماسٹر آف پبلک ہیلتھ 80 فیصد نمبروں کے ساتھ، (13) نایاب عابد ماسٹر آف ایجوکیشن پالیسی اینڈ لیڈرشپ 80 فیصد نمبروں کے ساتھ۔

☆ **نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کے تحت، پاکستان کی مختلف یونیورسٹیوں اور کالجوں سے پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والی درج ذیل طالبات نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک سے اسناد حاصل کیں اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا نے انہیں گولڈ میڈل پہنائے۔**

(1) وجیہہ احمد او لیول۔ کیمبرج یونیورسٹی 9اے،
(2) وجیہہ احمد اے لیول۔ کیمبرج یونیورسٹی 6 اے،
(3) امۃ المصور او لیول۔ کیمبرج یونیورسٹی 8 اے،
(4) درِعدن باسط او لیول۔ کیمبرج یونیورسٹی 5اے اور 3اے،
(5) وسیمہ رحمان ایف ایس سی۔ پری میڈیکل بلوچستان بورڈ سیکنڈ پوزیشن، (6) وسیمہ رحمان ایم بی بی ایس۔ بولان میڈیکل کالج تھرڈ پوزیشن، (7) مریم مبارک اے لیول۔ کیمبرج یونیورسٹی 4اے، (8) نائلہ عظمت بی بی اے۔ جی سی یونیورسٹی فیصل آباد، (9) امۃ الشافی ایم بی بی ایس۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز انڈیا، (10) امۃ المعیز ایم ایس سی، مائیکرو بائیالوجی۔ پنجاب یونیورسٹی، (11) قانتہ فردوس ایم ایس زوآلوجی۔ لاہور کالج ویمین یونیورسٹی فرسٹ پوزیشن، (12) خلود منّا عودہ بیچلر۔ آرکیٹیکٹ اسرائیل انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی 7.86 فیصد، (13) صائمہ عرفان ایف ایس سی فرسٹ پوزیشن۔

☆ **جماعت احمدیہ کینیڈا کے تحت یہاں ''حفظ القرآن سکول'' بھی جاری ہے۔ اس سکول سے سال 2012ء اور سال 2013ء میں جن بچیوں نے قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا ہے۔ ان کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت سرٹیفکیٹ عطا فرمائے۔**

ان خوش نصیب بچیوں کے نام درج ذیل ہیں۔

(1) عزیزہ مہک شہزادی دورانیہ دو سال تین ماہ، (2) عزیزہ شافیہ کاہلوں دو سال دو ماہ، (3) عزیزہ آصفہ کاہلوں دورانیہ تین سال، (4) عزیزہ مریم بھٹی دورانیہ دو سال، (5) عزیزہ عصمہ صباحت دورانیہ دو سال تین ماہ،

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں